تاریخی
مکاتیب
ملحوظہ: اس جلد میں مولانا محمد زکریا کاندھلوی
کے 107 خطوط شامل ہیں۔
جلد اول
ترتیب و تحشیہ
محمد طفیل کوہاٹی
مدیر ندوۃ التحقیق الاسلامی کوہاٹ
ادارہ اشرفیہ عزیزیہ کوہاٹ

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کے منتخب

# تاریخی مکاتیب

## جلد اول


ترتیب و تحشیہ

محمد طفیل کوہاٹی

مدیر ندوۃ التحقیق الاسلامی کوہاٹ



ناشر

ادارہ اشرفیہ عزیزیہ کوہاٹ

نام کتاب: تاریخی مکاتیب

جلد: اول

مرتب و محشی: محمد طفیل کوہاٹی

کتابت و معاونت: حمید اللہ کوہاٹی

طبع اول

تعداد ۱۱۰۰

ملنے کے پتے:

ندوۃ التحقیق الاسلامی کوہاٹ ۰۳۳۳-۹۶۴۹۴۶۷

مکتبہ حلیمیہ بہادر کوٹ کوہاٹ ۰۳۱۴۹۹۷۹۲۶۰

ادارہ اشرفیہ عزیزیہ پشاور ۰۳۲۱-۹۰۰۶۳۲۱

مکتبہ عمر فاروق پشاور

# فہرست

# عرض مرتب

بندہ نے اپنے مرشد حضرت ڈاکٹر فدا محمد مد ظلہم کے ارشاد پر اپنے دادا شیخ مولانا محمد اشرف سلیمانیؒ کے مکتبہ کی فہرست سازی کا کام شروع کیا، اس دوران بندہ کو گودام میں کاغذات کا ایک پلندہ ملا جسے صفائی کرنے والوں نے ردی لفافوں میں غالباً تلف کرنے کے لیے ڈال رکھا تھا۔ جب اسے پلندے کو جانچا گیا تو اس میں سے اکابر کے بڑے نادر خطوط بر آمد ہوئے، ان خطوط میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ [۱۸۹۷ء۔ ۱۹۸۲ء] کے مکاتیب کی بھی بڑی تعداد تھی جو انہوں نے حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ [۱۹۰۸ء۔ ۱۹۷۷ء] اور ان کے صاحبزادے مولانا محمد بنوریؒ [۱۹۵۵ء۔۱۹۹۸ء] کے نام لکھے تھے۔ ان خطوط کی تصویری نقل مولانا اشرف سلیمانیؒ کے پاس کیسے پہنچی؟ در حقیقت مولانا محمد اشرف سلیمانیؒ حضرت مولانا بنوری کی سوانح لکھنے کا ارادہ رکھتے تھے، مولانا محمد بنوریؒ نے بھی ان سے اس خواہش کا اظہار اپنے ایک مکتوب میں کیا تھا اور ہمارے شیخ ڈاکٹر فدا محمد مد ظلہم کے مطابق مولانا محمد اشرف سلیمانیؒ وہ سوانح مکمل بھی کر چکے تھے لیکن افسوس کہ اس کا مسودہ حوادث زمانہ کی نذر ہو گیا۔ مولانا محمد اشرف سلیمانیؒ نے اس سوانح کے لیے جو لوازمہ اکٹھا کیا تھا یہ خطوط بھی اسی کا حصہ تھے۔ مولانا بنوریؒ کی عبقری شخصیت کے پیش نظر ان کی مفصل سوانح ان کے متعلقین پر قرض ہے کیونکہ ان کی زندگی کے کئی اہم گوشے ایسے ہیں جو ان پر لکھنے والوں سے چھوٹ گئے ہیں۔

بندہ نے ان خطوط کو ردی سے اٹھا کر محفوظ کیا، بعد میں میرے مشفق بزرگ حضرت مفتی خالد محمود مد ظلہم اقراء روضۃ الاطفال ٹرسٹ کراچی کی عنایت سے اقراء ڈائجسٹ کا شیخ الحدیث نمبر دستیاب ہوا، اس میں مفتی جمیل خانؒ [۱۹۵۳ء۔ ۲۰۰۴ء] نے ان میں سے کئی خطوط کو شائع

کیا تھا تاہم ان خطوط میں کچھ واقعات اور اشارات ایسے تھے جن کی توضیح سے ان کے نفع کا دائرہ وسیع ہونے کا امکان تھا نیز مکاتیب میں کثرت سے اکابر کے اعلام کے ساتھ ان کا تذکرہ تھا، ضرورت تھی کہ ان تمام اکابر اہل علم کے مختصر تراجم حاشیہ میں لکھ دیئے جائیں کہ پس آئندگان کے سامنے اکابر کے حالات جس کثرت سے دستیاب ہوں اتنے ہی زیادہ مفید ہیں۔ نیز ان مکاتیب میں اکابر اہل علم کی کئی مفید کتابوں کا بھی تذکرہ تھا جن کا تعارف طلبہ کے لیے مفید ہو سکتا تھا۔ اقراء ڈائجسٹ میں حضرت شیخ الحدیثؒ کے کچھ اور بھی مفید مکاتیب ملے جنہیں اس مجموعے میں شامل کرنا مفید معلوم ہوا، حضرت شیخ الحدیث کے بعض مکاتیب البلاغ کے مفتی اعظم نمبر میں شامل اشاعت تھے انہیں بھی اس مجموعہ کا حصہ بنالیا گیا، اسی طرح استاد گرامی مولانا محمد امین اورکزئی شہیدؒ [۱۹۴۶ء-۲۰۰۹ء] کے نام حضرت شیخ الحدیثؒ کا ایک اہم مکتوب جو بندہ نے سہ ماہی المظاہر کوہاٹ کی خصوصی اشاعت بہ یاد محقق کبیر مولانا محمد امین اورکزئی شہیدؒ میں بھی شامل کیا تھا اس مجموعہ میں درج کر دیا۔ حضرت شیخ کے تین مکاتیب بنام مولانا محمد اشرف سلیمانیؒ فضائل اعمال فارسی مترجم کے شروع میں شامل تھے انہیں بھی اس مجموعہ کا حصہ بنایا گیا، حضرت شیخ کا ایک تاریخی مکتوب مولانا عبدالرشید ارشدؒ [م:۲۰۰۶ء] کے نام ماہنامہ الرشید کے دارالعلوم دیوبند نمبر میں بھی شامل ہے اسے بھی اس مجموعہ کا حصہ بنایا گیا تاکہ یہ سارے مکاتیب توضیحی حواشی کے ساتھ مزید مفید ہو کر سامنے آسکیں۔ ان مکاتیب پر حواشی و تعلیقات میں مندرجہ ذیل امور کا لحاظ رکھا گیا:

* مکاتیب میں مذکور تمام اہم واقعات کی طرف جو اشارات ہوئے ہیں ان کی حاشیہ میں بقدر ضرورت وضاحت کر دی گئی تاکہ خط کا پس منظر سمجھنے میں آسانی ہو، محشی کے لیے بعض اشارات کے ضمن میں واقعات کی تعیین قدرے آسان تھی کہ وہ واقعات معروف تھے لیکن بعض حوادث کی تعیین کے متعلق کوئی یقینی ذرائع دستیاب نہ تھے اس لیے ان کی تعیین میں تخمین اور ظن سے

کام لیا گیا ہے اور اس کی طرف "غالبا" یا "واللہ اعلم بالصواب" سے اشارہ کر دیا گیا۔

* مکاتیب میں مذکور اعلام کے تراجم کا اہتمام کیا گیا، اس میں معروف اور غیر معروف کا فرق نہیں رکھا گیا کیونکہ معروف اعلام کے بھی ضروری حالات جتنے کثرت سے دستیاب ہوں طلبہ علم کے لیے مفید ہیں۔ تراجم میں اس بات کا خیال رکھا گیا کہ شخصیت کا عہد سنین سے متعین ہو اور اس کی زندگی کے اہم مشاغل کی طرف یک سطری سہی! اشارہ ضرور ہو۔ ان میں اکثر اکابر کی سوانح دستیاب ہیں تاہم بعض اعلام کے تراجم صدری معلومات کی بنیاد پر بھی مرتب کیے گئے ہیں۔

* مکاتیب میں مذکورہ کتب کے موضوع و مصنف کی تعیین کے ساتھ کوشش کی گئی کہ اہم مطالع اور تحقیقات کی طرف بھی رہنمائی ہو سکے۔

* مکاتیب میں مذکور مقامات اور اداروں کے متعلق جہاں ضروری سمجھا گیا وہاں ان کا جغرافیہ اور مختصر تعارف درج کیا گیا۔

شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ [م: ۱۹۸۲ء] کی ساری زندگی علم و تحقیق، دعوت و تبلیغ، درس و تدریس اور تصوف و سلوک کی کاشوں سے عبارت تھی، تاہم ان مکاتیب کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کو عصری فتنوں کا بھی پوری طرح ادراک تھا، نیز عالم اسلام میں برپا مختلف تحریکات اور مسائل پر بھی آپ کی گہری نظر تھی۔ ان مسائل کے تدارک کے لیے آپ نے حتی المقدور سعی و کوشش میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ مکاتیب کے مطالعے سے سماجی معاملات پر بھی آپ کی گرفت کا اندازہ ہوتا ہے۔ مولانا بنوریؒ اور بعض دیگر حضرات کو تحریکات اور اداروں کے حوالے سے دیئے گئے مشورے اس کی کافی دلیل ہے۔ ان مکاتیب میں ایک خاصی تعداد اصلاحی مکاتیب کی بھی ہے جن سے اکابر دیوبند کے منہج اصلاح وارشاد پر روشنی پڑتی ہے کہ وہ سالکین کے قلوب میں تعلق مع اللہ پیدا کرنے کے لیے کن امور کا اہتمام کرتے تھے اور شخصیت سازی کے حوالے وہ کن موانع کا استیصال ضروری سمجھتے تھے۔

ان مکاتیب کی کمپیوٹر کتابت، ترتیب و تدوین اور حواشی میں عزیزم مولوی حمید اللہ کوہاٹی سلمہ رفیق دارالتصنیف ندوۃ التحقیق الاسلامی بہادر کوٹ کوہاٹ نے جس شوق و ذوق اور جانفشانی سے حصہ لیا ان شاء اللہ تعالیٰ یہ ان کے علمی و تحقیقی مستقبل کے لیے خشت اول ثابت ہو گا اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کے علم و عمل میں مزید اضافہ فرمائیں۔ بعض اعلام کے تراجم اور سنین کی تلاش میں میرے مخدوم مفتی شاہد محمود مدظلہ خلیفہ مجاز مولانا عبد الحفیظ مکی رحمہ اللہ اور محترمی شبیر احمد میواتی حفظہ اللہ نے کافی تعاون کیا اللہ تعالیٰ ہر دو حضرات کو شایان شان اجر عطا فرمائے۔ آمین۔ اس مجموعی کا نام "تاریخی مکاتیب" جلد اول رکھا گیا، ان شاء اللہ تعالیٰ دیگر اکابر کے مکاتیب کے مجموعے جلد دوم، سوم اور چہارم کی شکل میں پیش کیے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو اپنے دربار میں قبول فرمائے اور بندہ و متعلقین کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

محمد طفیل کوہاٹی

مدیر ندوۃ التحقیق الاسلامی بہادر کوٹ کوہاٹ

# مکاتیب بنام مولانا محمد یوسف بنوریؒ

(۱)

مکرم و محترم زادت معالیکم

بعد سلام مسنون!

میں نے ایک استفتاء شوال میں حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب[۱] کو ارسال کیا تھا جواب کے لئے پاکستانی لفافہ بھی رکھ دیا تھا، مولانا کا [خط مٹا ہوا ہے] سے جواب آیا تھا کہ میں [خط مٹا ہوا ہے] ہوں۔ تیرا خط مع لفافہ جواب کے مولانا محمد یوسف صاحب[۲] کی خدمت میں ارسال

---

۱۔ مولانا عبد الرحمن صاحب کاملپوریؒ بن حکیم گلؒ [۱۸۸۲ء۔۱۹۶۵ء] بہبودی، حضرو اٹک۔ ابتدائی تعلیم مردان، کھڈ اٹک اور اورنگ آباد میں حاصل کی، دو سال مظاہر علوم سہارنپور میں پڑھا۔ ۱۹۱۴ء میں دار العلوم دیوبند سے فارغ ہو گئے۔ فراغت کے بعد مظاہر علوم میں مدرس مقرر ہوئے اور صدر مدرس تک ترقی کی، مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ [م:۱۹۲۷ء] سے بیعت تھے، اس کے بعد مولانا تھانویؒ [م:۱۹۴۳ء] سے ۱۹۳۰ء میں خلافت ملی، تقسیم ہند کے بعد ہجرت کر کے دار العلوم ٹنڈو اللہ یار، جامعہ خیر المدارس اور جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک میں شیخ الحدیث رہے۔ آپ کا درس ترمذی بنام معارف ترمذی اور الحاوی علی مشکلات الطحاوی آپ کے فرزند قاری سعید الرحمنؒ [م:۲۰۰۹ء] کی ترتیب سے شائع ہو چکے ہیں۔ مولانا تھانویؒ نے کیمبل پوری نسبت کی بجائے 'کامل پورے'' کی نسبت سے 'کامل پوری'' لقب دیا۔ بہبودی میں مدفون ہیں۔

۲۔ یعنی مولانا محمد یوسف جان بنوریؒ بن مولانا سید زکریاؒ [۱۹۰۸ء۔۱۹۷۷ء] ۱۹۲۸ء میں ڈابھیل سے دورہ حدیث کیا، چار سال مدرسہ رفیع الاسلام بھانہ ماڑی اور محلہ جٹاں پشاور میں تدریس کے بعد مولانا انور شاہ کاشمیریؒ [م:۱۹۳۴ء] کی کتب پر تحقیقی کاموں کے لیے مجلس عملی ڈابھیل سے وابستہ ہوئے، ساتھ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں پڑھاتے رہے۔ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ [۱۸۸۷ء۔۱۹۴۹ء] کی پاکستان ہجرت کے بعد مدرسہ ڈابھیل کے صدر مدرس مقرر ہوئے، ۱۹۵۱ء میں جامعہ اسلامیہ ٹنڈو اللہ یار کے شیخ التفسیر و استاد حدیث مقرر ہوئے، ۱۹۵۵ء میں کراچی میں اپنا ادارہ قائم کیا جو جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کی شکل میں موجود ہے۔ تحریک ختم نبوت کے امیر تھے، اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر رہے، ملکی، ملی اور بین الاقوامی سطح پر مختلف دینی معاملات میں قائدانہ کردار ادا کیا، عصری فتنوں کے استیصال میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ معارف السنن شرح ترمذی سمیت کئی کتب لکھیں، بصائر و عبر کے نام سے ماہنامہ بینات

کر دیا ہے، وہ وسیع النظر ہیں، مجھ سے بہتر لکھیں گے۔ اس کے بعد سے جواب کا انتظار میں کرتا رہا۔ استفتاء یہ تھا کہ زید نے اپنی جائیداد کسی مدرسہ یا ادارہ کے لئے زبانی وقف کر دی، تکمیل ضابطہ کی نہیں ہوئی، اہل ادارہ کو جب علم ہوا تو وہ اس کو اپنے ادارہ کے حق [میں] مضر سمجھتے ہیں، کیا واقف کے وقف کر دینے کے بعد ان کو اس کے رد کا حق ہے یا نہیں؟ جب کہ وہ اس کو مضر سمجھتے ہیں اور ان کے رد پر واقف کسی دوسرے ادارہ میں اس کو منتقل کر دے تو اس میں کوئی حرج تو نہیں ہے؟ اگر جواب پہلے لکھا جا چکا ہو تو وہ مجھ تک نہیں پہنچا۔ براہِ کرم دوبارہ تکلیف فرمادیں اور جواب پر اگر مفتی اشفاق الرحمن صاحب [۳] بھی موافق رائے تحریر فرما دیں تو بہتر ہو۔ مفتی صاحب کی خدمت میں بھی سلام مسنون۔ فقط والسلام

زکریا مظاہر علوم سہارنپور ۲۹؍ ربیع الاول ۷۳ھ [۶؍ دسمبر ۱۹۵۳ء]

---

میں آپ کا سلسلہ مضامین اپنی نوعیت کے شاہکار موضوعات پر مشتمل ہوتا تھا۔ مولانا شفیع الدین نگینویؒ کے خلیفہ مجاز اور مولانا تھانویؒ [م:۱۹۴۳ء] کے مجاز صحبت تھے۔

۳۔ مفتی اشفاق الرحمن کاندھلویؒ بن عنایت الرحمنؒ [م:۱۹۵۸] ابتدائی تعلم مدرسہ سلیمانیہ بھوپال میں حاصل کی، بعد ازاں خانقاہ تھانہ بھون میں مشکوٰۃ تک پڑھا، دورۂ حدیث مظاہر علوم سہارنپور سے کیا، وہیں تدریس اور افتا کی خدمت سرانجام دی، کچھ عرصہ مدرسہ اشرفیہ دہلی میں رہے، ۱۸ سال مدرسہ عالیہ فتح پوری مسجد دہلی میں درس دیا۔ ۱۹۴۶ء میں سید سلیمان ندویؒ [م:۱۹۵۳ء] کی دعوت پر جامعہ احمدیہ بھوپال کے محدث مقرر ہوئے، یہیں مسجد شکور خان میں مثنوی کا درس دیتے تھے، رسالہ نشان منزل بھوپال کے مدیر رہے۔ ۱۹۵۱ء میں دارالعلوم ٹنڈو اللہ یار میں بطور استادِ حدیث و مفتی آئے۔ کشف المغطی عن وجہ المؤطا حاشیہ مؤطا امام مالک اور شرح ترمذی سمیت کئی کتب لکھیں۔ مولانا تھانویؒ [م:۱۹۴۳ء] کے خلیفہ مجاز تھے۔

(۲)

باسمہٖ سبحانہ

مکرم و محترم حضرت مولانا الحاج یوسف بنوری صاحب

بعد سلام مسنون! مولانا اسعد صاحب مدظلہ[۴] سے صاحبزادہ عزیز محمد[۵] کا جامعہ مدینہ میں داخلہ کی خبر سنی، تو مجھے اس خبر سے مسرت نہیں ہوئی، جناب کے پاس رہ کر جناب کے فیوض وبرکات اور اثر سے جو علمی استعداد اور اخلاقی رفعت وہ حاصل کرسکتے تھے وہ وہاں کی آزادی میں بالکل نہیں کرسکتے۔ یہ ناکارہ اس کے ذہن کی رسائی، شوخی طبع سے ۸۳ ھ سے واقف ہے، مجھے تو اس کا ڈر ہورہا ہے کہ کہیں وہ زیادہ اونچی پرواز نہ کرجائے۔ ابھی تک آپ کا اثر اس پر ہے جس سے بہت سی امیدیں وابستہ ہوسکتی ہیں لیکن مجھے تو اس اثر کے زائل ہوجانے کا خطرہ ہورہا ہے، اس کے علاوہ جامعہ میں جو مختلف الالوان اور متجددین کا اجتماع ہے، اس کے ماحول میں عزیز موصوف کا مسلک پر قائم رہنا بھی دشوار ہے۔ باقی آپ عزیز موصوف کی حالت سے مجھ سے زیادہ واقف ہیں اور جامعہ کے حالات سے بھی مجھ سے زیادہ واقف ہیں، میری واقفیت تو دونوں سے سطحی اور مسافرانہ ہے، اس دخل در معقولات کی معافی بھی چاہتا ہوں، آپ کے اس تعلق و محبت نے جو

---

۴۔ مولانا اسعد مدنیؒ بن مولانا حسین احمد مدنیؒ [۱۹۲۸ء۔۲۰۰۶ء] سماجی و سیاسی شخصیت۔ ۱۹۴۵ء میں دار العلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی، ۱۹۵۰ء میں دارالعلوم دیوبند میں مدرس مقرر ہوئے اور ۱۹۶۲ء تک ابتدائی و متوسط کتب کا درس دیا، ۱۹۶۳ء میں جمعیت علماء ہند کے ناظم عمومی اور ۱۹۷۳ء میں صدر منتخب ہوئے، تین بار رکن پارلیمنٹ رہے، شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کے خلیفہ تھے، ہند میں مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے عمر بھر سرگرم عمل رہے۔ فدائے ملت لقب پایا۔

۵۔ مراد مولانا محمد بنوریؒ بن مولانا محمد یوسف بنوریؒ [۱۹۵۵ء۔۱۹۹۸ء] ہیں۔ انہیں مولانا بنوریؒ نے جامعہ مدینہ منورہ میں داخل کرایا تھا اس پر شکوے کا اظہار ہے، تاہم مولانا بنوریؒ [م:۱۹۷۷ء] نے بعد ازاں انہیں واپس بلالیا۔ جس پر مولانا زکریاؒ [م:۱۹۸۲ء] نے خوشی کا اظہار فرمایا تھا۔

ہمیشہ اس ناکارہ پر رہا اس کی وجہ سے مخلصانہ دینی نصیحت کی بنا پر یہ چند فقرے لکھوا دیئے ہیں۔ امید ہے کہ جناب کا مزاج عالی اچھا ہو گا، اب تو خیریت کا معلوم ہونا بھی دشوار ہو گیا۔ اللہ کرے کہ ڈاک کا سلسلہ جلد جاری ہو جائے کہ طرفین کی خیریت معلوم ہو سکے۔ مدرسہ کی رسید "خوانِ خلیل"[۶] کی پہنچ گئی، مدیر بینات[۷] مولانا یوسف[۸] کی خدمت میں سلام مسنون۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم مظہر عالم[۹] ۲۴ر محرم ۱۳۹۱ھ

---

۶۔ خوان خلیل مؤلفہ مولانا اشرف علی تھانویؒ [م:۱۹۴۳ء]: مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ [م:۱۹۲۷ء] کے حالات اور اپنے ساتھ تعلق کی مختصر لیکن جامع سرگزشت ہے۔ ۶۵ صفحات پر مشتمل یہ رسالہ اولاً ۱۹۷۱ء میں مولانا زکریاؒ [م:۱۹۸۲ء] نے سہارنپور سے طبع کروایا۔ مکتبۃ البشریٰ کراچی نے اسے ثوب جدید میں شائع کیا ہے، آخر میں مولانا زکریاؒ کے قلم سے مولانا تھانویؒ کے حالات بھی آ گئے ہیں۔

۷۔ بینات: جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی سے چھپنے والا علمی و تحقیقی ماہنامہ مجلہ جو اکتوبر ۱۹۶۲ء میں مولانا عبدالرشید نعمانیؒ [م:۱۹۹۹ء] کی ادارت میں شروع ہوا اور تاحال تسلسل سے چھپ رہا ہے۔

۸۔ مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ بن چودھری اللہ بخش مرحوم (۱۹۳۲ء-۲۰۰۰ء) پیدائش: عیسیٰ پور، ضلع لدھیانہ، مشرقی پنجاب۔ فراغت: ۱۹۵۵ء میں جامعہ خیر المدارس ملتان۔ تدریس: فیصل آباد کے علاقہ روشن والا اور ماموں کانجن، جامعہ رشیدیہ ساہیوال اور جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن۔ مناصب: مدیر ماہنامہ بینات، کالم نگار صفحہ اقراء روزنامہ جنگ، سرپرست اقراء ڈائجسٹ کراچی، اقراء روضۃ الاطفال ٹرسٹ کراچی۔ صدر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل سمیت سو کے قریب کتب و رسائل کے مصنف۔ امتیازی تصنیفی خصوصیت فرق باطلہ اور عصری فتنوں کا رد۔ کراچی میں مئی ۲۰۰۰ء بروز جمعرات شہید کیے گئے۔

۹۔ مولانا مظہر عالم مظفرپوری مولانا زکریاؒ [م:۱۹۸۲ء] کے خلفاء میں سے ہیں، جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کے فاضل ہیں۔ مولانا زکریاؒ کے کاتب رہے، آج کل کون ویل کینیڈا میں مقیم ہیں۔ الرشید اسلامک انسٹیٹیوٹ یعنی معہد الرشید الاسلامی کے نام سے ایک ادارہ بھی قائم کیا ہے۔ اس کے ساتھ اصلاحی خدمات اور وعظ و ارشاد کا سلسلہ بھی جاری رکھے ہوئے ہیں۔

(۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

المخدوم المکرم حضرت مولا الحاج محمد یوسف صاحب بنوری زادت معالیکم

بعد سلام مسنون!

اہلیہ محترمہ کے حادثہ[۱۰] کے بعد میں نے تین عریضے تعزیت کے لکھے، ان میں سے دو کے پہنچنے کا حال تو مولوی یوسف صاحب مدیر بینات اور بھائی یحیٰ[۱۱] کے خط سے معلوم ہو گیا تھا، تیسرے کا حال معلوم نہ ہوا۔ آپ کے یہاں تو کثرت مشاغل کی وجہ سے خط و کتابت کا دستور ہی نہیں اور چونکہ آج کل براہِ راست خط و کتابت کی تو کوئی صورت نہیں اس لئے یہ عریضہ مکہ مکرمہ کے واسطہ سے بھیج رہا ہوں۔[۱۲] اس ناکارہ کی شرح مؤطا اوجز المسالک[۱۳] عرصہ ہوا لیتھو پر

۱۰۔ مولانا بنوریؒ کی پہلی اہلیہ ام عائشہ [م: ۱۹۷۲ء] کی وفات کا حادثہ مراد ہے، جو آپ کی چچا کی بیٹی تھی۔ انتہائی صابرہ شاکرہ خاتون تھیں۔ فقر و درویشی، مسافرت اور مشکلات میں مولانا بنوریؒ کا ساتھ نبھایا۔

۱۱۔ مولانا محمد یحیٰ مدنیؒ [۱۹۳۸ء۔۲۰۱۳ء] دہلی کے پنجابی خاندان سے تعلق تھا، کراچی ہجرت کی، ۱۹۵۹ء میں تبلیغی جماعت کے لیے زندگی وقف کی اور رائے ونڈ میں مقیم ہوئے، دوران تشکیل علم دین کے حصول کے لیے اجازت لی اور ۱۹۷۱ء سے ۱۹۷۴ء تک جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں پڑھ کر دورہ حدیث کیا۔ تین سال مدینہ طیبہ میں حفظ کا مکتب چلایا، جامعہ بنوری ٹاؤن میں بھی مدرس رہے، بعد ازاں معہد الخلیل الاسلامی کے نام سے کراچی میں مدرسہ قائم کیا جس کا شمار ملک کے نامور مدارس میں ہوتا ہے۔ پہلے مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ [م: ۱۹۶۲ء] سے بیعت تھے، ان کی وفات پر شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ [م: ۱۹۸۲ء] سے بیعت کی اور انہی سے خلافت ملی۔

۱۲۔ ۱۹۷۱ء میں پاک بھارت جنگ کے بعد عرصہ تک ڈاک کا نظام معطل تھا۔

۱۳۔ اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالک۔ امام مالکؒ [۷۱۱ء۔۷۹۵ء] کی حدیث پر مشہور کتاب مؤطا کی شرح ہے، مولانا زکریا کاندھلویؒ [م: ۱۹۸۲ء] سے قبل علمائے ہند میں شیخ سلام اللہ حنفی دہلویؒ [۱۲۲۹ھ/۱۸۱۳ء] نے المحلیٰ، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ [۱۱۴۶ھ/۱۷۳۳ء] نے فارسی میں المصفیٰ اور عربی میں المسویٰ جبکہ مولانا عبدالحئی لکھنویؒ [۱۳۰۴ھ/۱۸۸۷ء] نے التعلیق الممجد کے نام سے لکھی۔ اوجز المسالک یکم ربیع الاول ۱۳۴۵ھ میں شروع ہوئی اور ۲۸ ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ

طبع ہوئی تھی اور تقریباً ختم بھی ہوگئی ممالک عربیہ کے احباب بالخصوص علماء مالکیہ نے اس کو بہت زیادہ پسند کیا، بہت سے خطوط اور بیانات اس کے متعلق اس ناکارہ کے پاس پہنچے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بہت سے عربی علماء نے اس کو خریدا بھی، مگر ان کے قابو میں اس کا پڑھنا نہ آیا تو انہوں نے کسی ہندی عالم کو ہدیہ کر دیا۔

مولانا الحاج ابوالحسن علی میاں ندوی[۱۴] نے اس کا مقدمہ ندوہ کے ٹائپ میں طبع کیا تھا اور اس پر ازراہِ کرم ایک تقدیم بھی تحریر فرمائی تھی، اس کے ٹائپ پر طبع کرانے کا اصرار تیس چالیس برس سے ممالک عربیہ والے احباب کا ہو رہا تھا مگر میں اپنی بے بضاعتی کی وجہ سے کبھی اس کا تصور بھی نہ کر سکا۔

اس وقت عزیزم الحاج مولوی عبد الحفیظ مکی[۱۵] اللہ ان کو بہت جزائے خیر دے، اس کی مصر

---

میں مکمل ہوئی، پہلے ہندوستانی طرز طباعت لیتھو پر ۶/ جلدوں میں طبع ہوئی، بعد ازاں مصر قاہرہ اور بیروت سے ٹائپ پر ۱۵ جلدوں میں شیخ احمد عبد العزیز آل مبارکؒ [م:۱۹۸۸ء] کے اہتمام سے طبع ہوئی۔ ۱۹۹۹ء میں دار الکتب العلمیہ بیروت نے اسے جدید طرز پر چھاپا لیکن اس میں غلطیوں کی بھرمار تھی، صرف پہلی جلد میں ۱۲۵۵/ غلطیاں شمار کی گئیں، لہذا مولانا تقی الدین ندوی نے اس کی تصحیح و تحقیق کر کے اسے ۲۰۰۳ء میں دار القلم دمشق سے سترہ ضخیم جلدوں میں طبع کرایا۔ کتاب پر مولانا محمد یوسف بنوریؒ [م:۱۹۷۷ء] اور مولانا ابوالحسن علی ندویؒ [م:۱۹۹۹ء] کے مقدمات ہیں۔

۱۴۔ مولانا ابوالحسن علی ندویؒ بن مولانا حکیم سید عبد الحیٔ صاحب نزہۃ الخواطر [۱۹۱۴ء-۱۹۹۹ء] عالم اسلام کے ممتاز مفکر ودانشور، تکیہ کلاں رائے بریلی میں پیدا ہوئے، تعلیم ندوۃ العلماء میں حاصل کی، حدیث مولانا حسین احمد مدنیؒ [م:۱۹۵۷ء] سے اور تفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ [م:۱۹۶۲ء] سے پڑھی۔ مولانا عبد القادر رائے پوریؒ [م:۱۹۶۲ء] اور مولانا زکریاؒ [م:۱۹۸۲ء] کے خلیفہ مجاز تھے۔ ندوۃ العلماء لکھنو کے ناظم، دار العلوم دیوبند کے ممبر شوریٰ، مسلم پرسنل لاء انڈیا کے چیئرمین، رابطہ عالم اسلامی کے رکن عالم عربی کے کئی اداروں کے ممبر رہے۔ دعوت دین کے سلسلہ میں عالم عرب، یورپ اور ایشائی ملکوں کے کئی سفر کیے۔ تاریخ دعوت وعزیمت سمیت بیسیوں عربی واردو کتب کے مصنف ہیں۔ ان خطوط میں علی میاں سے مراد آپ کی ذات ہوتی ہے۔

۱۵۔ مولانا عبد الحفیظ مکیؒ بن ملک عبد الحقؒ [۱۹۴۶ء-۲۰۱۷ء] مصنف، صوفی وداعی۔ ولادت: امرتسر مشرقی پنجاب۔ ابتدائی

میں طباعت کی کوشش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان کی مساعی جمیلہ کو مثمر ثمرات وبرکات بنائے۔ مجھے اپنی کتاب پر کبھی کوئی تقدیم یا تقریظ لکھواتے ہوئے بڑی شرم آئی، جس کے متعدد واقعات مشہور بھی ہیں اور حضرت تھانوی قدس سرہ[16] کی خدمت میں جب اوجز کی پہلی جلد پہنچی تو حضرت کا والا نامہ آیا تھا کہ ساری کتاب کا دیکھنا تو مشکل ہے جن امور کی تم نے رعایت رکھی ہو ان سب کو ایک پرچہ پر لکھ دو، میں اس پرچہ کو سامنے رکھ کر تقریظ لکھ دوں گا، جس کے جواب میں بندہ نے لکھا تھا کہ تقریظ مقصود نہیں صرف دعاء مقصود ہے۔ تو حضرت تھانوی قدس سرہ کا بہت ہی ادعیہ سے لبریز والا نامہ آیا تھا۔ چونکہ اب مصر میں اس کی طباعت ہو رہی ہے اور مکی احباب کی رائے یہ ہے کہ ممالک عربیہ میں کتاب سے زیادہ تقدیم کی اہمیت ہوتی ہے اور چونکہ علی میاں کی تقدیم بھی آچکی ہے مگر مصری احباب کچھ ان سے زیادہ خوش نہیں، اس لئے دوستوں کی رائے پر میری بھی درخواست ہے کہ اگر جناب کی

---

تعلیم مکہ میں اور دورہ حدیث مظاہر علوم سہارنپور سے ۱۹۶۷ء میں کیا۔ شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ [م:۱۹۸۲ء] کے خادم خاص اور خلیفہ مجاز تھے، آپؒ کی کتابوں کی اشاعت میں بڑی کاوشیں کیں۔ انٹرنیشنل ختم نبوت مومنٹ کے امیر تھے۔ عرب ممالک میں تصوف وسلوک کے پرچار میں اہم کردار ادا کیا، اس سلسلے میں کئی کتابیں اور مقالات لکھے۔ دینی تحریکوں اور اداروں کی سرپرستی کرتے رہے، ایک خلق کثیر نے آپ سے روحانی استفادہ کیا۔ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ مکاتیب میں عزیز عبد الحفیظ سے آپ مراد ہوتے ہیں۔

۱۶۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ بن شیخ عبد الحق تھانویؒ [۱۸۶۳ء۔ ۱۹۴۳ء] مفسر، فقیہ، صوفی۔ تھانہ بھون مظفر نگر۔ ۱۸۷۸ء میں دیوبند میں داخلہ لیا، ۱۸۸۳ء میں فارغ ہوئے۔ قرأت مکہ معظمہ میں قاری عبد اللہ مہاجر مکیؒ سے پڑھی۔ ۱۸۸۳ء میں مدرسہ فیض عام کانپور میں مدرس ہوئے اور چودہ سال مختلف علوم وفنون کا درس دیا۔ ۱۸۹۷ء میں اپنے شیخ ومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ [۱۸۱۸ء۔ ۱۸۹۹ء] کی خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون کو آباد کیا، ہزاروں لوگوں کی تربیت کی، حدیث، تفسیر، فقہ، تجوید، فلسفہ، تصوف، اصلاح وارشاد اور سماجیات سمیت بیسیوں علوم وفنون پر ایک ہزار کے لگ بھگ کتابیں لکھیں۔ تحریک پاکستان کے بانیان میں سے تھے۔ آپ اور آپ کے خلفاء نے تشکیل پاکستان میں نمایاں کردار ادا کیا۔

مصالح کے خلاف نہ ہو اور اس کتاب پر کچھ لکھنا آپ کی شان کے بھی خلاف نہ ہو تو جناب بھی اس کے متعلق تقدیم تحریر فرمادیں واجر کم علی اللہ۔ یہ تو معلوم نہیں کہ میری زندگی میں یہ کتاب طبع ہوسکے گی یا نہیں؟ اس لئے کہ مصارف بھی میرے تحمل سے باہر ہیں اور خود بھی لب گور ہوں، مگر عزیز الحاج مولوی عبد الحفیظ مکی کو اللہ جزاء خیر دے وہ اپنی جوانی کے جوش میں شروع کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو توفیق عطا فرمائے۔

آج کل براہِ راست خط وکتابت کی بڑی دشواری ہے اور یہ ناکارہ اپنی آنکھوں کی وجہ سے خود لکھنے سے معذور ہے۔ تقدیم تحریر فرمانے کے بعد اگر جناب خود بھی قاہرہ جانے والے ہوں جیسا کہ میں نے سنا ہے تب تو خود ہی ساتھ لے کر جائیں، ورنہ قاہرہ میں اپنے شاگرد رشید مولوی عبد الرزاق اسکندر صاحب [۱۷] کے پاس بھیج دیں کہ وہ بھی میری اس اوجز کی طباعت میں مدد فرمارہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے۔ یہ ناکارہ آپ کے لئے اور آپ کے مدرسہ کے لئے دعاء کرتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جملہ مکارہ سے محفوظ فرما کر ہر نوع کی دینی روحانی اور مالی ترقیات سے نوازے ۔ فقط والسلام

حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب مدظلہم بقلم حبیب اللہ [۱۸] ۱۳ جون ۱۹۷۲ء

---

۱۷ ۔مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندرؒ بن سکندر خان [۱۹۳۵ء۔ ۲۰۲۱ء] شیخ الحدیث۔ جامعہ دار العلوم کراچی، جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن، جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ اور جامعۃ الازہر میں تعلیم حاصل کی۔ تادم وفات جامعہ بنوری ٹاؤن میں مدرس رہے۔ مناصب: جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کے مہتمم و شیخ الحدیث، صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان، امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، صدر اقراء روضۃ الاطفال ٹرسٹ۔ خط میں تذکرہ کے زمانہ میں آپ جامعہ ازہر مصر میں زیر تعلیم تھے۔

۱۸۔ مولانا حبیب اللہ چمپارنیؒ بن مولانا قربان علیؒ [۱۹۵۳ء۔ ۲۰۲۰ء] محدث، صوفی۔ ضلع مشرقی چمپارن بہار میں پیدا ہوئے، جامعہ مظاہر علوم سہارنپور سے ۱۹۷۰ء میں دورہ حدیث کیا۔ شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ [م: ۱۹۸۲ء] کے ۱۲ سال خادم خاص اور کاتب رہے۔ آپ کے قلم سے تقریباً ۲۰ ہزار خطوط لکھے گئے۔ ۲۸ سال تک حرم مدنی میں مختلف علوم وفنون اور

(۴)

باسمہ سبحانہ

المخدوم المکرم حضرت الحاج مولانا یوسف صاحب بنوری زادت معالیکم

بعد سلام مسنون!

آج گرامی نامہ بہ مؤرخہ ۲۱/ ربیع ۲۵/ جمادی الاولیٰ کو بہت جلدی پہنچ گیا، اگر جناب کو تاریخ لکھنے میں کوئی سبقتِ قلم نہ ہوئی ہو۔ یہ ناکارہ تو وقتاً فوقتاً بواسطہ بلاواسطہ جناب کی خدمت میں عرائض پیش کرتا ہی رہتا ہے، مگر ڈاک کا پہنچنا اب مشکل ہو گیا کہ مقدم مؤخر بلکہ بعض ندارد، لیکن دعاؤں سے یہ ناکارہ آپ کے لئے اور آپ کے مدرسہ کے لئے بلاتوریہ و تواضع کسی وقت غافل نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ ہی آپ کو صحت و قوت، فیوض و برکات کے ساتھ تادیر زندہ، سلامت رکھے۔ اہل ملک کو اور خاص طور سے اہل مدارس کو آپ کے فیوض و برکات سے زیادہ سے زیادہ متمتع فرمائے۔ آپ نے عزیز محمد سلمہ کے توجہات کے سلسلہ میں شکریہ تو تحریر فرمایا جس کی ضرورت نہیں تھی مگر یہ تحریر نہیں فرمایا کہ اب وہ کہاں ہے؟ اس کا کیا حشر ہے؟ مجھے عزیز موصوف کی فطانت اور جودتِ طبع اور ابھی سے علو شان کے احساس سے اس کا فکر رہتا ہے، اگر اللہ جل شانہ اپنے فضل و کرم سے اس کو آپ کے قدم بقدم چلائے تو اس کے لئے بھی مفید ہے اور امت کے لئے بھی اور آپ نے اگر اپنی توجہ ہٹالی تو مجھے اس کی جودت طبع سے یہ فکر ہے، نہ معلوم کدھر کا رخ کرے؟ آپ نے پاکستانی دور ابتلاء کا جو حال لکھا وہ تو آج کل ایسا ہے جو [شاید] کسی پر مخفی ہو اور کوئی مسلمان ایسا نہیں جو اس سے بے چین نہ ہو، لیکن آپ نے تو

---

حدیث پاک کا درس دیا، کئی مدارس کے سرپرست تھے۔ مدرسہ شیخ حبیب اللہ مدینہ منورہ کا مخصوص اور منفرد نصاب تشکیل دیا، جس میں حفظ متون لازمی تھا۔ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

بینات کے بصائر و عبر میں جو خواب شائع کیا ہے [۱۹] اس کا کون سا لفظ ایسا ہے جس میں کوئی مبالغہ یا توریہ ہو اور ان حالات کے بعد ہم لوگوں پر جو گزر رہی ہے، یا جن لغویات میں ہمارا ابتلاء ہے ان پر مزید بے چینی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ مولانا فخر الدین [۲۰] کے حادثہ انتقال پر تو جتنا بھی رنج ہو بر محل ہے کہ اکابرین [میں] سے جو بھی جا رہا ہے اپنی جگہ خالی چھوڑ کر جا رہا ہے اور مولانا مرحوم کے بعد سے بخاری شریف جلد اول کا مسئلہ اندر ہی اندر مابہ النزاع بھی بن رہا ہے، چند روز کے لئے قاری طیب صاحب [۲۱] کی طرف منتقل ہوئی تھی جس سے قلوب تو نہیں مگر زبانیں بند تھیں لیکن وہ بھی اپنی بیماری کی وجہ چند روز پڑھا کر بسلسلۂ علاج و تبدیل آب وہوا بمبئی تشریف لے گئے، البتہ جلد دوم مولانا مرحوم نے اپنے زمانے میں مفتی محمود حسن

---

۱۹۔ ایک صاحب کا خواب جنہیں حضور اقدس ﷺ نے سقوط ڈھاکہ کے اسباب کی طرف خواب میں رہنمائی فرمائی، نیز سقوط پر آنحضرت ﷺ کا غم والم دیکھا گیا۔ مکمل تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: بصائر و عبر، ج:۲، ص: ۳۷۵، ۳۷۴، مرتبہ: مولانا حبیب اللہ مختارؒ۔

۲۰۔ مولانا فخر الدین احمدؒ [۱۸۸۹ء۔ ۱۹۷۲ء] محدث۔ مراد آباد، اتر پردیش۔ شیخ الہندؒ [م: ۱۹۲۰ء] کے حکم پر دوبار دورۂ حدیث کر کے ۱۹۱۱ء میں فارغ ہوئے۔ ابتداءً دار العلوم دیوبند میں مدرس ہوئے، ۱۹۲۰ء میں مدرسہ شاہی مراد آباد گئے اور ۴۸ سال تک وہاں پہلے مدرس، پھر صدر مدرس اور شیخ الحدیث رہے، مولانا مدنیؒ [م: ۱۹۵۷ء] کی وفات کے بعد دار العلوم دیوبند میں شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۹ء جمعیت علماء ہند کے صدر بنے۔ ابواب بخاری کے اول سے آخر تک مناسبتوں کے بیان پر ”القول الفصیح بنضد ابواب الصحیح“ جبکہ تراجم ابواب بخاری کی شرح پر القول النصیح سمیت کئی کتب لکھیں۔

۲۱۔ قاری محمد طیبؒ بن مولانا محمد احمدؒ بن مولانا قاسم نانوتویؒ [۱۸۹۷ء۔ ۱۹۸۲ء] خطیب، فلسفی، مصنف۔ دیوبند۔ اول تا آخر دار العلوم دیوبند میں پڑھ کر ۱۹۱۸ء میں فراغت حاصل کی۔ یہیں مدرس ہوئے، ۱۹۲۲ء میں دار العلوم دیوبند کے مہتمم مقرر ہوئے، مولانا تھانویؒ نے ۱۹۳۱ء میں خلافت دی۔ آپ کے عہد میں دار العلوم نے تعلیمی، تعمیری اور سماجی اعتبار سے خوب ترقی کی۔ علوم قاسمیہ کے شارح تھے۔ خطبات حکیم الاسلام، التشبہ فی الاسلام سمیت بیسیوں کتب کے مصنف ہیں۔

صاحب[۲۲] کے حوالے کر رکھی تھی، وہ ابھی تک بدستور ہو رہی ہے، ممکن ہے کہ بعد میں اس پر بھی کوئی شور شرا اٹھے۔ آپ سے ملاقات کو تو میرا ابھی دل چاہتا ہے، مگر اپنی سیئات سے اب حجاز کی حاضری بھی بظاہر ممکن نہیں رہی۔ اس مرتبہ حجاز سے واپسی کے بعد سے صاحب فراش ہوں، ۲۴ر گھنٹے چارپائی پر سو رہا ہوں، ٹانگیں جامد ہیں، ۴ر آدمی چارپائی سے اٹھا کر قدمچہ پر کرسی کی طرح سے بیٹھا دیتے ہیں کہ ٹانگوں کی جمود کی وجہ سے قدمچہ پر بیٹھنا تو ناممکن ہو گیا، یہ سب اپنے ہی اعمال کی ثمرات ہیں، اللہ تعالیٰ ہی رحم فرماوے۔ اس ناکارہ کا ایک عریضہ عزیز عبدالحفیظ مکی کے ذریعے سے مصر یا مکہ مکرمہ سے آپ کی خدمت میں پہنچا ہو گا، یا پہنچے گا عزیز موصوف اس ناکارہ کی کتاب اوجز المسالک علی مؤطا امام مالک کو مصر میں چھپوانے کی کوشش میں لگا ہوا ہے، عزیز موصوف کی درخواست اور ساتھ ہی میری بھی درخواست ہے کہ اگر دقت نہ ہو تو اوجز پر علی میاں کی تقدیم کے ساتھ ساتھ جناب کی بھی تقدیم ہو جائے کہ دوستوں کی رائے یہ ہے کہ بہت مفید ہو گا اور میری بھی یہی رائے ہے۔ باقی عند التلاقی۔

فقط والسلام حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہم

بقلم مظہر عالم مظفرپوری ۱۵ر جمادی الاولیٰ ۹۲ھ [۷ / ۲ر جون ۱۹۷۲ء]

---

۲۲۔ مفتی محمود حسن گنگوہیؒ بن مولانا حامد حسنؒ [۱۹۰۷ء۔ ۱۹۹۶ء] فقیہ، محدث، صوفی۔ ابتدائی تعلیم مظاہر علوم سہارنپور میں حاصل کی، آخری تین سال دارالعلوم دیوبند میں پڑھ کر ۱۹۳۱ء میں فراغت حاصل کی۔ مظاہر علوم سے دوبارہ دورہ حدیث کیا۔ ۱۴ سال جامع العلوم کانپور کے ناظم رہے۔ مظاہر علوم اور دارالعلوم دیوبند کے مفتی و مدرس رہے۔ فتاویٰ محمودیہ سمیت کئی کتب کے مصنف ہیں۔ مولانا زکریاؒ [م: ۱۹۸۲ء] کے اجل خلفاء میں شمار ہوتے ہیں۔ جنوبی افریقہ میں مدفون ہیں۔

(۵)

باسمہٖ سبحانہ

المخدوم المکرم حضرت مولانا الحاج محمد یوسف زاد مجدہم

بعد سلام مسنون!

دستی گرامی نامہ ایک افریقی مہمان کے ہاتھ مؤرخہ ۲۵؍رجب آج ۲۹؍کو پہنچ کر موجب منت ہوا۔ آپ کے اعذار کا اندازہ تو مجھے خود بھی تھا اور اسی وجہ سے ابتداءً پس وپیش بھی تھا مگر جناب نے ایسی امید بندھائی کہ اس کی وجہ سے بار بار یاد دہانی کی نوبت آئی جس کی مجھے خود بھی ندامت ہے، چونکہ میرا اندازہ یہ ہے کہ جلد اول طبع ہو چکی ہو گی جیسا کہ بھائی یحییٰ صاحب کے پرچہ میں لکھوا چکا ہوں اور ان کو لکھ دیا ہے کہ سناویں، اس لئے مجھے بھی تقاضا ہو رہا ہے اور بار بار یاد دہانی کراتے ہوئے شرم بھی آتی ہے کہ مشاغل کا تو مجھے اندازہ ہے۔ آپ کی زیارت وملاقات کا تو اشتیاق مجھے آپ سے زیادہ ہے، مگر میرے اعذار بھی ایسے روز افزوں ہوتے جا رہے ہیں کہ اب تو مدینہ پاک کی حاضری کی بھی ہمت نہیں، جب سے مدینہ سے آیا ہوں صاحبِ فراش ہوں، زمین پر اب تک قدم رکھنے کی نوبت نہیں آئی، قدمچہ برابر میں لگا ہوا ہے، چار آدمی پکڑ کر کرسی کی طرح بٹھا دیتے ہیں اسی طرح سے اٹھا لیتے ہیں، مسجد میں نماز کے لئے جانا بھی مشکل ہے، گھر پر ہی احباب جماعت کرا دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں جزاء خیر دے۔ ایسی حالت میں تو مدینہ پاک کی ہمت نہیں، تمنا ہی کے درجہ میں رہ گئی اور اپنی ہی سیئات کے ثمرات ہیں، اللہ تعالیٰ ہی میری سیئات سے درگزر فرمائے۔ عزیز محمد سلمہ کا ایک لفافہ جدہ سے پہنچا اور جدہ ہی کا اس پر پتہ ہے۔ میں تو جدہ ہی کے پتہ پر جواب لکھوانے کا ارادہ کر رہا تھا، مگر جناب کے گرامی نامہ سے عزیز موصوف کا کراچی ہونا معلوم ہوا، اس لئے اسی لفافہ میں اس کا جواب بھی ارسال کر رہا ہوں، خدا کرے کہ آپ کو وقت مل جائے اور تقدیم روانہ ہو جائے۔

فقط والسلام

حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب مدظلہم بقلم حبیب اللہ ۹/ستمبر ۷۲ء

معلوم نہیں صاحبزادی سلمہا کے عقد سے فراغت گئی یا نہیں؟ اس کے لئے بھی ناکارہ دل سے دعا کرتا ہے۔ اللہ جل شانہ باحسن وجوہ تکمیل فرما کر زوجین میں محبت عطا فرمائے، اولاد صالح عطا فرمائے۔

(۶)

باسمہ سبحانہ

المخدوم المکرم حضرت مولانا الحاج محمد یوسف بنوری صاحب مدفیوضکم

بعد سلام مسنون! اسی وقت ۲۹/محرم کو ہندی لفافہ میں آپ کا گرامی نامہ مؤرخہ ۲۹/ذی الحجہ بہت ہی تاخیر سے پہنچا اور لفافہ پر مہر بھی صاف نہیں جس سے معلوم ہو کہ کہاں سے ڈالا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ خط لکھنے میں تقصیر قلمی ہے قلبی نہیں۔ یہ تو آپ کے مکارم اخلاق سے مجھے بھی توقع ہے۔ آپ نے لکھا کہ ۲۰/یوم کے سفر پر حرمین گیا تھا۔ ھنیاً لارباب النعیم نعیمھم [۲۳]۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ! جن کو رمضان میں بھی بلالیا جاوے اور حج پر بھی اور ویزا وغیرہ کی مشکلات جو دوسروں کے لئے ہوں وہ اپنے فضل وکرم سے اٹھالی جائیں۔ سنا ہے کہ میدانِ حشر میں بھی کچھ خوش قسمت ایسے ہی تفریحیں کرتے پھریں گے۔ آپ نے تحریر فرمایا کہ تو سفر میں یاد رہا اور تیرا ذکر بھی آتا رہا۔

ع ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس مجلس میں ہے [۲۴]

---

۲۳۔ ترجمہ: نعمتوں کے مالکوں کو ان کی نعمتیں مبارک ہوں۔

۲۴۔ شعر کا پہلا مصرعہ ہے: گرچہ ہے کس کس برائی سے ولے با ایں ہمہ (دیوان غالب)

اوجز وبذل[۲۵] کے متعلق جو آپ نے تحریر فرمایا اس میں تو بہت خشکی ہے، مجھے تو مولوی تقی الدین صاحب[۲۶] نے آپ کا یہ پیام لکھا تھا کہ مصر کی گرانی طبع، تاخیر اور جیسی عمدہ چھپنے کی توقع تھی ویسی عمدہ نہ ہونے کی بنا پر آپ کی رائے ہے کہ ان دونوں کی طباعت کو لکھنؤ واپس کر دیا جائے۔ یہ پیام حج سے بہت پہلے پہنچا تھا اور اس پر میں نے ان کو لکھ دیا تھا کہ وہاں کا کام ختم کر کے حساب بے باک کر کے لکھنؤ منتقل کر دیں اور خود مولانا تقی الدین نے اپنی بھی یہی رائے لکھی تھی۔ لیکن چونکہ حج کے بعد عزیز مولوی عبد الحفیظ اس امید پر گئے ہیں کہ وہاں ان مشکلات کے دفعیہ کی کوشش کریں، ایک ماہ ان کو اور موقع دیا جائے اگر حالات پر قابو نہ ہوا تو پھر مضائقہ نہیں، مگر آپ نے اپنے اس والا نامہ میں تو اس کی طرف کوئی طرف اشارہ بھی نہیں فرمایا جس کو مولوی تقی صاحب نے آپ

---

۲۵۔ مراد بذل المجهود فی حل ابی داؤد تالیف مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ [۱۸۵۲ء۔۱۹۲۷ء] ہے۔ مولانا زکریاؒ [م: ۱۹۸۲ء] اس شرح کی تصنیف میں مولانا سہارنپوریؒ کے معاون تحقیق تھے۔ اس کی تصنیف کا دورانیہ ۱۹۱۶ء سے ۱۹۲۶ء تک ہے۔ یہ شرح ابتداءً لیتھو پر پانچ جلدوں میں طبع ہوئی، بعد ازاں ابو عبد الرحمن عادل بن سعد کی تحقیق سے دار الکتب العلمیہ بیروت سے ۲۰ جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔ جبکہ مولانا تقی الدین ندوی مظاہری کی تحقیق سے مرکز امام ابی الحسن علی ندوی، ہند سے بھی ۲۰۰۶ء میں ۱۴ جلدوں کے اندر طبع ہوئی۔ کتاب پر مولانا محمد یوسف بنوریؒ [م: ۱۹۷۷ء] کا اختتامیہ ہے۔

۲۶۔ مولوی تقی الدین ندوی مظاہری بن بدر الدین [متولد: ۱۹۳۴ء] محدث، محقق۔ مظفر پور اعظم گڑھ۔ مظاہر علوم سہارنپور اور ندوۃ العلماء لکھنو کے فاضل ہیں، جامعۃ الازہر سے ۱۹۷۶ء میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ فلاح دارین گجرات اور ندوۃ العلماء میں شیخ الحدیث رہے۔ ۱۹۷۵ء سے ۱۹۸۲ء تک قاضی و مستشار علمی محکمہ شرعیہ ابوظہبی رہے، العین یونیورسٹی کے پروفیسر رہے، کئی کتابوں پر علمی تعلیقات رقم کیں۔ بیس کتابیں لکھیں اور درجنوں علمی مقالات تحریر کیے۔ بقید حیات ہیں اور ابوظہبی میں مقیم ہیں۔ شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ نے اوجز المسالک کی اشاعت کے لیے آپ کو دو ساتھیوں مولانا عبد الحفیظ مکیؒ اور مولانا عبد الرحیم متالاؒ کے ساتھ مصر بھیجا تھا۔

کی طرف سے نہ صرف زور بلکہ حکم بھی لکھا تھا۔ اس سے بہت ہی مسرت ہوئی کہ عزیز محمد سلمہ کو جامعہ کے داخلہ سے آپ واپس لے آئے، مجھے تو واقعی بہت فکر تھا کہ اس کی جوشیلی طبیعت اور آزادی مزاج کچھ رنگ نہ لائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عزیز میں جوہر تو کئی رکھے ہیں، مگر وہ اپنے فضل وکرم سے ان جواہرات کو اپنے دین کی خدمت کے لئے منظور فرمالے اور آپ کے لئے خلف الصدق اور قدم بقدم بنالے تو کیا ہی اچھا [ہو] اور اگر آپ ناراض نہ ہوں میں آپ سے یہ ضرور عرض کروں گا کہ آپ کے علو شان میں بھی اس کو کچھ دخل ہے۔ معلوم نہیں آپ بیتی[۲۷] حصہ دوم کہیں آپ کی نظر سے گذری یا نہیں۔ یہ ناپاک تو عزیز محمد سے بہت آگے تھا مگر باپ کے جوتوں نے "اللہ تعالیٰ ان کو بہت بلند درجے عطا فرمائے "ظاہری صورت تو آدمیوں جیسی بناہی دی۔ مالک اپنے فضل وکرم سے باطنی حالت بھی درست فرمادے تو اس کے کرم سے بعید نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے عزیز کو بھی رشد وہدایت مرضیات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور نامرضیات سے حفاظت فرمائے اور آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سرور بنائے۔ اگر آپ کے نزدیک خلافِ مصلحت نہ ہو اور وہ بھی خدا کرے راضی ہو جائے تو ایک چلہ کے لئے رائے ونڈ مزید بھیج دیں۔ اس سے بہت ہی مسرت ہوئی کہ معارف[۲۸] کی ۶ جلدوں کی طباعت و اشاعت کا مجلس اعلی الشئون الاسلامیہ

---

۲۷۔ یادایام یعنی آپ بیتی شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ [م:۱۹۸۲ء] کی دو جلدوں اور سات حصص پر مشتمل ہے، جس میں بچپن سے لے کر آخری عمر تک احوال املا کروائے ہیں۔ اس کے ساتھ اس میں اکثر اکابر دیوبند کے احوال، مسلک ومزاج، دینی اداروں اور تحریکات کے لیے لائحہ عمل اور اصلاح وارشاد کا مواد آگیا ہے۔ کئی مکتبات سے مطبوع ومتداول ہے، دیوبندی مسلک کا کوئی فرد اس دور میں اس کتاب کو پڑھے بغیر دیوبندی مزاج ومذاق کو کماحقہ نہیں سمجھ سکتا۔

۲۸۔ معارف السنن شرح جامع الترمذی مصنفہ مولانا محمد یوسف بنوریؒ [م:۱۹۷۷ء] مراد ہے۔ سنن ترمذی کی محققانہ وعالمانہ شرح، جس میں شیخ بنوریؒ نے اپنے علم وتحقیق کے ساتھ علوم انوریہ کا بھی عطر پیش کیا ہے۔ اس کی چھ جلدیں

نے وزارۃ اوقاف کی طرف سے شائع کرنے کا فیصلہ کرلیا، اللہ تعالیٰ مبارک کرے، آپ کے لیے تو صدقہ جاریہ ہے ہی، لوگوں کو بھی اس سے زیادہ سے زیادہ متمتع فرمائے۔

الاستذکار[29] اورالتمھید[30] کی طباعت کے مژدہ سے بہت مسرت ہوئی، یہ مژدے تو پہلے بھی کان میں پڑے تھے مگر حضرت مولانا عبد القادرؒ رائے پوری نورہ اللہ مرقدہ[31] کا ایک

---

کتاب الحج کے آخر تک جامعہ بنوری ٹاؤن سے حضرت بنوریؒ کی زندگی میں عمدہ کاغذ پر چھپیں۔ بعد میں ایچ، ایم سعید کمپنی کراچی سے طبع ہوئیں، اس کے بعد ان پیچ کتابت میں طبع ہوئیں لیکن اس طبع میں کثیر اغلاط ہیں۔ یہ شرح مولانا بنوریؒ کی حیات میں مکمل نہ ہوسکی۔ اس وقت جامعہ بنوری ٹاؤن کے ذیلی ادارہ مجلس دعوت و تحقیق میں اس پر تحقیق، تخریج و تعلیق کا کام جاری ہے، جس کے بعد اس کا تکملہ بھی لکھا جائے گا، ان شاء اللہ۔ اس کا ایک تکملہ مولانا محمد زاہد شیخ الحدیث جامعہ امدادیہ فیصل آباد نے بھی لکھنا شروع کیا ہے، لیکن اصل کتاب کے طرز و مذاق کے مطابق نہیں۔ خط میں مجلس اعلیٰ الشئون الاسلامیہ مصر کی جس طباعت کے فیصلے پر مبارکباد کا ذکر ہے یہ طباعت نہ ہوسکی تھی۔

۲۹۔ الاستذکار سے مراد: الجامع لمذاهب فقهاء الامصار و علماء الاقطار فيما تضمنه المؤطا من معانی الرأی و الآثار و شرح ذلک کله بالايجاز و الاختصار۔ تصنیف: یوسف بن عبدالله بن عبدالبر النمری الاندلسیؒ [۹۷۸ء۔ ۱۰۷۱ء] ہے۔ کتاب دکتور عبد المعطی امین قلعجی کی تحقیق کے ساتھ دارالوعی حلب سے ۳۰ر جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔ نام سے ظاہر ہے کہ کتاب میں احادیث مؤطا کے ذیل میں فقہاء کی آراء و آثار کو جمع کرکے احادیث کی شرح کی گئی ہے۔

۳۰۔ التمهید لما فی المؤطامن المعانی والاسانید یہ بھی حافظ ابن عبدالبر مالکیؒ کی شرح مؤطا ہے۔ مصنفؒ نے اس میں امام مالکؒ [م: ۷۹۵ء] کی ترتیب تبدیل کرکے احادیث کو مشائخ امام مالک کے اعلام کے حروف تہجی کے مطابق بطور مسند ترتیب دیا ہے، رواۃ کے حالات اور احادیث کا مرتبہ متعین کرنے کے ساتھ ساتھ لغوی و فقہی تشریح بھی کی ہے۔ اس میں صرف احادیث رسول ﷺ سے اعتناء کیا گیا ہے اور مؤطا میں رقم آراء و آثار کو چھوڑا گیا ہے۔ مصنف نے اس کی تصنیف میں تیس سال سے زائد عرصہ صرف کیا ہے۔ کتاب ۲۶ر جلدوں میں وزارۃ الاوقاف الشئون الاسلامیہ مصر سے ۱۹۶۷ء میں طبع ہوئی ہے۔

۳۱۔ مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ بن حافظ احمدؒ [۱۸۷۳ء۔ ۱۹۶۲ء] صوفی۔ ڈھڈیاں سرگودھا۔ ابتدائی تعلیم سرگودھا، پانی پت، سہارنپور اور دہلی کے مدارس میں حاصل کی، مدرسہ عبدالرب دہلی میں مولانا عبدالعلیؒ [۱۸۵۳ء۔ ۱۹۲۸ء]

مشہور مقولہ جو اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "جب دانت تھے تو چنے کھانے کو نہ ملے اور جب دانت ٹوٹ گئے تو چنوں کے بھرمار ہو گئی۔" یہی حال اس ناکارہ کا ہے کہ جب دل و دماغ اور آنکھیں کام کررہی تھیں جب تو یہ جواہرات ملے نہیں اور جب ان سے محرومی ہو گئی تو یہ مبشرات حسرتوں میں اضافہ ہی کررہے ہیں۔ رہ رہ کے اپنی صحت و قوت یاد آتی ہے، مگر افسوس کے سوا کیا ہو سکتا ہے۔ آپ نے بالکل ہی صحیح فرمایا اور اس میں ذرہ بھی تصنع یا مبالغہ نہیں کہ کتابیں چھپ رہی ہیں اور علم غائب ہو رہا ہے اور کتب خانے بڑھ رہے ہیں اور جہل عام ہو رہا ہے اور تیسرا اضافہ میری طرف سے کہ مدارس کی روزافزوں ترقی ہے مگر پڑھنے والا کوئی نہیں ہے۔ مدارس کے طلباء علم کے بجائے لیڈری سیکھ کر نکلتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہی رحم فرمائے۔ میں پچھلے گرامی نامہ میں نوید جاں فزا جناب کی عقد ثانی کی خبر سننے کا بھی مشتاق تھا وہ کہیں نہیں ملا۔ اللہ جل شانہ بہترین جگہ، بہترین احوال کے ساتھ اس مبارک کام کی تکمیل فرمائے کہ یہ مژدہ ایک مہینہ سے زائد ہوا کان میں پڑا تھا مگر تکمیل کی خبر اب تک کان میں نہیں پڑی۔ دعاؤں کا بہت ہی زیادہ محتاج ہوں کہ امراض ظاہرہ سے زیادہ امراض باطنہ روبہ ترقی ہیں، اللہ تعالیٰ ہی رحم فرمائے۔ فقط والسلام

حضرت اقدس شیخ الحدیث مدفیوضہم بقلم حبیب اللہ

۵/ مارچ ۱۹۷۳ء، ۲۹/ محرم الحرام ۹۳ھ

---

تلمیذ مولانا قاسم نانوتویؒ [۱۸۳۱ء۔ ۱۸۸۰ء] سے حدیث پڑھی، حاذق طبیب تھے، افضل گڑھ بجنور میں مطب قائم کیا، کچھ عرصہ بریلی میں قرآن و حدیث کا درس دیا، اصلاح باطن کے لیے شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ [۱۸۵۴ء۔ ۱۹۱۹ء] سے بیعت ہوئے اور انہی کے ہو کر رہ گئے، ان کے بعد خانقاہ رائے پور میں ان کے جانشین ہوئے، لاکھوں لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی۔ جدید تعلیمی طبقہ بھی کثرت سے آپ کی طرف مائل ہوا۔ ڈھڈیاں سرگودھا میں مدفون ہیں۔

(۷)

باسمہٖ سبحانہ

المخدوم المکرم حضرت مولانا الحاج محمد یوسف بنوری زادت معالیکم

بعد سلام مسنون! دستی گرامی نامہ مؤرخہ ۱۴ر جمادی الاولیٰ ایک افریقی کی معرفت پہنچا۔ آپ کی تشریف بری کے دن ملاقات نہ ہوسکنے کا تو قلق رہا مگر میں نے اپنے آپ کو یہ سمجھایا کہ مولانا نے کئی دن تجربہ کرلیا [کہ] الوداعی ملاقات کے بعد روانگی ملتوی ہو[جاتی ہے۔] گرامی نامہ سے بے حد مسرت ہوئی کہ جس کام کے لئے ریاض جانا تھا وہ حاصل ہوگیا اور ریاض بھی جانا نہ پڑا۔ اس سے اور بھی زیادہ مسرت ہے کہ جلالۃ الملک[۳۲] سے بھی اس سلسلہ میں گفتگو ہوئی اور جو کچھ کہنا تھا کہہ لیا، مگر یہ تحریر نہیں فرمایا کہ آپ کے کہنے کا ان پر کیا اثر ہوا؟ یہ بات ڈاک سے تو نہ لکھنے کی ہے نہ پوچھنے کی۔ اللہ کرے کہ مساعی جمیلہ مثمرِ برکات ہوں۔ واجرکم علی اللہ۔ دعائیں توجب سے لغاری صاحب[۳۳] تشریف لائے تھے، برابر کررہاہوں۔ اللہ تعالیٰ ہی آپ کو، آپ کے وطن کو بلکہ ساری دنیا کو اس فتنہ سے بچائے۔ آپ کے رفیق موسیٰ میاں[۳۴] سے بھی اور صاحبزادے سلمہ سے بھی سلام مسنون

۳۲۔ جلالۃ الملک سعودی بادشاہوں کا لقب۔ مراد جلالۃ الملک شاہ فیصل بن عبدالعزیز آل سعود مرحوم [۱۹۰۶ء۔ ۱۹۷۵ء] سے قادیانیت کے مسئلے پر علامہ بنوریؒ کی ملاقات اور گفتگو کی طرف اشارہ ہے۔

۳۳۔ سردار میر عالم خان لغاری بن سردار رحیم خان لغاری [۱۹۲۷ء۔ ۲۰۱۷ء] سماجی شخصیت۔ صادق آباد رحیم یار خان میں پیدا ہوئے، جامعہ ملیہ دہلی کے گریجویٹ تھے، مولانا عبدالغفور عباسی مدنیؒ [۱۸۹۴ء۔ ۱۹۶۹ء] سے بیعت تھے، مولانا بنوریؒ کے خادم خاص اور پرائیویٹ سیکرٹری تھے، جامعہ بنوری ٹاؤن کے منتظم اور عالمی مجلس ختم نبوت کے ممبر شوریٰ رہے۔

۳۴۔ غالباً مراد حاجی علی محمد موسیٰ [متوفیٰ: ۱۹۷۴ء] ہیں، کراچی کے باشندے اور اسلامک اسٹیم شپنگ کمپنی کے ڈائرکٹر تھے، مولانا بنوریؒ کے مخلص دوست تھے۔ موسیٰ میاں بن اسماعیلؒ سملکی ثم افریقی [۱۸۷۶ء۔ ۱۹۴۴ء] سملک، ضلع سورت گجرات

کہہ دیں۔ یہ ناکارہ آپ کے لئے، ان دونوں کے لئے، آپ کے مدرسہ کے لئے دل سے دعا کرتا ہے۔ اللہ جل شانہ اپنے فضل وکرم سے جملہ مکارہ سے محفوظ فرماکر ہر نوع کی مادی اور روحانی ترقیات سے نوازے ۔ یہ ناکارہ بھی دعاؤں کا بہت محتاج ہے کہ امراض بدنیہ سے زیادہ امراض روحانیہ روزافزوں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی میرے حال پر رحم فرمائے۔ فقط والسلام

حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب مدفیوضہم

بقلم حبیب اللہ ۱۶ار جمادی الاولیٰ ۹۳ھ [۱۷ر جون ۱۹۷۳ء]

مدینہ پاک میں ڈاک کا وقت بالکل نہیں ملتا، چونکہ پاکی ڈاک بہت سی جمع ہورہی ہے اور کل کو بھائی یحییٰ جانے کا ارادہ کررہے ہیں اس لئے میں نے بہت سے معمولات موقوف کرکے دودن پاکی ڈاک کے لئے خالی کرلئے۔

(۸)

باسمہ سبحانہ

المخدوم المکرم حضرت مولانا الحاج محمد یوسف صاحب زادت معالیکم

بعد سلام مسنون !جناب کا گرامی نامہ مکہ مکرمہ سے پہنچا تھا، اس کا جواب بھائی یحییٰ کے ہاتھ بھیج دیا تھا، امید ہے کہ پہنچ گیا ہوگا۔ امید ہے کہ کراچی پہنچنے کے بعد مساعی جمیلہ مثمر ثمرات وبرکات ہوئی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ کامیاب فرماوے اور اس فتنہ عظیمہ[۳۵] سے نجات عطا فرمائے۔ برابر خیال لگا رہتا ہے کہ یہ فتنہ کس مرحلہ پر ہے اور اس کے لئے اور جناب کے رفع درجات، مساعی جمیلہ کے مقبول ومثمر ہونے کے لئے یہ سیہ کار دعا کرتا ہے۔ ایک

---

سے اشتباہ نہ ہو کیونکہ ان کی وفات اس خط سے تقریباً ۲۹ر سال قبل ہوئی ہے۔

۳۵۔ مراد فتنہ قادیانیت ہے، اس زمانہ میں حضرت بنوریؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر تھے۔

عرصہ سے اس ناکارہ کی طبیعت دفعۃً خراب ہوئی، لوگ کہتے ہیں کہ لُو کا اثر ہو گیا اور یہ بے محل نہیں کہ میں نے بھی فرطِ شوق میں خاص طور سے بقیع میں دھوپ میں دیر تک قیام کی پروا نہ کی، جس سے بخار، بدن میں درد اور پھر ایک مرض کے ساتھ دوسرے کا اضافہ ہوتا رہا، اب بحمد اللہ سب میں کمی ہے، مگر طبیعت بالکل صاف نہیں ہوئی۔ ایک ضروری درخواست جس کی طرف اصل میں علی میاں نے شوق دلایا اور بعد میں مجھے خود بھی اشتیاق پیدا ہوا کہ جناب والا نے اوجز پر جو تبصرہ فرمایا اس سے زیادہ بذل المجہود اس کی مستحق تھی، جس کی طرف میرا ذہن ابتداءً متوجہ نہ ہوا مگر اس پر جملہ اکابر کی حضرت حکیم الامت، حضرت شاہ صاحب،[۳۶] حضرت مدنیؒ[۳۷] وغیرہ کی تقاریظ بذل المجہود مطبوعہ لیتھو جلد اول پر شائع شدہ

---

۳۶۔ مراد مولانا محمد انور شاہؒ بن مولانا معظم شاہ کشمیریؒ [۱۸۷۵ھ۔۱۹۳۴ھ] محدث ہیں۔ وادی لولاب کشمیر میں پیدا ہوئے۔ تین سال ہزارہ میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۸۹۰ء میں دیوبند آئے، ۱۸۹۴ء میں دارالعلوم دیوبند سے سند فراغ حاصل کی، فراغت کے بعد جامعہ امینیہ دہلی میں مدرس ہوئے۔ چار سال بعد دیوبند بطور مدرس آئے اور ۱۹۱۵ء سے ۱۹۲۷ء تک بطور صدر مدرس بخاری و ترمذی کا درس دیتے رہے، اس کے بعد جامعہ اسلامیہ ڈابھیل چلے گئے۔ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ [۱۸۲۹ء۔۱۹۰۵ء] سے چاروں سلاسل اور اپنے والد سے سلسلہ سہروردیہ میں مجاز تھے۔ علوم عقلیہ و نقلیہ میں بے بدل تھے، مثالی حافظہ اور رسا ذہن کے مالک تھے، عرب و عجم میں آپ کے علمی و حدیثی افادات کا چرچا رہا۔ آپ کے تلامذہ نے فیض الباری (عربی) انوار الباری (اردو) کے نام سے آپ کے درس بخاری اور العرف الشذی (عربی) کے نام درس ترمذی کو قلم بند کیا۔ مشکلات القرآن اور خاتم النبیین (فارسی) سمیت تقریباً چودہ کتب کے مصنف ہیں۔

۳۷۔ مراد مولانا سید حسین احمد مدنیؒ بن مولانا سید حبیب اللہؒ [۱۸۷۹ء۔۱۹۵۷ء] محدث ہیں۔ ۱۸۹۶ء میں دیوبند سے فراغت حاصل کی۔ سالہا سال مسجد نبوی میں تدریس کی، شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ [م: ۱۹۲۰ء] کی معیت میں شریف مکہ کی بغاوت کے بعد بسلسلہ تحریک ریشمی رومال مدینہ منورہ سے گرفتار ہوئے اور جزیرہ مالٹا منتقل کیے گئے، تین سال سات ماہ بعد رہا ہو کر پہلے امروہہ اور پھر کلکتہ میں پڑھایا، اس کے بعد ۶ سال تک سہلٹ جامعہ اسلامیہ میں بطور شیخ الحدیث درس دیتے رہے۔ ۱۹۲۷ء میں دارالعلوم دیوبند بحیثیت شیخ الحدیث تقرری ہوئی اور تادم آخر بخاری و ترمذی پڑھاتے رہے۔ عمر بھر آزادی ہند کے لیے انگریز مخالف تحریکوں میں قائدانہ کردار ادا کیا اور قید و بند کی صعوبتیں اٹھائیں، جمعیت علماء ہند کے صدر رہے۔ اپنی خود نوشت "نقش حیات" سمیت متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ حاجی

ہیں، ان کو ضرور ملاحظہ فرمالیں، مگر ان کے اتباع کی ضرورت نہیں، آپ اپنی شان اور نوعیت کی موافق تفصیلی تبصرہ تحریر فرمادیں تو کرم ہو گا۔ مصری بذل قریب الختم ہے اور ان سب اکابر کی تقریظات آخری جلد پر طبع کرنے کا خیال ہے۔ اسی میں خیال ہے کہ جناب کی تقریظ اور تبصرہ بھی آ جائے۔ آپ کے مشاغل کے ہجوم سے تو بالکل انکار نہیں، مگر مجھے جس بنا پر تقاضا پیدا ہوا وہ اس لئے کہ ان سب اکابر کی تقریظات بالکل ابتدائی طباعت میں جبکہ بذل کے اوراق چند ہی طبع ہوئے تھے لکھی گئی ہیں اور اس لئے سب جلد اول میں آ گئیں، اس وقت کتاب میرے پاس نہیں ہے مگر عزیز عبد الحفیظ سے معلوم ہوا کہ کسی مالکی عالم[۳۸] کی تقریظ چوتھی جلد پر بھی ہے۔ بذل کی سب جلدیں آپ کے یہاں موجود ہیں ان سب کے ٹائٹلوں کو ملاحظہ فرمالیں، ممکن ہے کسی اور صاحب کی کہیں اور ہو۔ اس کا بڑا قلق ہے کہ پہلے سے ادھر ذہن متوجہ نہ ہوا، اب جب یہ بحث آئی کہ ساری تقریظات آخر میں ہوں گی تو علی میاں نے متوجہ کیا کہ آپ کی تقریظ کتاب کے بعد ہو گی اور زیادہ مناسب ہو گی۔ علی میاں کی ایک تحریر ٹائپ والی جلد اول کے اوپر متصل لکھی ہوئی ہے، مجھے تو یاد نہیں تھی میرے کاتب نے ابھی متوجہ کیا، اسے ضرور ملاحظہ فرمالیں کہ اس میں کتاب کی کچھ خصوصیات کی تفصیل بھی آ گئی۔

عزیز محمد سلمہ کو سلام مسنون۔ اللہ تعالیٰ اس کو بھی آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ کی طرف سے روضۂ اقدس پر صلوۃ و سلام پیش کرتا رہتا ہوں۔

فقط والسلام حضرت اقدس شیخ الحدیث مدفیوضہم بقلم حبیب اللہ ۹ / جولائی ۱۹۷۳ء

---

امداد اللہ مہاجر مکیؒ [م:۱۸۹۹ء] اور مولانا گنگوہیؒ [م:۱۹۰۵ء] سے خلافت حاصل تھی۔

۳۸۔ مراد الشیخ محمد بن احمد العمری الواسطیؒ [۱۸۶۳ء۔۱۹۳۱ء] ہیں۔ الجزائر کے رہنے والے تھے، مالکی مسلک کے معتبر عالم تھے، ۱۸۸۲ء میں مدینہ منورہ ہجرت کی۔ مدینہ منورہ میں پڑھاتے رہے۔

(۹)

باسمہٖ سبحانہ

المخدوم المکرم حضرت مولانا الحاج محمد یوسف البنوری زادت معالیکم

بعد سلام مسنون!

شدید انتظار میں دستی گرامی نامہ پہنچا۔ تفصیلی حالات کا شدت سے انتظار تھا، معلوم ہو کر مسرت ہوئی، اللہ تعالیٰ مساعی جمیلہ کو مثمر ثمرات وبرکات بنائے۔ عزیز مولوی اسعد مدنی سلمہ بھی ایک ہفتہ سے آئے ہوئے ہیں جو مصر ہو کر آئے۔ وہاں ان سے مسجد نبوی کے امام قاضی القضاۃ کی ملاقات ہوئی جو آج کل مصر گئے ہوئے ہیں۔ امام صاحب نے مولوی اسعد سے بیان کیا کہ جلالۃ الملک[۳۹] کے پاس کچھ قلمی رسائل قادیانیوں کے خلاف ہوئے ہیں جن کی طباعت کا جلالۃ الملک ارادہ کررہے ہیں۔ تفصیل معلوم نہ ہوسکی کہ کیا رسائل ہیں اور کہاں سے پہنچے ہیں؟ غالباً جناب کو کوئی تفصیل معلوم ہوگی۔ اس سے پہلے لفافہ میں بوساطت بھائی یحیٰ پا کی بذریعہ ڈاک ارسال کیا تھا، اس میں میں نے بذل المجہود کے خاتمہ کے لئے جناب کی ایک تحریر کی درخواست کی تھی، امید ہے کہ ملاحظہ سے گزر گئی ہوگی۔ چونکہ اوجز کی ابتداء میں جناب کا مضمون آچکا ہے اس لئے میرے نزدیک بذل کے خاتمہ پر بذل کی شان کے مناسب ہو تو بہت اچھا ہے۔ فقط والسلام

حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب مدفیوضہم بقلم حبیب اللہ ۱۳؍جولائی ۱۹۷۳ء

۳۹۔ مراد شاہ فیصل مرحوم ہیں۔

(۱۰)

باسمہٖ سبحانہ

المخدوم المکرم حضرت مولانا الحاج محمد یوسف بنوری زادت معالیکم

بعد سلام مسنون!

میں نے خاتمۃ البذل کے سلسلہ میں جناب کی خدمت میں تین خط لکھوائے۔ سب سے پہلے ۸/ جولائی کو بھائی یحییٰ کے لفافہ میں لکھا تھا، جس میں لکھا تھا کہ جناب کے مضمون کی طرف اولاً تو علی میاں نے متوجہ کیا، پھر مجھے خود بھی خیال آیا۔ آپ کے یہاں کے فتنہ [۴۰] کے متعلق بھی اس خط میں کچھ اطلاعات اور حالات دریافت کئے تھے۔ مگر بھائی یحییٰ صاحب کا [خط] کل مؤرخہ ۲۱/ جولائی پہنچا، انہوں نے لکھا کہ حضرت مولانا صاحب کے نام کے پرچہ سے معلوم ہوا کہ تو نے مجھے کوئی خط لکھا ہے، وہ میرے پاس نہیں پہنچا، اس سے بڑا تعجب ہوا۔ اس لئے مکرر لکھواتا ہوں کہ علی میاں نے ابتداءً ادھر متوجہ کیا کہ اوجز پر تو جناب کی تحریر ہوگئی، مگر بذل پر نہیں ہوسکی، اس لئے اگر بذل پر بھی خاتمۃ الطبع کے طور پر ایک مضمون جناب کا آجائے تو بہت مناسب ہے۔ میں نے لکھا تھا کہ اکابر کی تقریظات حضرت تھانویؒ، حضرت شاہ صاحبؒ حضرت مدنیؒ، مولانا کفایت اللہ صاحبؒ [۴۱]،

---

۴۰۔ فتنہ قادیانیت مراد ہے۔

۴۱۔ مفتی کفایت اللہ دہلویؒ بن شیخ عنایت اللہؒ [۱۸۷۵ء۔ ۱۹۵۲ء] فقیہ، محدث، قائد سیاست۔ شاہجہان پور روہیل کھنڈ میں پیدا ہوئے۔ مدرسہ قاسمیہ شاہی مراد آباد اور دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کی، ۱۸۹۷ء میں دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہوئے، بعد از فراغ پانچ سال مدرسہ عین العلم شاہجہانپور میں پڑھاتے رہے، ۱۹۰۲ء میں جامعہ امینیہ دہلی آئے، فتوی نویسی میں کمال حاصل تھا، ترک موالات کا تاریخی فتویٰ آپ کا مرتب کردہ تھا، تعلیم الاسلام اور کفایت المفتی سمیت کئی کتب کے مصنف ہیں۔ جمعیت علماء ہند کے صدر رہے، تحریک آزادی کے اہم رکن تھے، قید

مولانا اعزاز علی صاحب[۴۲] کی بذل لیتھو کی جلد اول پر چھپی ہوئی ہیں، مگر وہ کتاب کی ابتداء کی ہیں، اس لئے وہ تقاریظ اختتام کے تو مناسب نہیں، مگر ملاحظہ سے گذر جائیں تو اچھا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ چوتھی جلد پر کسی مالکی کی تقریظ بھی بہت لمبی چوڑی ہے مگر چوتھی جلد تو اس وقت میرے سامنے نہیں، آپ کے کتب خانہ میں تو موجود ہے اسے بھی ملاحظہ فرمالیں۔ پہلے اس کی ۱۹ر جلدیں تجویز ہوئی تھیں، مگر علی میاں آکر ۲۰ر تجویز کر گئے، اس لئے ہمت فرماکر جلد کرادیں تو اچھا ہے کہ اس کی طباعت بھی شروع ہوگئی ،اگرچہ آپ کے علمی اور سیاسی مشاغل بالخصوص ختم سال کی وجہ سے اس وقت تکلیف دینا مناسب نہیں مگر آپ کی ہمت سے امید ہے کہ قبول فرمائیں گے۔ پہلے تو یہ خط ایک پاکی مہمان کی معرفت بھیجنے کا ارادہ تھا کہ کراچی میں ڈال دیں مگر پہلے خط کے نہ پہنچنے کی وجہ سے براہِ راست آپ ہی کے نام رجسٹری کرا رہا ہوں، بقیہ پرچے بھائی یحییٰ کے حوالے کر دیں۔ فقط والسلام

حضرت اقدس شیخ الحدیث مدفیوضہم بقلم حبیب اللہ ۲۹ر جولائی ۳ےء

---

وبند کی صعوبتیں برداشت کیں، ملی خدمت میں حجاز اور متعدد اسلامی ممالک کے سفر کیے، عہد طالبعلمی میں قادیانیت کی تردید کے لیے ماہوار البرہان جاری کیا۔

۴۲۔ مولانا اعزاز علی امروہویؒ بن محمد مزاج علیؒ [۱۸۸۲ء۔۱۹۵۵ء] فقیہ، محدث وادیب۔ ضلع بدایوں میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۰۳ء میں دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہوئے۔ مدرسہ نعمانیہ بھاگلپور بہار اور افضل المدارس شاہجہانپور میں تدریس کی۔ ۱۹۱۱ء میں دارالعلوم دیوبند میں بحیثیت مدرس تقرر ہوا، کچھ عرصہ صدر مفتی کے عہدہ پر فائز رہے، نورالایضاح، قدوری، کنز، شرح نقایہ، متنبی اور دیوان حماسہ پر تحقیقی حواشی تحریر کیے۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ [م:۱۹۰۵ء] سے بیعت ہوئے اور مولانا حسین احمد مدنیؒ [م:۱۹۵۷ء] نے خلافت عطا کی۔

(۱۱)

باسمہٖ سبحانہ

المخدوم المکرم حضرت مولانا الحاج محمد یوسف بنوری زادت معالیکم

بعد سلام مسنون! اس وقت بھائی یحییٰ کے نامہ میں جناب کا گرامی نامہ نوید جاں فزا مؤرخہ ۳ رجب ۱۲؍رجب کراچی کو پہنچ کر موجبِ منت و مسرت ہوا۔ آپ نے ازراہِ کرم باوجود انتہائی مشغولیت کے خاتمۃ البذل ایک ہفتہ کے اندر بھیجنے کا ارادہ فرمایا۔ جزاکم اللہ تعالیٰ خیراً، اللہ تعالیٰ دونوں جہان میں اس کی بہترین جزاءِ خیر عطا فرمائے، مراتبِ عالیہ میں ترقی عطا فرمائے۔ آپ کے یہاں کے فتنہ قادیانیت اور فتنہ مودودیت سے بہت رنج اور قلق ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ہی رحم فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ان دونوں فتنوں کے مٹانے میں ہر نوع کی مدد پہنچائے۔ یقیناً آپ کی مساعی جمیلہ اس میں موجبِ مبارک باد ہیں۔ عزیز محمد سلمہ کے لئے تو ہمیشہ سے دل سے دعائیں کرتا ہوں۔ اللہ جل شانہ اس کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بندہ کی درخواست پر عزیز موصوف نے رائے ونڈ تبلیغی جماعت میں چلہ دینے کا وعدہ کیا تھا، معلوم نہیں ہوا یا نہیں؟ اس ناکارہ کی صحت مدوجزر میں رہتی ہے جو مقتضاءِ ضعف و پیری ہے، دعاؤں کا محتاج ہوں۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث مدفیوضہم بقلم حبیب اللہ ۷؍اگست ۷۳ء

یہ خط بھیجنے کی نوبت نہیں آئی تھی کہ مفتی زین العابدین صاحب[۴۳] کے ہاتھ گراں قدر

---

۴۳۔ مفتی زین العابدینؒ بن محمد عابد قریشیؒ [۱۹۱۷ء۔ ۲۰۰۴ء] مدرس، صوفی، داعی۔ میانوالی میں پیدا ہوئے، مشکوٰۃ تک تعلیم لاہور اچھرہ میں حاصل کی، ۱۹۳۹ء میں جامعہ اسلامیہ ڈابھیل سے دورہ حدیث کیا، اس کے بعد امرتسر مسجد خیر الدین کے خطیب مقرر ہوئے، ۱۹۴۴ء میں تبلیغی جماعت سے تعلق ہوا اور مولانا زکریاؒ [م: ۱۹۸۲ء] سے بیعت کی، ۱۹۵۲ء میں خلافت ملی، ۱۹۵۲ء ہی میں جامع مسجد فیصل آباد کے مفتی و خطیب مقرر ہوئے اور ایک دار العلوم قائم کیا،

ہدیہ خاتمۃ البذل پہنچ گیا اور اسی وقت عبدالحفیظ مصر جا رہا تھا اس کے حوالہ بھی کر دیا، بھائی یحییٰ کے خط سے اور مفتی صاحب کی زبانی جس انتہائی مصروفیت اور مشغولیت میں جناب نے لکھا اس سے بہت ہی ندامت ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی دونوں جہان میں بہترین جزاء خیر عطا فرمائے، مراتب عالیہ میں ترقیات نصیب فرمائے، یہ ناکارہ بجز دعا اور کیا کر سکتا ہے۔

نیز بھائی یحییٰ کے خط سے دوسری نوید جانفزا بھی معلوم ہوئی، اللہ تعالیٰ بہت مبارک فرمائے،[۴۴] زوجین میں محبت عطا فرمائے، اولادِ صالح عطا فرمائے۔

(۱۲)

باسمہ سبحانہ

مکرم و محترم حضرت مولانا الحاج محمد یوسف بنوری زادت معالیکم

بعد سلام مسنون!

آج کی ڈاک سے آپ کا گرامی نامہ خط پر ۲ر شوال تاریخ لکھی تھی جو غالباً سبقت قلم ہے، اس لئے کہ خط مکہ مکرمہ سے ڈاک میں ڈالا دیا گیا ہے، مکہ کی مہر ۴ر ذیقعدہ کی ہے آج کی ۱۱ر ذیقعدہ کو پہنچ کر موجبِ منت ہوا۔ اس سے بہت مسرت ہوئی کہ ضعف و پیری کے باجود آپ دینی کام میں مشغول ہیں، آپ کی صحت کے لئے خاص طور سے دعا کرتا ہوں۔ اس ناکارہ کی طبیعت بھی عید کے بعد سے بہت گر رہی ہے اور حج کی بھی ہمت نہیں۔ بخار کا سلسلہ عید کی لَو میں [نکلنے] کے بعد سے شروع ہوا تھا جو بڑھتا ہی رہا۔ عزیز محمد سلمہ کا خط اس سے پہلے آچکا تھا، میں اس کا جواب بھی لکھوا چکا ہوں، اللہ جل شانہ اپنے فضل و کرم سے اس

---

لاکھوں لوگ آپ کے وعظ و ارشاد سے راہ راست پر آئے۔ یورپ، افریقہ و ایشیا کے کئی ممالک کے تبلیغی سفر کیے۔ ضیاء الحق[۴۳] [۱۹۲۴ء۔ ۱۹۸۸ء] صدر پاکستان کے دینی اقدامات میں آپ کی اصلاح و ارشاد کا خاصا دخل تھا۔

۴۴۔ مولانا یوسف بنوریؒ کی پہلی اہلیہ کی وفات کے بعد عقد ثانی پر مبارکباد ہے۔

کو آپ کا خلف سعید بنائے، آپ کے فیوض وبرکات سے زیادہ متمتع فرمائے۔ آپ نے کسی افریقی کے ہاتھ کچھ کتابیں بھیجی تھیں جس کے ساتھ مولوی یحییٰ نے دس رسالے میرے بھی کر دیئے تھے، عزیز شمیم مکی[۴۵] کے خط سے معلوم ہوا کہ وہ رسالے ظہران میں ضبط کر لئے گئے، اس نے بہت ہی مجمل لکھا جس سے قلق بھی ہوا۔ میں نے عزیز سعدی[۴۶] کو لکھا بھی کہ کوئی معلومات ہو سکتی ہو تو کریں۔ اس نے لکھا کہ رسید وغیرہ ہو تو لکھا جائے۔ اتفاق سے وہ صاحب کل مدینہ پہنچ گئے۔ انہوں نے مجھ سے بھی کہا کہ بھائی یحییٰ نے میری چند کتابیں دی تھیں مگر وہ ظہران میں رو ک دی گئیں، مگر یہ اللہ کا شکر ہے کہ رسید ان کے پاس تھی، ان سے رسید لے کر دیکھا گیا تو اس میں جناب کی کتابیں بڑی مقدار میں درج ہیں، اس کا وزن رسید میں ۳۰ رکلو لکھا ہوا ہے، ان صاحب سے زبانی معلوم ہوا کہ وہ کچھ ریال ان سے مانگ رہے تھے مگر ان کے ریال نہیں تھے پونڈ تھے، پونڈ لینے سے انہوں نے انکار کر دیا، اس لئے انہوں نے کتابیں رکھ کر رسید دے دی کہ جدہ سے وصول کر لیں۔ یہ ان صاحب کی زبانی روایت ہے، معلوم نہیں کیا واقعہ پیش آیا ہوگا؟

عزیز عبدالحفیظ مکی میرے پاس تھا، میں نے اس کو رسید دکھلائی تو اس نے یہ کہا کہ رسید مجھے دے دو میں کل یا پرسوں کو جدہ جا رہا ہوں، ان شاء اللہ وصول کر لاؤں گا۔ ان

---

۴۵۔ مولانا محمد مسعود شمیم کیرانویؒ [۱۹۳۳ء۔۱۹۹۱ء] المعروف شمیم مکی بن مولانا محمد سلیم کیرانویؒ [م: ۱۹۷۶ء] ابتدائی تعلیم جامعہ ملیہ دہلی میں حاصل کی، مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ سے ۱۹۵۲ء میں فراغت حاصل کی۔ مدرسہ صولتیہ کے تیسرے مہتمم تھے۔ جنت المعلیٰ میں مدفون ہیں۔

۴۶۔ مولانا محمد سعید المعروف سعدیؒ [متوفیٰ: ۱۹۸۸ء] بن حکیم محمد نعیمؒ۔ مدرسہ صولتیہ کے دوسرے ناظم مولانا محمد سلیم کیرانویؒ [م: ۱۹۷۶ء] کے بھتیجے تھے، ان کا گھر مولانا زکریاؒ [م: ۱۹۸۲ء] کا مہمان خانہ تھا۔ سعودی حکومت میں کاتب العدل کے عہدے پر فائز تھے۔

صاحب سے عبدالحفیظ کے نام کا ایک وکالت نامہ لکھوا کر کہ ان کی کتابیں عبدالحفیظ کے حوالہ کر دی جاویں عبدالحفیظ کو دے دیا گیا، اس سے کتابوں کے وصول ہونے کی امید تو قوی ہو گئی، یہ بھی معلوم ہوا کہ جناب کی کتابیں جدہ میں کسی صاحب کو دینی تھیں جن کا پتہ ان ہی کو معلوم ہے۔ وہ صاحب تین چار دن مدینہ رہنے کو کہتے تھے۔ خدا کرے ان کے سامنے کتابیں آجاویں تو ان کے حوالہ کر دی جاویں، ورنہ پھر مسجد نور مکہ مکرمہ کے ذریعے سے ان کے پاس بھیجنے کا ارادہ ہے، اس لئے کہ ان صاحب نے مکہ میں اپنا قیام بھی مسجدِ نور[۷۴] میں بتایا۔ ان صاحب نے بھی آپ کو مستقل حالات لکھ دیئے ہوں گے، اہلیہ محترمہ سے سلام مسنون کہہ دیں۔

عزیز محمد سلمہ سے بعد سلام ودعوات! تمہارے محبت نامہ کا جواب ہمروزہ لکھوا چکا ہوں، خدا کرے پہنچ گیا ہو۔ یہ ناکارہ امراض ظاہرہ سے زیادہ امراض باطنہ کا بیمار ہے۔ دعاؤں کا بہت سخت محتاج ہے۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم حبیب اللہ ۵/دسمبر ۷۳ء

---

۷۴۔ مسجد نور مکہ مکرمہ حفائر میں ہے۔ ابتدا میں یہ تبلیغی جماعت کے نظم کی جگہ تھی، مولانا سعید خانؒ [م:۱۹۹۸ء] یہیں ہوتے تھے۔ جیہمان العتیبی نے ۱۹۷۹ء میں جب حرم مکی پر قبضہ کر کے شورش بپا کی تو یہ مسجد حکومتی تحویل میں چلی گئی اور یہاں جماعت کا کام بند کر دیا گیا۔ ایک مسجد نور مدینہ منورہ میں ہے، جس میں مدینہ ہجرت کے بعد مولانا سعید خانؒ تبلیغی جماعتوں کے منتظم ہوا کرتے تھے۔

(۱۳)

باسمہ سبحانہ

المخدوم المکرم حضرت مولانا الحاج مولانا محمد یوسف صاحب بنوری زادت معالیکم

بعد سلام مسنون! گرامی نامہ مؤرخہ ۱۲ر صفر، یہاں کی ۲۱ر صفر ۱۰ر مارچ کو بھائی شاہد کے لفافے میں ملا۔ جناب کا سابقہ گرامی نامہ جس میں ڈاکٹر اسرار صاحب[۴۸] کے متعلق لکھا تھا پہنچ گیا تھا، اس کا جواب میں لکھوا چکا ہوں۔ آپ نے تحریر فرمایا کہ مولانا عبد المنان[۴۹] کے صرف مرض الموت کے حالات ہیں۔ میں نے یہ لفظ ان کے صاحبزادے فضل الرحمن[۵۰] کو دہلی لکھ دیا ہے، کچھ لکھیں گے تو آپ کو بھیج دوں گا۔ جناب کی ٹانگ کی تکلیف سے بہت قلق ہوا، اللہ تعالیٰ ہی صحت کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ آپ کی صحت و قوت کی بڑی سخت ضرورت ہے کہ دینی بہت سے مشاغل آپ پر موقوف ہیں۔ بیماریوں کے لیے تو یہ ناکارہ جواب کسی مصرف [کا] نہیں رہا، کافی ہے۔ آپ نے تحریر فرمایا کہ ڈاکٹر آرام کا مشورہ دے رہے ہیں جو مفقود ہے، بالکل صحیح

---

۴۸۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ [۱۹۳۲ء۔ ۲۰۱۰ء] ضلع حصار ریاست ہریانہ میں پیدا ہوئے، لاہور ہجرت کی، ۱۹۵۴ء میں کنگ ایڈورڈ کالج سے ایم بی بی ایس کیا۔ ۱۹۷۱ء تک میڈیکل پریکٹس کرتے رہے، دوران تعلیم اسلامی جمعیت طلبہ سے وابستہ ہوئے۔ جماعت اسلامی میں فعال کردار ادا کیا، ۱۹۷۵ء میں تنظیم اسلامی کی بنیاد رکھی۔ مروجہ سیاسی نظام کے سخت ناقد اور قیام خلافت کے داعی تھے، اپنے مطالعہ کے زور پر تفسیر بیان القرآن سمیت سو سے زیادہ کتابیں لکھیں۔

۴۹۔ مولانا عبد المنان دہلویؒ بن مولانا عثمان دہلویؒ [م: ۱۹۷۴ء] عربی و فارسی زبان کے قادر الکلام شاعر اور باخدا بزرگ تھے۔ عربی باب المراثی اور قصائد پر مثالی دسترس حاصل تھی، خوش آواز تھے، مولانا زکریاؒ [م: ۱۹۸۲ء] کی مجلس میں ترنم سے اشعار پڑھتے تھے۔ مولانا عبد القادر رائے پوریؒ [م: ۱۹۶۲ء] کے خلیفہ مجاز تھے۔ ان کے والد مولانا اشرف علی تھانویؒ [م: ۱۹۴۳ء] کے خلیفہ تھے۔

۵۰۔ مولانا فضل الرحمن دہلویؒ [م: ۱۹۹۷ء] دہلی میں پیدا ہوئے، مظاہر علوم سہارنپور کے فاضل تھے، اپنے والد مولانا عبد المنان دہلویؒ [م: ۱۹۷۴ء] کے نام پر دہلی میں ایک مدرسہ قائم کیا تھا، آخر تک درس و تدریس سے وابستہ رہے۔

ہے۔ منہومان لا یشبعان[۵۱] کو آرام کہاں مل سکتا ہے؟ میں آپ کے لیے بلا فرمائش بھی ترقی درجات اور ترقی خدمات دینیہ کے لیے بلا تو ریہ دعا کرتا رہتا ہوں اور روضۂ اقدس پر صلاۃ و سلام بھی پیش کرتا رہتا ہوں۔

یہ ناکارہ اپنے امراض قدیمہ و جدیدہ کے ساتھ زندہ ہے۔ آپ کی دوا نے بہت کام دیا، بہت ہی زیادہ مقوی تھی۔ میں نے مجوزہ سے بھی کم استعمال کی، پھر بھی بہت مفید رہی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو فیوض و برکات کے ساتھ تادیر زندہ و سلامت رکھے۔

سفر کی ہمت بالکل نہیں لیکن احباب کے تقاضے بہت بڑھتے جارہے ہیں بالخصوص عزیز ہارون مرحوم[۵۲] کے حادثہ کے بعد سے نظام الدین[۵۳] کے تقاضے بڑھتے جارہے ہیں۔ نیز احباب کا یہ بھی اصرار ہے کہ آئندہ رمضان سہارنپور ضرور گزارے کہ ماہ مبارک میں مدارس کے مدرسین خاص طور سے جمع ہو جاتے ہیں اور مجمع آٹھ نو سو کے قریب ہو جاتا ہے، اس لیے خیال ہو رہا ہے کہ اپنی نااہلیت کے باوجود آئندہ رمضان سہارنپور گزارلوں اور دل یہ بھی چاہتا ہے کہ اگر

---

۵۱ ۔منہومان لا یشبعان ومنہوم العلم لا یشبع منه و منہوم الدنیا لا یشبع منها ۔ رواه الطبرانی من طریق ابن مسعودرضی الله عنه، مجمع الزوائد کتاب العلم ۔ترجمہ: دو بھوکے کبھی سیر نہیں ہوتے۔ علم کا بھوکا علم سے سیر نہیں ہوتا اور دنیا کا بھوکا دنیا سے سیر نہیں ہوتا۔

۵۲ ۔ مولانا ہارونؒ [۱۹۳۹ء۔۱۹۷۳ء] بن مولانا محمد یوسفؒ [م:۱۹۶۵ء] ۱۹۶۱ء میں مظاہر علوم سہارنپور سے دورہ حدیث کیا۔ فراغت کے بعد مدرسہ کاشف العلوم بستی نظام الدین میں مدرس مقرر ہوئے۔ اپنے اجداد کی طرح دعوت و تبلیغ کے کام سے وابستہ رہے۔ مولانا زکریاؒ [م:۱۹۸۲ء] نے خلافت دی۔

۵۳۔ مراد تبلیغی مرکز نظام الدین کے حضرات کا تقاضا ہے۔ اس مقام پر نظام الدین اولیاءؒ [۱۲۳۸ء۔۱۳۲۵ء] کا مقبرہ واقع ہے، اسی نسبت سے یہ بستی نظام الدین کہلاتا ہے۔ یہاں شکار کے لیے آنے والے شاہانِ مغل نے ایک قیام گاہ بنائی تھی اور ساتھ مقبرے اور مسجد، جسے بنگلہ والی مسجد کہتے ہیں۔ اسی مسجد کو مولانا الیاسؒ [م:۱۹۴۴ء] کے والد مولانا اسماعیلؒ [م:۱۸۹۸ء] نے اہل میوات کی تعلیم و تربیت کے لیے آباد کیا تھا، جو بعد میں عالمی تبلیغی مرکز کے طور پر مشہور ہوئی۔

دونوں حکومتوں سے اجازت مل جائے تو راستہ میں ۱۵۔۲۰ دن آپ کے یہاں بھی گزار دوں، سن رہا ہوں کہ سہولت کے اسباب پیدا ہو رہے ہیں۔ والد صاحب سے خاص طور سے سلام مسنون کہہ دیں اور عزیز محمد سلمہ سے بھی، بہت ہی تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو آپ کا صحیح جانشین بنادے۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم حبیب اللہ ۱۶ر مارچ ۱۹۷۴ء

(۱۴)

باسمہ سبحانہ

المخدوم المکرم حضرت مولانا الحاج محمد یوسف صاحب بنوری زاد مجدکم

بعد سلام مسنون! بھائی یحییٰ کے لفافے میں جناب کا گرامی نامہ موجب منت ہوا اور اس کے بعد مرسلہ دوائی بھی پہنچ گئی۔ اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل و کرم سے دارین میں جناب کی ان شفقتوں کا بہتر سے بہتر بدلہ عطا فرمائے، دارین کی ترقیات سے نوازے۔ لامع الدراری [۵۴] پر لکھنے کے مژدہ نے اور بھی زیادہ دل سے دعائیں نکالیں۔ لامع کے مقدمہ میں لامع کے متعلق کچھ تفاصیل غالباً ملیں گی، وہ بھی اگر نظر سے گذر جائیں تو زیادہ اچھا ہو گا۔ سفر ہند جوں جوں قریب آرہا ہے، میری عادت کے موافق جو ہر سفر میں پیش آتی ہے سفر کا سہم اور اس کی وجہ

---

۵۴۔ لامع الدراری شرح علی جامع البخاری، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ [م:۱۹۰۵ء] کی تقریرات بخاری جسے مولانا یحییٰ کاندھلویؒ [م:۱۹۱۵ء] نے مولانا گنگوہیؒ سے دورہ حدیث کرتے ہوئے عربی میں قلم بند کیا تھا، مولانا حسین احمد مدنیؒ [م:۱۹۵۷ء] کے ایما پر مولانا زکریاؒ [م:۱۹۸۲ء] نے ۱۹۵۶ء سے ۱۹۶۸ء تک اس پر حواشی و تعلیق کا کام کیا اور اس کا ایک مبسوط مقدمہ لکھا، کتاب تین جلدوں میں لیتھو پر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی سے شائع ہوئی، بعد ازاں اسے ٹائپ نسخے پر ۱۰ جلدوں میں مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ سے شائع کیا گیا۔ مولانا عبد الحفیظ مکیؒ [م:۲۰۱۷ء] نے لامع سمیت مولانا زکریاؒ کے "الابواب والتراجم للبخاری" اور "تقریر بخاری" کو جمع کر کے ان پر تحقیق و تعلیق کا کام کروا کر "الکنز المتواری فی معادن لامع الدراری و صحیح البخاری" کے نام سے ۲۴ جلدوں میں دبئی اور پاکستان سے شائع کروایا ہے۔

سے دورانِ سر اور حرارت کا سلسلہ جو میرے سفر کے لوازمات سے ہیں بڑھ گئے۔ اللہ تعالیٰ ہی خیر فرمائے۔ دل تو چاہتا ہے کہ اگر سفر مقدر ہے تو راستہ میں آپ کی زیارت سے بھی مشرف ہو جاؤں بشرط یہ کہ مملکتین سے اجازت مل جائے۔ شعبان میں تو دونوں جگہ کی کوشش ناکام رہی۔ ہند کا سفر اب تک یکم جنوری ۲۱ر جون کا تجویز ہے، اگر حاضری مقدر ہوئی تو اسی دن ان شاء اللہ کراچی پہنچنا ہو جائے گا اور دو ہفتے وہاں قیام کے بعد ہند کا ارادہ ہے۔

والامر بید الله تعالیٰ۔

جناب نے فرمایا کہ بذل کا میں مستحق نہ تھا آپ سے زیادہ کون مستحق ہوتا؟ جناب کی دوا علاوہ دوا ہونے کے انتساب کی بھی قوت رکھتی ہے، مگر لوگ یوں کہتے ہیں کہ اب تو گرمی شروع ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ جناب کی برکت سے مجھ ضعیف و ناتواں کے لیے موجبِ تقویت بنائے۔ عزیزم محمد سلمہ کے سفر کا پس منظر معلوم ہوا، اللہ تعالیٰ آپ کی بھانجیوں کے نکاح کو مبارک فرمائے، زوجین میں محبت پیدا فرما کر اولاد صالح عطاء فرمائے۔ بندہ کے خیال میں عزیز محمد کو بھی نمٹا دیجیے۔ اس سے بہت ہی قلق ہوا کہ گھٹنوں اور بلڈ پریشر کی تکلیف ستا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی آپ کو صحت کاملہ و قوت تامہ عطا فرمائے۔ بیماریوں کے لیے تو مجھ جیسا بیکار کافی ہے۔ آپ سے تو دنیا کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ صحت و عافیت کے ساتھ تا دیر زندہ سلامت رکھے۔ والد صاحب[۵۵] کی خدمت میں بھی نیز اہلیہ محترمہ سے بھی سلام مسنون کہہ دیں۔ یہ ناکارہ ان دونوں کی طرف سے اور آپ اور عزیز محمد کی طرف سے روضۂ اقدس پر صلاۃ وسلام پیش کرتا رہتا ہے۔ میں نے مقدمہ کے لیے پہلے سے درخواست اس واسطے پیش کر دی

۵۵۔ مراد مولانا سید محمد زکریاؒ [م:۱۹۷۵ء] بن سید مزمل شاہؒ۔ مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے والد ہیں۔ گہرے عالم، صوفی مرتاض، طبیب حاذق اور بڑے تاجر تھے۔ افغانستان میں حکومت کے ساتھ ٹھیکہ داری کے معاملات تھے۔ تصوف پر کئی کتب مطبوعہ و غیر مطبوعہ کے مصنف ہیں۔

کہ آپ کے مشاغل علمیہ کے پیش نظر بذل کی طرح عجلت کی مشقت نہ اٹھانی پڑے، جب موقع ملے تھوڑا تھوڑا لکھتے رہیں۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم حبیب اللہ ۱۱ / اپریل ۱۹۷۴ء

(۱۵)

باسمہ سبحانہ

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے تھے لیکن

بہت باآبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے

اصل شعر میں تو بے آبرو ہے مگر یہ تو غلط ہو جائے گا کہ آپ حضرات نے اتنا اعزاز واکرام کیا۔

مکرم و محترم مولانا الحاج محمد یوسف صاحب بنوری زادت معالیکم

بعد سلام مسنون! بہت ہی راحت وآرام کے ساتھ سوا چھ بجے پاکی وہاں سے چل کر یہاں ۸ ربجے پالم کے اڈہ پر جہاز کا استقرار ہوا۔ مولانا انعام صاحب[۵۶] وغیرہ کئی اعزہ طیارہ تک پہنچ گئے تھے۔ وہاں سے مختصر دعا کے بعد نظام الدین بحمد اللہ خیریت سے پہنچ گئے۔ آپ کے یہاں کے احوال کا بہت ہی فکر ہے اور رہے گا۔ اخبارات کی یہاں آمد ہے نہیں اور ان کی روایت کا زیادہ اعتبار نہیں، کھریا[۵۷] کے جس مقرر پر گولی چلی تھی اور آپ نے فرمایا تھا کہ آج اسمبلی

---

۵۶۔ مولانا انعام الحسن کاندھلویؒ [۱۹۱۶ء۔۱۹۹۵ء] بن مولانا احتشام الحسن کاندھلویؒ [م:۲۔۱۹۷۲ء]۔ مظاہر علوم سہارنپور سے دورہ حدیث کیا۔ ۱۳۸۴ھ میں آپ کو تیسرا امیر تبلیغ مقرر کیا گیا۔ بستی نظام الدین میں دعوت و تبلیغ کے ساتھ درس و تدریس اور تصنیف کا کام بھی کرتے رہے۔ آپ نے کئی عالمی مراکز تبلیغ قائم کیے۔ مولانا زکریاؒ [م:۱۹۸۲ء] کے خلیفہ اور داماد تھے۔

۵۷۔ درست کھاریاں ضلع گجرات ہے۔

میں اس پر سوال ہوگا، میرے سامنے اب تک تو اس کی اطلاع نہ مل سکی۔ اس کے متعلق کوئی سوال اسمبلی میں ہوا یا نہیں ہوا؟[۵۸] کوئی امید افزا بات پیش آئے تو ایک پرچہ مولوی یحییٰ کے ہاتھ مولوی احسان[۵۹] کے پاس بھیج دیں کہ وہاں سے آمد و رفت رہتی ہی ہے۔ آج دوشنبہ کو تو نظام الدین قیام ہے۔ کل منگل کی صبح کو سہارنپور واپسی کا خیال ہے۔ نظام الدین پہنچ کر تکان بہت زیادہ معلوم ہوا۔

عزیز محمد سلمہ سے بعد سلام مسنون و دعوات!

مطار پر پہنچنے کے باوجود تم سے ملاقات نہ ہوسکنے کا بہت زیادہ قلق رہا۔ تمہاری کار کو بہت ڈھونڈوایا حالانکہ وہ سب سے پہلے چل چکی تھی مگر معلوم نہیں راستہ بھول گئے یا کیا بات پیش آئی؟ نہ تم سے ملاقات ہوئی نہ بھائی عبد الوہاب[۶۰] سے۔ اگر مولانا[۶۱] کے متعلق کوئی

---

۵۸۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے دوران علماء کرام پر حملوں اور تشدد کے ذیل میں قادیانیوں کے خلاف کھاریاں میں پر تشدد مظاہرے ہوئے جس میں کھاریاں میں عوام کے احتجاجی جلسے پر پولیس نے گولی چلائی تھی، اس پر اسمبلی کے اندر اور باہر احتجاج کیا گیا اور عدالت میں طویل مقدمہ بھی چلا۔ اس کی طرف اشارہ ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء مرتبہ: مولانا اللہ وسایا جلد ۳، ۲

۵۹ ۔ مولانا احسان الحق [متولد: ۱۹۴۲ء] بن بشیر احمدؒ [م: ۱۹۹۲ء] فیصل آباد میں پیدا ہوئے، مشکوٰۃ تک فقیر والی بہاولنگر میں مفتی محمد فاروقؒ انصاری بہاولپوری [۱۸۸۴ء-۱۹۷۵ء] سے چار سال میں پڑھا، ۱۹۶۰ء میں مظاہر علوم سہارنپور سے دورہ حدیث کیا۔ زندگی تبلیغ کے لیے وقف کی، رائے ونڈ لاہور کے مدرسہ عربیہ میں حدیث پڑھاتے ہیں، کئی ممالک کے تبلیغی سفر کیے، مولانا یوسف کاندھلویؒ [م: ۱۹۶۵ء] کی تصنیف حیاۃ الصحابہ کا اردو ترجمہ کیا، مولانا زکریاؒ کے اجل خلفاء میں شمار ہوتے ہیں۔ بقید حیات ہیں۔ تبلیغی جماعت کے بزرگوں میں سے ہیں۔

۶۰۔ حاجی عبد الوہابؒ بن محمد عاشق [۱۹۲۲ء-۲۰۱۸ء] راؤ گھمتلہ، تھانیسر ضلع کرنال، پنجاب میں پیدا ہوئے، اسلامیہ کالج لاہور سے میڈیکل میں ایف ایس سی اور بی اے آرٹس میں کیا۔ اپنے علاقہ میں ایک سکول میں پڑھایا اور تقسیم ہند سے قبل تحصیلدار رہے۔ ۱۹۴۴ء میں تبلیغی جماعت سے تعلق ہوا اور مولانا الیاسؒ [م: ۱۹۴۴ء] کی خدمت میں چھ ماہ گزارے۔ پاکستان میں تبلیغی کام کے بانیان میں سے تھے۔ پرجوش داعی تھے، ساری عمر دعوت و تبلیغ کے لیے وقف

اشتہار مزید شائع ہو تو مولوی یحییٰ کی معرفت عزیز احسان کے پاس بھیجتے رہیں، اس ذریعہ سے میرے پاس جلد پہنچ سکتے ہیں۔ امید ہے کہ تم نے حسب مواعید اسباق پڑھنے اور پڑھانے اہتمام سے شروع کر دیئے ہوں گے۔ اپنی والدہ سے بھی میرا سلام کہہ دیں۔ خدا کرے کہ تمہارے محاسن اور اخلاق جمیلہ کی خبریں اب پہلے سے بھی زیادہ سنوں، جن کا بہت متمنی ہوں۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم حبیب اللہ ۱۵؍ جولائی ۱۹۷۴ء

(۱۶)

المخدوم المکرم حضرت مولانا الحاج محمد یوسف بنوری مدفیوضہم

بعد سلام مسنون! گرامی نامہ مؤرخہ ۹؍ رجب کو مولوی سلیمان افریقی [۶۲] کے ہاتھ ایسے

---

کی۔ الحاج بشیر احمدؒ [م:۱۹۹۱ء] کی وفات کے بعد آپ تبلیغی شوریٰ کے امیر منتخب ہوئے۔ مولانا عبد القادر رائے پوریؒ [م:۱۹۶۲ء] سے بیعت تھے۔

۶۱۔ مراد مولانا محمد یوسف بنوریؒ ہیں۔ تحریک ختم نبوت کے دوران مولانا یوسف بنوریؒ [م:۱۹۷۷ء] کے خلاف مقتدر حلقوں میں شامل قادیانی لابی نے انجمن فدایان رسول کے فرضی نام سے سوائے نوائے وقت کے ملک کے بیشتر اخبارات میں ایسے اشتہارات شائع کرائے کہ مولانا ہندوستانی ایما اور فنڈ پر پاکستان میں فسادات کروانا چاہتے ہیں اس لیے اچانک پاکستانی سیاست میں دخیل ہو گئے ہیں۔ مولانا بنوریؒ کے ڈابھیل قیام کو انڈین نیشنلٹی کے طور پر پیش کر کے اور مولانا حسین مدنیؒ [م:۱۹۵۷ء] سے تعلق و تقسیم مخالفت کو نمایاں کر کے ان اعتراضات کو تقویت دی گئی۔ مولانا کے سیکرٹری میر عالم خان لغاریؒ [م:۲۰۱۷ء] نے ان اعتراضات کا مفصل جواب جاری کیا تھا۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: تحریک ختم نبوت، مرتبہ: مولانا اللہ وسایا۔ ج:۳، ص:۵۲۵ تا ۵۲۸۔ ط: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان۔

۶۲۔ مراد غالباً مولانا سلیمان پانڈور افریقی مولانا زکریاؒ کے خلیفہ مجاز ہیں۔ ان کے ایک بھائی مولانا ابراہیم پانڈور ہیں، یہ بھی مولانا زکریاؒ [م:۱۹۸۲ء] کے خلیفہ ہیں۔ دونوں بھائی حفظ کا مکتب چلاتے ہیں اور ایک اسلامی سکول میں بھی پڑھاتے ہیں۔ دونوں بھائیوں کو مفتی محمود حسن گنگوہیؒ [م:۱۹۹۶ء] سے بھی اجازت حاصل ہے۔ جوہانسبرگ میں ہوتے ہیں، اصلاحی و خانقاہی خدمات سے بھی وابستہ ہیں۔

وقت میں پہنچا[کہ] یہ ناکارہ میوات[63] کے سفر سے نظام الدین واپس آیا۔ چچا جان نور اللہ مرقدہ[64] کے زمانہ میں میوات کا سفر ہر ماہ میں ایک، ورنہ دو تین ہو جاتے تھے۔ عزیز مولانا یوسف مرحوم[65] کے زمانے میں یہ افراط تو نہ رہی مگر دو چار ماہ میں ایک سفر ہو ہی جاتا تھا۔ شروع میں تو زیادہ رہے مگر ۴۷ء کے ہنگامے کے بعد سے کم ہو گئے۔[66] عزیز مولوی انعام الحسن سلمہ کے دور میں اس ناکارہ کے امراض کی کثرت نے گویا کالعدم کر دیا تھا۔ عزیز ہارون کے حادثے کے بعد قاضی صاحب مرحوم[67] کا اصرار رمضان ہی میں ہوا تھا، اس کے

---

۶۳۔ میوات: میئو یا مید قوم کی آبادی پر مشتمل علاقہ کا نام۔ یہ علاقہ دہلی سے شروع ہو کر الور تک پہنچتا ہے۔

۶۴۔ مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ [۱۸۸۵ء۔ ۱۹۴۴ء] بن مولانا محمد اسماعیلؒ مراد ہیں۔ مظفر نگر یوپی میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم اپنے والد اور بڑے بھائی مولانا یحییٰ کاندھلویؒ [م: ۱۹۱۵ء] سے حاصل کی، خانقاہ گنگوہ میں مولانا رشید احمد گنگوہیؒ [م: ۱۹۰۵ء] کی خدمت میں بارہ سال اپنے بھائی کی معیت میں قیام کیا۔ انہی سے بیعت ہوئے۔ بخاری و ترمذی شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ [م: ۱۹۲۰ء] سے پڑھیں، جبکہ باقی کتب حدیث اپنے بھائی مولانا یحییٰؒ سے مکمل کیں، مظاہر علوم سہارنپور میں مدرس رہے، مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ [م: ۱۹۲۷ء] نے خلافت دی، انہی کے ایماپر بستی نظام الدین میں میواتی قوم کی تعلیم و تربیت کے لیے تشریف لے گئے۔ ہندوؤں کی ارتدادی تحریکوں سے متاثرہ مسلمانوں کی حالت زار دیکھ کر تبلیغی جماعت کی بنیاد رکھی۔ شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ [م: ۱۹۲۰ء] کے ہاتھ پر بیعت جہاد کی۔ عمر بھر درس و تدریس، اصلاح وارشاد اور دعوت و تبلیغ سے وابستہ رہے۔

۶۵۔ مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ [۱۹۱۷ء۔ ۱۹۶۵ء] بن مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ۔ مظاہر علوم سہارنپور سے دورہ حدیث کیا، اپنے والد کی وفات کے بعد تبلیغی جماعت کے دوسرے امیر منتخب ہوئے، پرجوش داعی تھے، امانی الاحبار شرح شرح معانی الآثار اور حیاۃ الصحابہ نامی کتابیں لکھیں۔ مولانا زکریاؒ [م: ۱۹۸۲ء] سے بیعت ہوئے اور ان کے خلیفہ اور داماد تھے۔

۶۶۔ مراد تقسیم ہند پر ہونے والے اندرون ہند ہنگامے اور کشت و خون ہے۔ مولانا زکریاؒ [م: ۱۹۸۲ء] ان ہنگاموں میں چار مہینے نظام الدین میں محصور رہے۔

۶۷ قاضی عبد القادرؒ بن قاضی نور الدینؒ [۱۹۱۶ء۔ ۱۹۸۶ء] جھاوریاں سرگودھا۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ میں مولانا محمد رفیقؒ

بعد مولانا کے سفر حج پر ان کا اور مولانا علی میاں کا اصرار ہوتا تھا کہ تیرا سفر حج ضرور ہے۔ اس لئے مدینہ پاک سے وعدہ ہو گیا تھا کہ میوات کے دو تین معروف قصبات کا ایک دورہ ہو، اگرچہ امراض تو اس ناکارہ کے روزافزوں ہیں، پھر بھی ان احباب کے اصرار پر ۱۰ر اگست کو سہارنپور سے چلا تھا، ۱۱ر کو ایک جگہ اور ۱۲ر کو دوسری جگہ اور ۱۳ر تیسری جگہ، ایک ایک شب قیام کر کے کل ۱۴ر کو نظام الدین واپس پہنچا چونکہ اس ناکارہ کا بہت دنوں میں جانا ہوا تھا اس لئے ۲۴ر گھنٹے اس قدر ہجوم نے گھیرے رکھا تھا کہ بعض جگہ تو مجھے یہ خطرہ ہو گیا تھا کہ شاید میں زندہ واپس نہ جا سکوں۔ مصافحوں کا اور قریب آنے پر اتنی دھکا بازی ہوئی تھی کہ جس وجہ سے بہت ہی دقتیں اُٹھانی پڑیں۔ ۴۰۔ ۶۰ آدمی تو مجھے گھیرے میں رکھتے۔ مولوی سلیمان افریقی بجائے سہارنپور کے دلی پہنچے اور معلوم ہوا کہ میں میوات گیا ہوں، اس لئے وہ وہیں پہنچ گئے، مگر ڈاک وغیرہ نظام الدین چھوڑ گئے تھے جو واپسی پر مجھے ملی، آپ کے یہاں کے حالات کا بہت ہی شدت سے انتظار رہتا ہے۔ اخبار ریڈیو وغیرہ کوئی خبر کسی دوسرے ملک سے بھی نہیں آئی۔ خیال تھا کہ دستی خطوط جا رہے ہیں ان سے تفصیلات ملیں مگر وہ بھی بہت مجمل مختصر متعارض سی مل رہی ہیں۔ بہت ہی شدت سے احوال کا انتظار رہتا ہے۔[۶۸] آپ کے گرامی نامے کا یہ فقرہ کہ مایوسی نہیں اللہ کی ذات سے قوی امید ہے، بہت ہی

---

[م:۱۹۳۷ء] سے اور مدرسہ عزیزیہ بھیرہ سرگودھا میں حاصل کی۔ مدرسہ امینیہ دہلی میں علوم مروجہ کی تکمیل کی۔ مولانا محمد رفیقؒ سے سلسلہ نقشبندیہ میں اور مولانا عبد القادر رائے پوریؒ [م: ۱۹۶۲ء]، مولانا یوسف کاندھلویؒ [م:۱۹۶۵ء] اور مولانا زکریاؒ [م:۱۹۸۲ء] سے چاروں سلسلوں میں خلافت حاصل تھی۔ دوران تعلیم مولانا الیاسؒ [م:۱۹۴۴ء] سے متاثر ہو کر تبلیغی جماعت میں شامل ہوئے۔ زندگی تبلیغ کے لیے وقف کی۔ مولانا زکریاؒ کے خاص خلفاء میں سے تھے۔ مکاتیب میں قاضی صاحب کے نام سے یہی مراد ہیں۔

۶۸۔ اس وقت تحریک ختم نبوت زوروں پر تھی، مولانا بنوریؒ قیادت کر رہے تھے، ان حالات کے متعلق گفتگو ہے۔

امید ہے، اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرے، مگر دوسرے خطوط میں یہ فقرہ کہ "علماء کے لئے سخت ابتلاء در پیش آرہا ہے۔" بہت ہی دل بے چین کرنے والا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہی مددگار ہے، اللہ جل شانہ آپ کو بہت ہی زیادہ صحت و قوت وہمت کے ساتھ کامیابی عطا فرمادے، یقیناً آپ کے سابقہ مشاغل بہت ہی اہم تھے۔

ختمات کا تو بہت زیادہ اہتمام کرانے کی ضرورت ہے، یہاں بھی ختم یسین اور ختم خواجگان [۶۹] کے بعد اہتمام سے دعاؤں کا سلسلہ شروع کرادیا۔ تقریباً ۴۰/ سے زائد ہوئے۔ ایک صاحب منشی محمد یعقوب پٹیالوی [۷۰] نے ان مردودوں کے خلاف ایک رسالہ عشرۃ کاملہ [۷۱] لکھا تھا جس کے پہلے

۶۹۔ بزرگان چشت کا تکمیل حوائج کے لیے ایک مجرب عمل جس میں باوضو قبلہ رخ ہو کر ۱۰/ بار درود شریف، ۳۶۰/ بار دعالا ملجأ ولا منجأ منک الا الیک۔ پھر ۳۶۰/ بار سورہ الم نشرح، پھر ۳۶۰/ بار مذکورہ دعا اور آخر میں ۱۰/ بار درود پاک پڑھ کر دعا کرنی ہوتی ہے۔ دیگر سلاسل تصوف میں اس ختم کے اور بھی طریقے معروف ہیں۔

۷۰۔ شیخ منشی محمد یعقوب سنوری پٹیالویؒ پٹیالہ، پنجاب کے رہنے والے تھے اور انگریز حکومت میں پٹیالہ کے نائب تحصیلدار تھے، مروجہ عالم نہ تھے، تاہم مولانا محمد حشمت اللہ مفتی ریاست پٹیالہ سے کافی استفادہ کیا تھا۔ مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ [م:۱۹۲۷ء] کے مرید تھے۔ وسیع المطالعہ تھے۔ قادیانیوں کے خلاف "عشرۃ کاملہ" اور "تحقیق لاثانی" کے نام سے دو رسائل لکھے۔ بعض حضرات نے ان کی کتب پر قاضی سلمان منصورپوریؒ [۱۸۶۷ء۔ ۱۹۳۰ء] مصنف "رحمۃ اللعالمین" کی نظر ثانی کی وجہ سے انہیں غیر مقلد کہا ہے لیکن یہ نسبت بلا دلیل ہے۔ چونکہ شیخ صاحب ریاست پٹیالہ کی عدالت میں منشی و تحصیلدار اور مولانا سلیمان منصوپوریؒ قاضی تھے، اس لیے پیشہ وارانہ تعلق اور دینی معاملات میں ایک گونہ قرب تھا۔

۷۱۔ رسالہ "عشرۃ کاملہ": اس کتاب میں مصنف منشی محمد یعقوب پٹیالویؒ نے دس فصلیں قائم کی ہیں، ہر فصل میں مرزا قادیانی کے دس دس الہامات و پیش گوئیوں کو جمع کیا ہے اور ان کے جھوٹ ہونے کو ثابت کیا ہے اور قادیانیوں کو چیلنج کیا ہے کہ ان میں ہر فصل کے جواب پر سو روپے انعام دیا جائے گا۔ یہ رسالہ پہلی بار ۱۹۲۴ء میں لاہور سے طبع ہوا، اس کے بعد مولانا زکریاؒ [م:۱۹۸۲ء] نے مکتبہ یحیوی سے شائع کرایا۔ اس کا دوسرا حصہ "تحقیق لاثانی یعنی محاکمہ بر پیش گوئی نکاح آسمانی مرزا غلام احمد قادیانی" میں موتی بیگم کے نکاح کی پیش گوئی کے جھوٹ کو واضح کیا گیا ہے اور مرزا کی

حصے میں تو بہت سے اعتراضات تھے اور دوسرے [حصے] میں موتی بیگم کے نکاح کا افسانہ تھا اور غالباً ایک دو ہزار انعام بھی اس کے جواب پر مقرر کیا تھا، غالباً میں نے بھی اس کو طبع کر دیا تھا، اس کے بعد معدوم ہو گیا تھا، اس سفر سے آنے کے بعد اس کو تلاش کر دیا اور مدرسے سے ایک نسخہ ملا، آپ کے یہاں تو اس کی طباعت ناممکن ہے، میں نے کوشش کی کہ یہاں طبع ہو جائے اور کسی ذریعے سے آپ کے یہاں آپ کے پاس کچھ نسخے بھیج دوں مگر یہاں کاغذ کمیاب ہے اور طباعت کے وسائل مشکل ہو رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ہی مدد فرمائے۔ یہ لفافہ تو جناب ہی کی خدمت میں بھیجنے کا خیال تھا مگر آپ کے اسفار کی کثرت اور ڈاک نہ پہنچنے کے اشکال کی وجہ سے بھائی یحییٰ کے نام پر بھیج رہا ہوں، خدا کرے پہنچ جائے۔ اہلیہ محترمہ اور والد صاحب کی خدمت میں سلام مسنون۔

عزیز محمد کا پرچہ بھی اس لفافہ میں تھا، اس کا جواب بھی اس میں بھیج رہا ہوں۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم عبد الرحیم [۴۷]

۵؍رجب ۹۴ھ [۲۵؍جولائی ۱۹۷۴ء]

---

طرف سے اس کی رکیک تاویلات کا مسکت جواب دیا گیا ہے۔ اس پر مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ [م: ۱۹۲۷ء] کی تقریظ ہے۔ مصنف نے کتاب کا انتساب بھی مولانا سہارنپوریؒ کے نام کیا ہے۔ یہ دونوں رسائل احتساب قادیانیت جلد ۱۸ میں شامل ہیں۔ لیکن اس اشاعت میں دونوں رسائل کی زمانی ترتیب الٹ دی گئی ہے۔

۴۷۔ مولانا عبد الرحیم متالاؒ بن سلیمانؒ [۱۹۴۴ء۔ ۲۰۱۲ء] شیخ الحدیث۔ بمقام نانی نرولی، ضلع سورت گجرات ہند میں پیدا ہوئے، ۱۹۶۴ء میں جامعہ حسینیہ راندیر سے دورہ حدیث کیا۔ ۱۹۶۳ء میں مولانا زکریاؒ [م: ۱۹۸۲ء] سے بیعت ہوئے، آپ کے حکم پر چپاٹا، زامبیا میں معہد الرشید الاسلامی کے نام سے مدرسہ قائم کیا۔ مولانا زکریاؒ کے اجل خلفاء میں شمار ہوتا ہے۔ مولانا یوسف متالاؒ [م: ۲۰۱۹ء] کے بڑے بھائی ہیں۔

(۱۷)

المخدوم المکرم حضرت مولانا الحاج محمد یوسف بنوری زادت معالیکم

بعد سلام مسنون!

گرامی نامہ بدست افریقی طالب علم پہنچ کر موجبِ مسرت ہوا، آپ کے یہاں کے حالات کے متعلق ہر آنے والے سے خوب تحقیق کرتا ہوں اور اہتمام سے دعا میں مشغول ہوں، خدا نہ کرے کہ ہماری نالائقیوں اور معاصی اور کوتاہیوں سے ان مبتدعین [۷۳] کو غلبہ ہو۔ جناب نے تحریر فرمایا کہ "خوف ورجاء کے مراحل سے گزر رہے ہیں۔" یہ تو عین ایمان ہے۔ ۷ر ستمبر کی تاریخ متعدد خطوط سے سن رہا ہوں اور دل سے دعا کر رہا ہوں اور احباب سے کرواتا ہوں، آپ کے مشاغل تو پہلے سے بہت تھے اور آپ کا ضعف بھی معلوم ہے، گھٹنوں کی تکلیف کا اضافہ مزید بر آں۔ اگرچہ یہ ناکارہ اس میں آپ سے بہت آگے ہے، اللہ تعالیٰ صحت کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے، دینی امور کے لئے قوت تامہ عطا فرمائے۔ عزیز محمد کے لئے بھی دل سے دعا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ اس کو آپ کا خلف صدق اور قدم بقدم چلائے۔ اس سے بہت ہی قلق ہوا کہ کثیر علماء گرفتار کر لئے گئے [۷۴]، اللہ تعالیٰ ہی حکومت کے حال پر رحم فرمادے اور ان سب حضرات کو بہترین اجر عطا فرمائے۔ حرمین شریفین کی حاضری تو سر کی آنکھوں پر اور آپ کے لئے تو اللہ جل شانہ نے بہت آسان فرما رکھا ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، مگر یہ موجودہ دینی مرحلہ تو حقیقت میں جہاد اعظم ہے۔ حرمین شریفین کی حاضری سے زیادہ اہم، اونچا اور مقدم ہے۔ صحابہ کرام کو اللہ جل شانہ امت کی طرف سے بہترین بدلہ عطا فرما دے کہ ان کو توسید الکونین

---

۷۳۔ مراد قادیانی ہیں۔

۷۴۔ ۱۹۷۴ء میں تحریک ختم نبوت کے دوران علماء کرام کی گرفتاری مراد ہے۔

ﷺ نے نہ صرف مدینہ بلکہ اپنی ذات سے جدا کیا۔

ہجوم نے تو اتنا دق کرر کھا ہے کہ ایک ماہ سے زائد یہاں آتے ہوئے ہو گیا مگر اول تو آمد رہی، پھر تبلیغی اجتماعات کا مرحلہ شروع ہوا اور اب رمضان شریف کا شروع ہو گیا اور رمضان کے بعد سے واپسی کا۔ آتے وقت تو یہ خیال تھا کہ چار پانچ مہینے اطمینان کے مل جائیں گے اور بہت سے کام یہاں کے سوچ کر لا یا تھا، ان میں سے تو اب تک کسی کے دیکھنے کی نوبت نہیں آئی، بلکہ اب تک سامان بھی کھولنے کی نوبت نہیں آئی۔ دعاؤں کا میں آپ سے زیادہ محتاج ہوں۔

فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم عبدالرحیم

۱۹؍شعبان ۹۴ھ (مطابق ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء)

خط لکھنے کے بعد ۷؍ستمبر کی کارروائی[۷۵] ریڈیو کے ذرائع سے دمادم سننا شروع کیں، تار کا سلسلہ ہوتا تو مبارک باد کا تار پہنچتا، اللہ تعالیٰ آپ کو بہت مبارک فرمائے اور آپ کے اعوان کو بھی۔ ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند[۷۶]

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر واحسان ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے انجام بخیر فرمائے۔

فقط۔ ۲۱؍شعبان

---

۷۵ ۔ مراد ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء قادیانیت کے مسئلے پر پاکستان کی قومی اسمبلی کی کارروائی ہے۔ اس دن قادیانیوں کو پاکستان کی قومی اسمبلی سے متفقہ طور پر غیر مسلم قرار دیا گیا تھا۔

۷۶ ۔ فارسی کہاوت۔ یہ کام تو بس تو ہی کر سکتا ہے اور مرد ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔ بہادری یا بڑا کام کرنے والے کی تعریف میں یہ کہاوت بولتے ہیں۔

(۱۸)

باسمہ تعالیٰ

مکرم محترم حضرت مولانا محمد یوسف بنوری زادت معالیکم

بعد سلام مسنون! دستی گرامی نامہ طیارہ پر ملا تھا، اگرچہ اس میں مژدہ تشریف آوری کا بھی ذکر تھا، تاہم احتیاطاً گرامی نامہ کا جواب لکھ کر بھائی یحییٰ کے حوالے کرتا ہوں کہ اپنا حال معلوم نہیں کہ کہاں ہوں اور کس حال میں ہوں؟ طبیعت یکم ذیقعدہ سے بلکہ یکم شوال سے بخار میں مبتلا ہے، شوال میں تو یہ رہا کہ دوپہر کو شروع ہوتا تھا اور رات کو اتر جاتا تھا، مگر یکم ذیقعدہ سے مسلسل چل رہا ہے، جب ہندوستان سے حجاز پہنچا اس وقت تو میری حالت دیکھ کر سبھی گھبرا گئے حتی کہ ڈاکٹر بھی سوچ میں پڑ گئے، اب اللہ تعالیٰ شانہ کا شکر ہے یوماً فیوماً افاقہ تو ہے مگر طبیعت صاف نہیں ہوئی اور چونکہ یہ بھی ابھی تک طے نہیں ہوا کہ ناکارہ حج میں شرکت کرے یا مدینہ پاک چلا جائے؟ اس لئے اور بھی اس عریضہ کا تقاضا ہوا کہ مبادا آپ کی یہاں تشریف آوری ہو اور یہ ناکارہ مدینہ پاک چلا جائے۔ آپ کے انگلستان کے حادثہ[۷۷] نے تو بہت دنوں تک بہت زیادہ متفکر اور بے چین رکھا بجز دعا کے اور کیا چارہ تھا۔!! آپ کے رفقاء کے اوپر شفقت اور ہمدردی تو سر آنکھوں پر مگر مجبوری تو مجبوری ہے اور ان دوستوں کے لئے موجب سعادت جو آپ کی وجہ سے مشقت اٹھائیں اور نیند کو ضائع کریں، مقدمہ لامع الدراری پہنچ گیا جزاکم اللہ تعالیٰ۔ میں نے تو اس لئے لامع کی طباعت کی تجویز کے ساتھ ساتھ

---

۷۷۔ ۱۹۷۴ء میں مولانا یوسف بنوریؒ [م:۱۹۷۷ء] کا اصلاحی بیانات کے سلسلہ میں دورہ انگلینڈ ہوا، آپ مکہ مکرمہ سے لندن گئے، صحت کی خرابی کے باعث ڈاکٹروں نے سفر سے منع کیا تھا، وہاں پہنچنے پر طبیعت مزید بگڑ گئی، لیکن دورہ اور بیانات مکمل کیے، اس کے متعلق استفسار ہے۔

درخواست پیش کردی تھی کہ ہر موقع پر نہایت عجلت میں جناب کو مشقت اٹھانی پڑتی ہے، اس لئے میرا خیال تھا کہ پہلے ہی درخواست پیش کردوں مگر مقدر میں جو ہوتا ہے وہ ہو کر ہی رہتا ہے، اس مرتبہ بھی استعجال کرنا پڑا۔ جناب کے مشاغل کثیرہ کو دیکھ کر تو بہت ہی ترس آتا تھا، ایک انار صد بیمار۔ اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل سے صحت و قوت میں روز افزوں اضافہ فرمائے۔

جناب نے عزیز محمد سلمہ کی جو معاونت لکھی اس سے طبیعت ذرا بجھ سی گئی۔ میں جناب کے سابقہ گرامی نامہ سے اس قدر اچھل پڑا تھا کہ شاید اس نے کوئی مضامین کے استخراج میں کوئی معاونت کی ہو، تاہم اس کا جناب پر مسلط ہو جانا بھی اس کی محبت کی علامت ہے، جناب کے گرامی نامہ سے یہ معلوم ہو کر کہ "طالب علمی میں قدم رکھ تو دیا اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اور آپ کی توجہ سے حقیقی معنی میں طالب علم بنادے۔" جناب سے بھی درخواست کروں گا اس سے کام لینے میں جناب بھی تھوڑی سی تکلیف فرماویں، اس کی حیثیت کے موافق کوئی کام اس کے ذمہ فرماویں کہ اس کے متعلقات ڈھونڈ کر لا، ان شاء اللہ اس سے اس کی استعداد میں اضافہ ہو گا۔

آپ نے بہت اچھا کیا کہ مطار پر تشریف نہیں لائے، مجھے بخار تھا اور شدید۔ اس کے باوجود میں نے کہ یہ خبر سن کر کہ مجمع بہت ہے، اترنے کا ارادہ کر لیا تھا مگر مقدر نہیں تھا کہ مطار والوں نے باوجود میرے منع کرنے کے میری کرسی اندر رکھ دی، جس کی وجہ سے میں اترنے سے معذور رہا، بعد میں جو لوگ طیارہ پر آئے انہوں نے بہت ہی نہ اترنے کی تصویب کی کہ بہت ہی سردی ہو رہی تھی اور ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظت ہوئی، میں تو سردی کی وجہ سے روئی کا مشلح اوڑھے ہوئے اس پر کمبل ڈالے ہوئے طیارہ میں محبوس بیٹھا تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس محبت کو جو اس سیہ کار سے ہے میرے لئے موجب خیر بنائے، یہ ناکارہ بلا تصنع و مبالغہ جناب کے لئے دعاگو ہر وقت رہتا ہے۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب مدفیوضہم بقلم حبیب اللہ ۴ر دسمبر ۱۹۷۴ء

(۱۹)

باسمہ سبحانہ

مکرم ومحترم حضرت مولانا الحاج محمد یوسف صاحب بنوری زادت معالیکم

بعد سلام مسنون!

عصر کے بعد کی مجلس میں بھائی شاہد سلمہ [۷۸] کے خطوط کے ساتھ جناب والا کا بھی گرامی نامہ موجبِ عزت ہوا، مژدہ بخیر رسی سے تو مسرت ہوئی لیکن گھٹنا کی تکلیف کی خبر سے بہت فکر وقلق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل وکرم سے صحت کاملہ عاجلہ مستمرہ عطاء فرمائے۔ یہ ناکارہ بجز دعا کے اور کیا کرسکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ ہی آپ کو صحت وقوت کے ساتھ، تادیر فیوض وبرکات کے ساتھ علماء اور عوام دونوں کے انتفاع کے لیے زندہ سلامت رکھے کہ آپ حضرات کے وجود کی بہت ضرورت ہے۔ اہلیہ محترمہ اور والد صاحب کی خدمت میں سلام مسنون فرمادیں۔ آپ کی طرف سے صلاۃ وسلام پیش کرنا تو میں اپنے لیے موجبِ فخر سمجھتا ہوں، مگر اپنے خصوصی احباب اور اعزہ کو میری یہ فرمائش ہوا کرتی ہے کہ ہر خط میں روضۂ اقدس پر صلاۃ وسلام پیش کرنے کو مزید لکھا کریں کہ روضۂ اقدس پر بجائے اس کے کہ اپنی طرف سے پیش کروں پیام پہنچانا زیادہ اچھا معلوم ہوتا ہے۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم حبیب اللہ ۲ر جنوری ۱۹۷۵ء

---

۷۸۔ مفتی محمد شاہد کراچوی مدظلہ بن مولانا امینؒ۔ ۱۹۴۷ء میں ان کے والد نے دہلی سے کراچی ہجرت کی۔ جامعہ بنوری ٹاؤن کے فاضل ہیں، جامعہ میں استاد بھی رہے، مولانا زکریاؒ [م: ۱۹۸۲ء] کے خلیفہ ہیں۔ فی الحال کرچی میں مقیم ہیں۔ خطوط میں مولوی شاہد، مفتی شاہد سے آپ ہی مراد ہیں۔

(۲۰)

باسمہ سبحانہ

المخدوم المکرم حضرت مولانا الحاج محمد یوسف بنوری صاحب زادت معالیکم

بعد سلام مسنون!

گرامی نامہ اور کتابیں پہنچیں۔جناب نے تحریر فرمایا کہ جدید نسل کی اصلاح کے پیش نظر تالیف کا سلسلہ شروع کیا ہے۔دو کتابیں طبع ہو گئی ہیں، ارسال خدمت ہیں۔عزیزم محمد بنوری نے بھی دو بھیجنا لکھا ہے مگر صرف ایک ہی کتاب "دینی نفسیات"[۷۹] آئی ہے۔دوسری کتاب معارف السنن جلد اول پہنچی۔اللہ جل شانہ اپنے فضل وکرم سے جناب کے فیوض وبرکات سے لوگوں کو تادیر متمتع فرمائے۔ آپ کے یہاں کی حکومت کے جدید اعلان اور اس کے لیے ملتان میں اجتماع کی خبریں تو کئی دن سے خطوط سے معلوم ہو رہی ہیں[۸۰] لیکن صدارت

---

۷۹۔ مولانا محمد اسحاق صدیقی سندیلویؒ[۱۹۱۳ء۔۱۹۹۵ء] کی تصنیف ہے،جو شعبہ تصنیف وتالیف جامعہ بنوری ٹاؤن سے ۱۹۷۲ء میں ۴۲۴ صفحات پر شائع ہوئی۔کتاب کا موضوع تعلیمات انبیاء اوران میں شک وارتیاب کے اسباب کا نفسیاتی جائزہ ہے،اس حوالے سے جدید ذہن کے ارتیاب کے ازالہ کے لیے ایک مفید کتاب ہے۔اس کتاب کا جدید ایڈیشن مصنف کی وفات کے دوسال بعد۱۹۹۷ء میں الاسحاق اکیڈمی کراچی سے نئی کمپوزنگ میں ۵۹۱؍صفحات پر شائع ہوا۔اس نئے ایڈیشن کے حصہ سوم باب چہارم کے مضامین سے انکارِ نزولِ مسیح کا عقیدہ مترشح ہوتا ہے۔مولانا سعید جلال پوریؒ[م:۲۰۱۰ء] کی تحقیق جو بینات ۱۴۲۴ھ میں چھپی، کے مطابق کتاب کا یہ حصہ الحاقی ہے کیونکہ مولانا سندیلویؒ نے اپنی کتاب "ختم نبوت علم وعقل کی روشنی میں" کے ص:۱۲۱تا۱۳۲؍اورص:۱۶۳تا۱۶۸؍رفع ونزول مسیح کا عقیدہ واضح طور پر لکھا ہے اور اس درست عقیدہ سے ان کا رجوع ان کی حیات میں ثابت نہیں۔

۸۰۔ ۱۹۷۵ء میں بھٹو حکومت کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ دینی مدارس کو سرکاری تحویل میں لیا جائے گا کیونکہ تمام نجی صنعتیں اور تعلیمی ادارے نیشنلائز کیے جارہے تھے، اس پر تمام مکاتب فکر کا ملتان میں ایک اجتماع مولانا بنوریؒ[م:۱۹۷۷ء] کی صدارت میں ہوا، جس میں حکومتی فیصلے کو مسترد کرکے یہ عزم کیا گیا کہ ہر قیمت پر دینی مدارس کی خود مختاری کا دفاع کیا جائے گا۔اس صدارت کے حوالے سے مولانا نازکریاؒ[م:۱۹۸۲ء] کا مشورہ ہے۔اس قضیہ کی تفصیلات مولانا بنوریؒ نے ماہنامہ بینات (صفر المظفر ۱۳۹۵ھ؍مارچ۱۹۷۵ء) کے اداریہ بصائر وعبر میں بیان کی ہیں۔

کا حال جناب کے والانامہ سے معلوم ہوا ہے تو بے محل اور دخل در معقولات کہ مقامی مصالح اور ضروریات کو دور افتادہ کہاں پہنچ سکتا ہے؟ مگر میرا مخلصانہ مشورہ یہ ہے کہ حکومت کے خلاف ہر چیز میں ایک ہی شخص کو مد مقابل بننا نہیں چاہئے۔ اس میں تو شک نہیں کہ کام کرنے والا تو ایک دو ہی ہوتا ہے جس میں دلسوزی بھی ہو اور صلاحیت بھی ہو، مگر منظر عام پر آدمی بدلتے رہنے چاہئیں۔ مشیر کی حیثیت سے، کسی اور مناسب عنوان سے آپ کی شرکت تو ضروری ہے اور اندرونِ خانہ باضابطہ صدر کو آپ کی آراء کا پابند بھی رہنا ضروری ہے لیکن منظر عام پر آنا ایک ہی شخص کو بندہ کے خیال میں مناسب نہیں۔ اگر آپ کے اہل الرائے متفق ہوں تو ضابطہ میں صدارت کسی اور کی ہونی چاہئے جو دل سے آپ کو بڑا بھی مانتا ہو اور آپ کے ارشادات پر عمل کو سعادت سمجھتا ہو۔ آپ کے امراض ضعف و پیری کے پیش نظر طویل اسفار بھی موجبِ فکر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی قوت وہمت، صحت وعافیت کے ساتھ ان ضروری اسفار کو پورا فرمائے۔ ہم ہندیوں کی مصیبت یہ ہے کہ آپ حضرات کے یہاں کے ایسے اقدامات ہمارے لیے مصیبت بنتے ہیں۔ ہمارے یہاں دو سال سے یہ مسئلہ چل رہا ہے لیکن اب تک حکومت کو وقتاً فوقتاً اس خبر کی تردید ہی کرنی پڑتی ہے، مگر جب عالم اسلام میں ایک چیز چل جائے تو پھر ان کے لیے حجت بن جاتی ہے۔ کئی سال ہوئے حج کی فلم کی نمائش آپ کے یہاں ہوئی اور دو سال ہم لوگوں کو اس پر لڑنا پڑا۔ فلم والوں کا یہ استدلال تھا کہ جب اسلامی ممالک نے اس کو قبول کر لیا تو پھر تمہیں کیوں انکار ہے؟ حج کے سلسلہ میں بھی ہمارے اوپر کئی قانون پاکستان کے اتباع میں نافذ کر دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ ہی مسلمانوں کے حال پر رحم فرمائے۔ تحفظ ختم نبوت کے لیے زمین کی خریداری سے بہت مسرت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر نوع سے مدد فرمائے اور جلد از جلد اس مبارک کام کو تکمیل کو پہنچائے۔

معارف السنن کے مقدمہ[۸۱] کے لیے بھی یہ ناکارہ دل سے دعا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جلد از جلد آپ کے دست مبارک سے تکمیل وطباعت کو باحسن وجوہ پورا فرمائے۔ جناب کے لیے دعا کے واسطے بلا تصنع درخواست ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ حکم نامہ سے پہلے بھی کچھ کمی نہیں ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ ہی آپ کے فیوض وبرکات سے اہل علم اور عوام دونوں کو زیادہ سے زیادہ متمتع فرمائے، مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے، آپ کے لیے صدقۂ جاریہ بنائے اور عزیز محمد سلمہ کو اس کے بقاء اور تحفظ کے قابل بنائے۔ جناب نے اپنی محبت اور حسن ظن سے اس سیہ کار کے متعلق جو لکھا، اللہ تعالیٰ ہی آپ کی زبان اور قلب سے اس کو پورا فرمائے۔ جناب کی طرف سے صلاۃ وسلام میں تو دریغ نہیں ہوتا مگر میرا اپنے دوستوں پر یہی اصرار ہوتا ہے کہ وہ خود پیام لکھیں۔ والد صاحب اور اہلیہ محترمہ سے بھی سلام مسنون فرمادیں۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم حبیب اللہ ۱۳ار فروری ۱۹۷۵ء

---

۸۱۔ عوارف المنن مقدمہ معارف السنن مراد ہے۔ غیر مطبوعہ ہے۔ اس میں علم حدیث، حجیت حدیث، کتابت حدیث، حدیث کے تشریعی مقام اور محدثین کے احوال کو انتہائی فاضلانہ اسلوب میں لکھا گیا ہے۔ مولانا بنوریؒ نے اس مقدمہ کا دو تہائی حصہ لکھا تھا کہ وفات ہوگئی اور یہ نامکمل رہ گیا۔ مولانا ادریس میرٹھیؒ [م:۱۹۸۹ء] اور مولانا یوسف لدھیانویؒ [م: ۲۰۰۰ء] نے اس کے بعض مباحث کا کتاب کی ترتیب سے ہٹ کر ماہنامہ بینات میں ستمبر ۱۹۷۲ء سے جون ۱۹۷۴ء تک اردو میں ترجمہ بھی کیا ہے، جسے مولانا انور بدخشانی نے "منتخب مباحث علم حدیث" کے نام سے جمع ومرتب کیا ہے، یہ مکتبہ بینات کراچی سے مطبوع ہے۔

(۲۱)

باسمہ سبحانہ

المخدوم المکرم حضرت الحاج مولانا محمد یوسف صاحب بنوری زادت معالیکم

بعد سلام مسنون!

آج کی ڈاک سے عزیز مولوی شاہد کے لفافہ میں جناب کے دو گرامی نامے مؤرخہ ۶ر صفر اور ۱۰ر صفر آج ۲۲ر صفر کو پہنچے، معلوم نہیں گرامی نامہ کے بھیجنے میں مولوی شاہد نے کیوں تاخیر کی؟ دونوں کا جواب علی الترتیب لکھواتا ہوں۔ اس ناکارہ نے اپنے عریضہ میں صدارت کے متعلق جو لکھا تھا اس کا منشا آپ کا تحمل یا ذوق نہیں تھا بلکہ حکومت کی نگاہ میں ایک ہی شخص مدِ مقابل بن جائے تو وہ یوں سمجھتے ہیں کہ اصل مخالف ایک ہی ہے جو مختلف بہانوں سے حکومت کی مخالفت کرنا چاہتا ہے اور ریشہ دوانیاں کرنے والوں کو بھی موقع ملتا ہے۔ یہ مصلحت تو واقعی اہم ہے کہ اختلاف کاٹنا سب سے اہم ہے، اگر خصوصی لوگوں کو یہ سمجھا دیا جائے کہ اصل ذمہ دار تو میں ہی ہوں آپ کو جو کہنا ہو مجھ ہی سے کہیں، سیاسی مصلحت سے اپنا نام نہیں لانا چاہتا یا دوستوں کی یہی رائے ہے تو شاید لوگوں کو سمجھ میں آجائے۔ حکومت کا فیصلہ خدا کرے کہ مضبوط ہو، اب تک تو ساری حکومتوں کے اعلانات وقتی ہوا کرتے ہیں، ہمارے یہاں ہندوستان کے درمیان میں دودھ کی نہریں خوب بہہ رہی ہیں!!! چونکہ خود ہمارے یہاں بھی یہ مرحلہ کئی سال سے درپیش ہے[۸۲] جب شور وشغف ہوتا ہے تو حکومت ایک اعلان کردے[تی] ہے اور ٹھنڈا پڑجا[تی] ہے، تو کسی مسلمان پٹھو سے پھر درخواست دلوا د[یتی] ہے کہ مدارس کے اندر بہت گڑبڑ ہو رہی ہے۔ مجھے معارف السنن کا اور جو نئی کتابیں طباعت میں آرہی ہیں[کا] بہت ہی قلق ہے کہ میں ان کی زیارت اور انتفاع

---

۸۲۔ یعنی حکومت ہند بھی مدارس کو سرکاری تحویل میں لینے کے لیے تدبیریں کرتی ہے۔

سے محروم ہوں۔ ہمارے حضرت رائپوری نور اللہ مرقدہ کا ایک مقولہ ہے جو وہ کثرت سے ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ "جب دانت تھے چنے نہ ملے جب چنے ملے تو دانت ٹوٹ گئے۔" جب صحت وقوت تھی، آنکھیں تھیں، جب تو یہ فرائد مہیا نہ ہوئے، اب ان کی خبریں سن سن کر حسرت ہو[تی] ہے۔

روضۂ اقدس پر جناب کی طرف سے صلوۃ وسلام پیش کرتا رہتا ہوں، مگر میری خواہش یہ ہوئی کہ احباب کی طرف سے پیام پہنچاؤں اپنی طرف نہیں، یہ تو پہلے گرامی نامہ کا جواب ہوا۔

لامع الدراری کا میں نے تو دیکھا نہیں، اگر جناب کو پسند نہیں ہے تو بالکل رد کر دیجئے اور جناب اپنی زیر نگرانی جیسا مناسب سمجھیں ضرور بنوالیں [۸۳]، عزیز محمد سلمہ کے لئے تو آپ کے بغیر حکم کے بھی دعائیں کرتا رہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کو سچا جانشین جناب کا بنائے، والد صاحب اور اہلیہ محترمہ دونوں سے سلام مسنون فرمادیں۔ عزیز محمد سلمہ کے نام کا خط بھی اگر وہ نہ دکھلاوے تو طلب فرما کر ملاحظہ فرمالیں۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم حبیب اللہ

۶؍مارچ ۱۹۷۵ء

---

۸۳۔ لامع الدراری کا سرورق مراد ہے۔

(۲۲)

باسمہ سبحانہ

المخدوم المکرم حضرت مولانا الحاج یوسف بنوری زادت معالیکم

بعد سلام مسنون!

میرے ایک عزیز کا تقریباً ایک ماہ ہوا ہندوستان میں انتقال ہوا تھا جن کی صاحبزادی عزیز سعدی کے نکاح میں ہے۔[۸۴] میں ہندوستان کے برقیہ پر اسی وقت بمد تعزیت مکہ مکرمہ آنے کا ارادہ کر رہا تھا مگر بہت سی مجبوریوں کی وجہ سے جن میں زیادہ دخل سردی کا تھا کہ ٹانگوں کے بنیان کے باوجود بھی ٹانگوں میں تکلیف زیادہ رہتی تھی اور احرام میں تو سب نکالنا پڑتا اس کے علاوہ بعض عوارض کی وجہ سے تاخیر ہوتی چلی گئی اور یہ ناکارہ ۱۱ر مارچ کو مکہ مکرمہ پہنچ گیا اور آج ۱۶ر مارچ کی شب میں مفتی صاحب تشریف لائے اور اسی وقت جناب کا گرامی نامہ ایسے وقت دیا کہ ظہر کی نماز کا وقت قریب ہے، مگر چونکہ مولانا غلام اللہ صاحب[۸۵] بھی تشریف لائے ہوئے ہیں اور کل ہی واپسی کا ارادہ کر رہے ہیں اس لئے کوشش کر رہا ہوں کہ کسی طرح مختصر طور پر ہو ان کے ساتھ کراچی ڈلوادوں۔ جناب نے ازراہِ محبت وشفقت اس سیہ کار کے متعلق

---

۸۴۔ مراد مولانا مصباح الحسن کاندھلویؒ [م:۱۹۷۵ء] خسر مولانا سعدیؒ ہیں۔

۸۵۔ مولانا غلام اللہ خانؒ بن ملک فیروز خان [۱۹۰۴ء۔۱۹۸۰ء] مفسر، داعیٔ توحید۔ حضرو اٹک کے اعوان گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم پنڈی اور انہی گجرات میں حاصل کی، مولانا حسین علی الوانیؒ [۱۸۶۷ء۔۱۹۴۴ء] سے تفسیر پڑھی، انہی کے حکم پر دارالعلوم دیوبند گئے، ۱۹۳۳ء میں جامعہ اسلامیہ ڈابھیل سے فراغت حاصل کی۔ ایک سال وہاں معین مدرس رہے، بعد ازاں مدرسہ برکات الاسلام وزیر آباد میں درس دیتے رہے، اس کے بعد پنڈی کے ایک ہائی سکول میں کچھ عرصہ استاد رہے، یہیں ایک مسجد میں خطابت اور درس قرآن شروع کیا۔ توحید کو زوردار طریقے سے بولتے تھے، ۱۹۳۸ء میں مدرسہ تعلیم القرآن قائم کیا۔ تحریک ختم نبوت میں اہم کردار ادا کیا، اشاعۃ التوحید کے ناظم اعلیٰ رہے، اسلامی نظام کے نفاذ کی جدوجہد کا حصہ رہے۔ تفسیر جواہر القرآن سمیت کئی کتابیں لکھیں۔

جو کچھ لکھا وہ تو آپ کی محبت اور حسن ظن کا ہی ثمرہ ہے اور بلا توریہ، تصنع ومبالغہ یہ ناکارہ اپنی ساری سیئات کے باوجود اپنے سارے اکابر اور اللہ والوں کی محبت اور غایت محبت ہی پر امیدیں لگائے بیٹھا ہے۔ آپ نے اپنے متعلق جو کچھ لکھا، اس کو تو میں بجز اس کے کہ حضرت اقدس قطب الارشاد گنگوہی نور اللہ مرقدہ[۸۶] کی ان قسموں پر محمول کرتا ہوں جو اپنی ناکارگی کے متعلق کثرت سے خطوط میں لکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت وقوت اور تدریسِ حدیث اور عالم کی اصلاح اور حوادث کے مقابلہ کے ساتھ تادیر زندہ سلامت رکھے۔ مولانا غلام اللہ صاحب بھی جب سے یہاں آئے ہیں قادیانیوں کے سلسلہ میں یہاں کے لوگوں سے ملاقاتوں میں بہت زیادہ مشغول ہیں۔ اس کی تفصیل تو وہ خود سنائیں گے، اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کو مثمر ثمرات وبرکات بنائے۔ آپ کے لئے بلا توریہ، بلا مبالغہ دعاؤں میں نہ پہلے کبھی کمی ہوئی، نہ اب ہے اور نہ ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ ہو[گی]۔ روضۂ اقدس پر بھی بہت اہتمام سے آپ کا اور عزیز محمد کی طرف سے صلوۃ وسلام نیز والد اور اہلیہ محترمہ کی طرف سے بھی پیش کرتا رہتا ہوں۔ اس سے بہت قلق ہوا کہ متعلقین میں سے چند علیل ہیں، اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل وکرم سے ان کو صحت کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قادیانی مسئلہ کے متعلق آپ نے جو امید لکھی، اس سے بہت مسرت ہوئی، اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کو پورا فرمائے۔ مولانا غلام اللہ صاحب

---

۸۶۔ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ بن مولانا ہدایت احمدؒ [۱۸۲۹ء۔۱۹۰۵ء] محدث وفقیہ۔ گنگوہ سہارنپور میں پیدا ہوئے، مولانا مملوک علیؒ [۱۷۸۹ء۔۱۸۵۱ء] سے دہلی میں متداول علوم کی تکمیل کی، حدیث شاہ عبد الغنیؒ [۱۸۱۹ء۔۱۸۷۸ء] سے پڑھی۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ [۱۸۱۸ء۔۱۸۹۹ء] سے بیعت ہوئے اور بیالیس دن بعد خلافت عطا کی گئی۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں شاملی کے میدان میں لڑے، دار العلوم دیوبند کے بانی ارکین میں سے تھے۔ خانقاہ گنگوہ میں فقہ وحدیث کا درس دیتے رہے۔ آپ سے ایک خلق کثیر نے علمی وروحانی فیض حاصل کیا۔ فتاویٰ رشیدیہ سمیت کئی کتب کے مصنف ہیں۔

کی کل کی گفتگو سے بہت فکر و قلق ہو رہا تھا، مگر آپ کے خط نے ڈھارس باندھ دی۔ ان شاء اللہ جیسا کہ آپ نے لکھا لطیفہ غیبیہ ہی کا ظہور ہوا اور ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور پورا ہو گا۔ آپ نے لکھا کہ " حکومت کی رفتار کیوں سست ہو گئی؟" یہ عند التلاقی۔ اللہ تعالیٰ باحسن وجوہ ملاقات نصیب فرمائے۔

آپ کی حکومت کی طرف سے مدارس پر قبضہ کی خبروں نے بھی فکر میں ڈال رکھا ہے، اللہ تعالیٰ ہی آپ سب دوستوں کو اور مدارس کو اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ مولانا غلام اللہ صاحب سے ساہیوال اور ایک اور مدرسہ پر چھاپہ کا حال معلوم ہو کر بہت قلق ہوا،[۸۷] تفصیل معلوم نہ ہو سکی۔

آپ نے مودودیوں کے سلسلہ میں قاضی صاحب کے خط میں علی میاں کے متعلق کچھ فقرے چبھتے ہوئے لکھے تھے، وہ میں نے علی میاں کو اپنی طرف سے قاضی صاحب کے خط کے حوالے سے لکھ دیئے ہیں۔ مودودی کی تفسیر[۸۸] کے متعلق علی میاں کی توثیق پر میں خود بھی علی میاں سے بہت جھگڑ چکا تھا، اس لئے کہ وہ علی میاں کی اس توثیق کو اشتہارات میں کثرت سے شائع کر رہے ہیں۔ علی میاں نے مجھ سے وعدہ تو بہت زور سے کیا تھا کہ میں اس کی تردید لکھوں گا، مگر ابھی تک لکھنے کی نوبت نہیں آئی۔ دہلی میں مودودیوں کا ایک بہت بڑا اجتماع شوال میں ہوا تھا جس میں انہوں نے ممالک غیر کے لوگوں کے سامنے ہندوستان میں صرف

---

۸۷۔ مدارس کو سرکاری تحویل میں لینے کے لیے دباؤ بڑھانے کے واسطے سرکاری اداروں نے کئی مدارس پر چھاپے مارے، اسلام آباد میں علماء کو اغوا کیا جبکہ ساہیوال کے معروف مدرسہ جامعہ رشیدیہ پر چھاپہ کے دوران مسجد کو شراب سے آلودہ کیا گیا۔

۸۸۔ ابو الاعلیٰ مودودی [۱۹۰۳ء۔۱۹۷۹ء] کی تفسیر تفہیم القرآن چھ جلدوں پر مشتمل ادارہ ترجمان القرآن لاہور سے طبع ہوئی۔

اپنے کو واحد دینی جماعت ثابت کیا تھا، اس پر علی میاں کو طیش آرہا تھا، اس پر بھی انہوں نے وعدہ کیا تھااور حجاز ان کی آمد پر انہوں نے فرمایا بھی تھا کہ میں نے فلاں رسالہ میں لکھا ہے۔ ان کی طبیعت کے انداز سے زوردار مخالفت بھی مشکل معلوم ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ خیر کے اسباب پیدا فرمائے۔

فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث بقلم حبیب اللہ ۱۶ ؍ مارچ ۱۹۷۵ء

(۲۳)

باسمہٖ تعالیٰ

المخدوم المکرم حضرت مولانا الحاج محمد یوسف بنوری زاد مجدہم

بعد سلام مسنون! رات دستی گرامی نامہ مولوی شاہد کے لفافہ میں موجبِ منت وعزت ہوا، یہ تو مجھے خوب معلوم ہے کہ سلاطین کے ساتھ آپ جیسوں کا کیا جوڑ؟ مگر چونکہ آپ کو کچھ اجتماعی زندگی اور لوگوں کی برائیاں اور فساد نکالنے کی خاطر جدوجہد ہر وقت کرنی پڑتی ہے اور اس سلسلہ میں سلاطین اور ان کے عمال سے بھی مجبوراً ملنا پڑتا ہے اور جلالۃ الملک مرحوم اور ان کے اعوان سے تعارف ہے، اس لئے میرا خیال تھا کہ شاید دینی مصلحت کی وجہ سے تشریف آوری کا ارادہ کرنا پڑا ہو۔

جناب نے تحریر فرمایا کہ چند گھنٹے پہلے خط لکھ چکا ہوں، بظاہر وہ ڈاک سے آرہا ہوگا، ابھی تک تو پہنچا نہیں، اس گرامی نامہ پر تو تاریخ ہے نہیں۔ بھائی شاہد نے بھی پرچہ میں لکھا کہ حضرت مولانا کا تعزیت والا پرچہ جا چکا ہے۔ ملک فیصل مرحوم کے حادثے سے قلق تو اندازہ سے زیادہ ہوا، مرحوم کا عزم واستقلال اور ہم جیسے ضعفاء کے لئے، معذورین اور بیماروں کے لئے سڑکوں کا جال خاص طور سے موجبِ راحت تھا۔ حج کے موقع پر جب سعدی کے گھر

سے دس منٹ میں منیٰ اور پانچ پر مزدلفہ، بالا بالا گذر کر مزدلفہ سے پانچ منٹ میں مکی مرزوقی[۸۹] کے خیمے میں پہنچ گیا، اس وقت بھی سارے راستہ دعائیں کرتا چلا گیا اور اس حادثہ کے وقت بھی جب یہ سنا کہ رات کو امریکہ کا وزیر دیر تک گفتگو کرتا رہا اور پٹرول کے مسئلہ پر سمجھوتہ نہ ہو سکا تو اس وقت بھی دعاء مغفرت اور ایصال میں تو دریغ نہیں کیا، ان تغفر اللهم فاغفرجما وای عبد لک یا الها سے کون خالی ہے؟ اور مال ودولت کی فروانی پر سیئات کی کثرت تو ہے ہی۔ مگر ؏ خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں[۹۰]

اللهم اجرنا فی مصیبتنا واخلف لناخیرا منها اللہ جل شانہ اپنے فضل و کرم سے نعم البدل نصیب فرمائے۔ روایات ہم جیسوں کے پاس تو پیدل ہی پہنچتی ہیں اور اب تو اخبار کی بھی کچھ زیادہ معتبر نہیں مگر اگلے ہی دن یہ سنا تھا کہ اسرائیل نے اپنی فوجوں کو تیاری کا حکم بھی دیا اور چھٹیاں منسوخ کر دیں، خدا کرے کہ یہ خبریں غلط ہوں اور اگر صحیح ہوں تو اللہ تعالیٰ ہی مدد فرمائے۔ جہاں تک جناب کی ذات کے لئے دعاؤں کا تعلق ہے پہلے بھی کئی دفعہ لکھ چکا ہوں اور اس میں نہ مبالغہ ہے نہ توریہ کہ مسلمانوں بالخصوص پاکی لوگوں کے لئے آپ کی مساعی جمیلہ اور نابکار کے اوپر خصوصی شفقتیں اور میری بیگاریں ایسی نہیں کہ جو فراموش کی جاسکیں۔ بہت ہی اہتمام سے مکارہ سے حفاظت، صحت و قوت اور رفع درجات و قرب خاص کی دعائیں کرتا رہتا ہوں اور روضۂ اقدس پر صلوۃ وسلام بھی پیش کرتا رہتا رہتا ہوں۔ والد صاحب کی علالت کا حال جناب کے پہلے خط میں مجملاً اور عزیز محمد کے خط میں تفصیل سے تھا، اس گرامی نامہ میں اس کا

---

۸۹۔ سید محمد مکی مروزوقیؒ بن حسینؒ [۱۳۲۹ھ۔ ۱۴۱۶ھ] مولانا زکریاؒ [م: ۱۹۸۲ء] کے مطوف تھے۔ صالح، سخی اور مہمان نواز تھے۔ مولانا زکریاؒ نے کئی حج ان کی نگرانی میں کیے۔

۹۰۔ پہلا مصرعہ: خبر سن کر میرے مرنے کی، بولے وہ رقیبوں سے (نواب مرزا خان داغ دہلوی)

کوئی ذکر نہیں، اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل وکرم سے صحت کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ ان کی خدمت میں اور اہلیہ محترمہ کی خدمت میں سلام مسنون فرمادیں۔ دونوں کے لئے دعا کرتا ہوں، عزیز محمد سلمہ کا تو مستقل پرچہ سے اس کا جواب علیحدہ لکھواؤں گا۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم حبیب اللہ ۹/ اپریل ۱۹۷۵ء

از راقم بعد سلام مسنون! درخواست دعاء، خادم محمد یحییٰ سلام عرض کرتا ہے اور عاجزانہ التماس دعا بھی۔

(۲۴)

باسمہٖ تعالیٰ

المخدوم المکرم حضرت مولانا الحاج محمد یوسف صاحب بنوری زادت معالیکم

بعد سلام مسنون! ایک عریضہ مولانا غلام اللہ صاحب کی معرفت ۱۷/ مارچ کو پاکی لفافہ میں بھیجا تھا، اگرچہ انہوں نے یہ کہا تھا کہ میں مولانا سے مل کر جاؤں گا مگر میں نے احتیاطاً پاکی لفافہ میں رکھ دیا کہ آپ حضرات کے لئے اپنے ارادہ پر قائم رہنا مشکل ہے، یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ ایک ہفتہ کے سفر پر آپ تشریف لے گئے ہیں، امید ہے کہ مل گیا ہو گا۔ کئی دن ہوئے عزیز محمد سلمہ کا لفافہ آیا تھا اور میں اس وقت مکہ تھا، ایسے وقت میں پہنچا کہ میں مدینہ کے لئے واپس آرہا تھا، یہاں آنے کے بعد بہت ہی ڈاک کا ہجوم اور پاکی حجاج کی واپسی کا رہا۔ ہندوستان کا جہاز تو ایک ماہ پہلے جا چکا، پاکی جہاز ۱۳/ اپریل کو جانے والا ہے، میری مدنی ڈاک مکہ میں پہنچتی تو رہی، مگر خطوط لکھنے کا وقت وہاں نہیں ملا۔ عزیز محمد سلمہ کے خط اولاً نواسی کا پھر ۴/ روز بعد اس کی والدہ کے حادثے [91] متواتر سنے، آپ کو اس سلسلہ میں کچھ لکھنا تو آفتاب کے سامنے چراغ

۹۱۔ مراد مولانا یوسف بنوریؒ کی صاحبزادی فاطمہؒ بنوریہ [م:۱۹۷۵ء] ہیں جو کہ ایک بیماری میں آنکھوں سے نابینا ہو گئی

رکھنا ہے، آپ ماشاء اللہ تعالیٰ مجسمہ صبر وو قار، آپ کے لئے تو یہ رفع درجات ہی کا ذریعہ ہے اور مقدرات کے مقابلہ میں آدمی کر بھی کیا سکتا ہے بجز دعا کے ۔بہت ہی اہتمام سے دل سے دعا کر رہا ہوں، اللہ جل شانہ آپ کو اور عزیز محمد سلمہ کو اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل اجر جزیل عطا فرمائے اور مرحومہ کی مغفرت فرما کر اپنے قرب خاص سے نوازے، جنت الفردوس میں اعلی مقام نصیب فرمائے۔

میرا تو خیال تھا کہ آپ کو تو حجاز کے لئے بہانہ چاہئے، جلالۃ الملک کے حادثہ [۹۲] پر تشریف آوری ہو، مگر ابھی تک فہرست میں آپ کا نام نہیں سنا، بلکہ مجھے تو خیال علی میاں کے متعلق بھی تھا کہ آپ حضرات کے روابط تو ایسے نمایاں تھے کہ لوگوں نے تو مجھ تک کو نہ چھوڑا، کئی آدمیوں نے کہا کہ آپ کا سفر تو مشکل ہے مگر ایک برقیہ آپ دے دیجئے، میں نے کہا کہ نہ مجھے مرحوم کے اعزہ میں سے کوئی جانے، نہ میری یہاں کوئی حیثیت، واقعہ کے متعلق بہت افواہیں سنی جارہی ہیں، آپ اگر یہاں تشریف رکھتے تو کوئی محقق بات معلوم ہوتی، اب تو رجماً بالغیب کام چل رہا ہے، آپ کے یہاں کا بھی خیال لگا رہتا ہے کہ مرتدین [۹۳] کی طرف سے کوئی ردعمل تو نہیں ہو رہا ہے؟ اخیر میں مکرر لکھتا ہوں کہ مرحومہ کے لئے ایصال ثواب اور دعاءِ مغفرت برابر کر رہا ہوں اور دوستوں سے بھی تاکید کر دی۔ فقط والسلام

از حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم حبیب اللہ ۲۹ / مارچ ۱۹۷۵ء

---

تھیں، مولانا انور بدخشانی [متولد: ۱۹۴۳ء] کی اہلیہ تھیں۔ انتہائی متقی وپرہیز گار خاتون تھیں۔ قرآن مجید کی حافظہ تھیں پہلی بچی کی ولادت پر فوت ہوئیں۔

۹۲ ۔ مراد شاہ فیصل مرحوم کا حادثہ شہادت ہے۔

۹۳۔ مراد قادیانی ہیں۔

(۲۵)

باسمہ تعالیٰ

المخدوم المکرم حضرت مولانا الحاج محمد یوسف بنوری زادت معالیکم

بعد سلام مسنون!

جناب کو یاد ہو گا کہ تقریباً ایک ماہ ہوا جناب نے قاضی صاحب کے خط میں علی میاں کی مودودیت نوازی پر ان کو کچھ کلمات لکھے تھے اور میں نے لکھا تھا کہ میری تو بہت دنوں سے گفتگو ہوتی رہتی ہے، آپ کے الفاظ نقل کر کے بھیج دیئے، آج کی ڈاک سے علی میاں کا جواب آیا ہے جو بعینہٖ نقل کراتا ہوں۔

"جہاں تک مولانا یوسف صاحب بنوری کے خط کے اقتباس کا تعلق ہے، مؤدبانہ عرض ہے کہ میں اپنے فرض کی تکمیل سے غافل نہیں۔ اس سلسلہ کا آغاز دہلی کی کانفرنس کے بعد ہی سے ہو گیا، جس کی وجہ سے ہم لوگ اس جماعت کا ہدف بنے ہوئے ہیں، میری ایک کتاب میں تنقید بھی آگئی ہے جو دمشق میں چھپ گئی ہو گی، باقی اتنا ضرور عرض کروں گا کہ ہر شخص کا طرز اور زبان مختلف ہوتی ہے اور وہ اسی کو مفید سمجھتا ہے اور مقصود فائدہ ہے نہ کہ شفاء نفس، میں جو کچھ لکھوں گا اپنے اسلوب اور زبان میں لکھوں گا۔ نہ دوسرے اسلوب اور زبان پر قادر ہوں نہ اس کو مفید سمجھتا ہوں۔ ہر شخص کا معاملہ اللہ تعالیٰ ہی سے ہے، اسی کو راضی کرنے کی ضرورت ہے کوئی شخص ساری دنیا کو مطمئن نہیں کر سکتا۔ فقط"

اس ناکارہ نے بھی تقریباً ۲۰ سال ہوئے ایک نجی خط[۹۴] اپنے یہاں کے ایک مدرس کو اس

---

۹۴۔ یہ خط مظاہر علوم سہارنپور کے ایک مدرس مولانا زکریا قدوسیؒ [م: ۱۹۵۱ء] کو لکھا گیا تھا جو جماعت اسلامی کی طرف مائل تھے اور مودودی فکر کی ترویج کی وجہ سے مدرسہ سے علیحدہ کیے گئے۔ تاہم آپ کے سوانح نگار کہتے ہیں کہ آپ

سلسلہ میں لکھا تھا، حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ نے بھی اس کی طباعت کا حکم فرمایا تھا مگر میں نے عرض کر دیا تھا کہ حضرت وہ نجی خط ہے، اشاعت کے لئے نظر ثانی کی ضرورت ہوگی۔ حضرت قدس سرہ کے بعد مولوی اسعد نے بھی کئی دفعہ اصرار کیا، مگر میں نے اپنے امراض اور مشاغل کے ہجوم کی وجہ سے نظر ثانی نہ کر سکا، اب سنا ہے کہ ہمارے عزیز شاہد[۹۵] جو میرے مکتوبات کی اشاعت پر تلے ہوئے ہیں اس کو شائع کر رہے ہیں، حالانکہ میں نے اس کو کئی دفعہ منع کیا اور زور سے منع کیا کہ یہ چیزیں اتنی نظر ثانی نہ ہو جائے شائع نہیں کرنی چاہئیں۔ مگر علی میاں، مولوی منظور نعمانی[۹۶]، مفتی محمود[۹۷] اس کو بھڑکاتے رہتے ہیں اور وہ بے وقوف ان کے کہنے میں

---

مولانا مودودی [م:۱۹۷۹ء] کے شاذ افکار سے متفق نہیں تھے۔ مولانا شاہد سہارنپوری نے اسے فتنۂ مودودیت کے نام سے طبع کرایا۔ جبکہ مولانا اسعد مدنیؒ [م:۲۰۰۶ء] نے ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندرؒ [م:۲۰۲۱ء] سے اس کا عربی ترجمہ کروا کر اسے عالم عرب میں پھیلایا۔ جس کی تفصیلات آئندہ خطوط میں بھی آرہی ہیں۔

۹۵۔ مولانا محمد شاہد الحسنی سہارنپوری [متولد:۱۹۵۱ء] بن مولانا حکیم محمد الیاس سہارنپوریؒ [۱۹۲۹ء۔۲۰۱۷ء] امین عام مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔ ۱۹۶۹ء میں مظاہر علوم سہارنپور سے فراغت حاصل کی، ۱۹۷۰ء میں یہیں مدرس مقرر ہوئے، ۱۹۸۸ء میں مدرسہ کے مجلس سرپرستان کے رکن بنے، شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ [م: ۱۹۸۲ء] کے نواسے ہیں۔ "تحریک آزادی ہند اور جامعہ مظاہر علوم سہارنپور" سمیت کئی علمی، تحقیقی اور تاریخی کتابوں کے مصنف ہیں۔ مولانا زکریاؒ کی اکثر غیر مطبوعہ کتب آپ نے اپنے مکتبہ یادگار شیخ سہارنپور سے شائع کیں۔ مولانا زکریاؒ کے خلفاء میں سے ہیں۔ بقید حیات ہیں۔

۹۶۔ مولانا محمد منظور نعمانیؒ بن صوفی احمد حسین [۱۹۰۵ء۔۱۹۹۷ء] دانشور، مصنف۔ سنبھل اتر پردیش میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم سراج العلوم سنبھل اور دار العلوم مئو اعظم گڑھ میں حاصل کی۔ ۱۹۲۷ء میں دار العلوم دیوبند سے دورہ حدیث کیا۔ بعد از فراغت تین سال امروہہ اور چار سال ندوۃ العلماء لکھنو میں پڑھایا۔ ۱۹۳۴ء میں ماہنامہ الفرقان کا بریلی سے آغاز کیا۔ کچھ عرصہ اہل بدعت کے خلاف مناظرے کیے، ۱۹۴۱ء میں جماعت اسلامی کی تاسیس میں شامل تھے، ۱۹۴۲ء میں جماعت اسلامی سے علیحدگی اختیار کی اور مولانا الیاسؒ [م:۱۹۴۴ء] سے وابستہ ہوئے، ۱۹۴۳ء میں دار العلوم دیوبند کے رکن شوریٰ نامزد ہوئے۔ مظاہر علوم سہارنپور میں استاد حدیث رہے۔ معارف الحدیث سمیت کئی عمدہ کتب کے مصنف ہیں۔

۹۷۔ مفتی محمود حسن گنگوہیؒ [م:۱۹۹۶ء] مراد ہیں۔

آکر جوملتاہےاس کوشائع کردیتاہے۔ تقریباً ۳۰ سال ہوئے میرے حضرت نور اللہ مرقدہ[98] کے ارشاد سے قادیانیوں کے خلاف ایک رسالہ "عشرہ کاملہ"چھپا تھااور پار سال میں نے اس کو بہت تلاش کیا، کہیں نہیں ملا، چلتے وقت ایک جگہ سے مل گیا تھا، وہ بھی میں شاہد کو دے آیا تھا کہ جلد چھاپ دے، مگر ان پریس والوں کو اللہ تعالیٰ ہی ہدایت کرے، اب سنا ہے کہ وہ بھی طبع ہو گیا، میں نے شاہد کو لکھا ہے کہ نظام الدین کے ذریعے سے سو دو سو نسخے احسان کے پاس بھیج دے اور ان کو لکھ دے کہ دس پندرہ نسخے آپ کو بھی بھیج دے۔ فقط والسلام

از شیخ الحدیث صاحب بقلم حبیب اللہ ۱۳/ اپریل ۷۵ء

(۲۶)

باسمہ سبحانہ

المخدوم المکرم حضرت مولانا الحاج محمد یوسف صاحب بنوری زادت معالیکم

بعد سلام مسنون! گرامی نامہ پہنچا اور ساتھ ہی بینات کا پرچہ بھی آپ نے صحیح فرمایا، میں نے بھی ابتداءً جو لکھا اسی مجبوری کو لکھا تھا کہ آپ کو تو ان سے کام لینا پڑتا ہے، جنازہ میں شرکت تو ہو سکتی تھی اس واسطے کہ منگل کی صبح کو انتقال ہوا اور بدھ کے دن عصر کے بعد جنازہ ہوا، مگر اب تو وقت گذر گیا والخیر فیما وقع ۔ آپ نے تو ماشاء اللہ تاروں کی بھرمار کردی،

---

۹۸ ۔ مراد مولانا خلیل احمد انبیٹھوی سہارنپوریؒ [۱۸۵۲ء۔ ۱۹۲۷ء] بن شاہ مجید علیؒ ہیں۔ محدث، مناظر، صوفی۔ آپ مولانا مملوک علیؒ [م:۱۸۵۱ء] کے نواسے تھے۔ ابتدائی تعلیم دارالعلوم دیوبند میں حاصل کی، ۱۸۷۰ء میں مظاہر علوم سے فراغت حاصل کی۔ جامعہ عباسیہ بہاولپور، مصباح العلوم بریلی میں مدرس اول اور دارالعلوم دیوبند میں مدرس دوم رہے۔ ہنود، اہل بدعت اور اہل تشیع کے ساتھ کئی مناظرے کیے۔ ۱۸۹۶ء میں مظاہر علوم مدرس اول کی حیثیت سے آئے۔ ۱۹۲۵ء میں حجاز مقدس ہجرت کی۔ ابوداؤد کی لاجواب شرح بذل المجہود اور المہند علی المفند سمیت کئی کتابیں لکھیں۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ [م:۱۸۹۹ء] اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ [م:۱۹۰۵ء] کے خلیفہ تھے۔ شیخ الہندؒ [م:۱۹۲۰ء] کی تحریک آزادی میں ان کے مشیر و رازدار رہے۔

ان چیزوں کو تو آپ ہی زیادہ سمجھتے ہیں، میرے ذہن میں تو یہ تھا کہ آپ کو ان لوگوں سے کام لینا پڑتا ہے ،مرحوم[٩٩] کے انتقال پر تو مجھے بھی بہت قلق ہوا، ان کم بختوں غیر مسلموں پر مرحوم کا دبدبہ ہوگیا تھا۔ آپ نے اس ناکارہ کے آپریشن کی کامیابی کے لئے دعا فرمائی، آپ کے احسانات تولاتعد ولا تحصی روز افزوں ہیں، اللہ تعالیٰ ہی ان کا بہترین بدلہ عطا فرمائے۔

آج عصر کے بعد مجلس میں بینات ہی سنوایا گیا اور اس سے صاحب زادی مرحومہ[١٠٠] کے تفصیلی حالات سے بہت رشک بھی آیا، میرا ارادہ بینات کا یہ پرچہ سہارنپور اپنی بچیوں کو سنوانے کے واسطے بھیجنے کا ہے کہ صاحب زادی مرحومہ کے حالات سے نصیحت حاصل کریں۔ آپ ہر دفعہ میں اس سیہ کار کے متعلق جو الفاظ لکھتے ہیں، وہ بہت ہی ندامت کے موجب ہوتے ہیں۔ کاش! میں اس قابل ہوتا، اللہ جلّ شانہ آپ کو صحت و قوت، فیوض وبرکات کے ساتھ تادیر زندہ سلامت رکھے۔ عزیز محمد کے لئے بہت ہی دعائیں کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ آپ کے نقش قدم پر چلائے۔ میرے نواسے شاہد سلمہ سے تو آپ واقف ہوں گے۔ آج کل وہ میری مکنونات کو بازار میں بکھیرنے کے فکر میں لگ رہا ہے۔ تیسرے رمضان میں یہیں تھا، آپ سے ملاقات بھی بار بار ہوئی، شاہ فیصل کے متعلق اپنے خط میں اس نے چند فقرے لکھے ہیں، وہ نقل کراتا ہوں، حالانکہ میرے خیال میں بھی نہیں تھا کہ اس کو مرحوم کا اتنا قلق ہوگا۔

"جلالۃ الملک فیصل کے حادثۂ شہادت پر یہاں جو زبردست رنج وغم منایا گیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آج تک اخبارات میں غائبانہ نماز جنازہ، ایصال ثواب، قرآن خوانی

---

٩٩۔ مراد شاہ فیصل مرحوم ہیں انہی کے متعلق بات لکھی ہے۔

١٠٠۔ مراد سیدہ فاطمہ بنوریہؒ [م:١٩٧٥ء] کے احوال رفیعہ۔ ملاحظہ ہوں: ماہنامہ بینات ربیع الثانی ١٣٩٥ھ / مئی ١٩٧٥ء۔ مشمولہ بصائر وعبر، ج:٢، ص:٥١٣۔ مرتبہ: مولانا حبیب اللہ مختار۔ ط: مکتبہ بینات کراچی

اور تعزیتی اجتماعات کی روئیدادیں آرہی ہیں اور بد نصیب غیر مسلموں کے یہاں گھی کے چراغ جل رہے ہیں۔ پرتاپ[۱۰۱] نے ان کی شہادت عظمیٰ کے موقع پر انتہائی تمسخر اور کمینہ پن سے بھرپور اداریہ لکھا تھا جس کا جواب الجمعیۃ[۱۰۲] نے بہت ہی زوردار لکھا تھا کہ "ہم قارئین سے التجا کرتے ہیں کہ وہ سب مل کر یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ شاہ فیصل کے صدقہ اور طفیل اس صحافی کا دماغی توازن واپس لوٹا دے۔" یہاں کے مسلم اخبارات خاص نمبرات بھی نکال رہے ہیں، غرض اپنوں میں ہر چہار طرف اسی شہید وفا کے ساتھ محبت ہی محبت ہے اور عقیدت ہی عقیدت۔ یہاں اس حادثہ کی اطلاع مجھے عصر کے بعد ہوئی، سن کر دل پر ایک بجلی گر گئی اور بے اختیار آنکھوں سے رونا آگیا اور ہم غریب سوائے رونے کے اور کر بھی کیا سکتے ہیں؟ اس دن شاہ کے ساتھ مجھے اپنی محبت کا پتہ چلا، ورنہ اس سے قبل معلوم نہیں تھا کہ مجھے ان سے اتنی محبت ہے۔ اب تک یہ حالت ہے کہ رات میں بھی اگر ان کا تصور آتا ہے تو نیند غائب ہو جاتی ہے اور حسرت کے ساتھ وقت کاٹتا ہوں۔ بس اب یہ ہے کہ

ع غم دل کو کھا رہا ہے اور دل غم کو کھا رہا ہے[۱۰۳]

رہ رہ کر خیال آتا ہے کہ اگر چار پانچ سال اور زندہ رہتے تو امریکہ اور اعدائے

---

۱۰۱۔ پرتاپ ہندوستان کا قدیم اردو اخبار جو تقسیم ہند سے پہلے لاہور سے ۱۹۱۹ء میں مہاشے کرشن کی ادارت میں شروع ہوا، اب بھی نیو دہلی سے بطور روزنامہ شائع ہوتا ہے۔

۱۰۲۔ جمعیت علماء ہند کا ترجمان ہفت روزہ الجمیعہ دہلی مراد ہے۔

۱۰۳۔ شاعر علامہ اقبال، کلیات اقبال، ص:۳۷۷۔ پورا شعر:

جب سے چمن چھٹا ہے یہ حال ہو گیا ہے — دل غم کو کھا رہا ہے غم دل کو کھا رہا ہے

امت محمد یہ علی صاحبھا الف الف صلوۃ وتحیۃ سے خوب بدلہ لیتے، ان کو تو اللہ نے محض اپنے لطف سے آخر میں جا کر اتنا شیر بنادیا تھا کہ پانی میں بھگو بھگو کر جوتے مار رہے تھے، اب ساری عمر حسرت اور قلق رہے گا، اب ہر وقت بدن میں یہ آگ سی لگی رہتی ہے کہ اعدائے اسلام نے اگر عربوں کا اتحاد پارہ پارہ کر دیا تو کیا ہو گا؟ نتائج اوران میں خیر ڈالنا یقیناً قبضہُ قدرت میں ہے، مگر دل ہے کہ پریشان ہے۔ اب یہ سطور لکھتے وقت بھی بندہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں، ہر وقت یہ کھٹکا لگا رہتا ہے کہ دیکھو! اب کیا خبر آتی ہے؟ اللہ نے فیصل کو اپنے پاس بلالیا، تھکے ہوئے آدمی کو راحت مل گئی، ان کی یہ سعادت ہی کیا کم ہے کہ سرخ لباس میں خدا کے یہاں پہنچے، اب خالد [۱۰۴] جانیں اور فہد [۱۰۵] جانیں، مگر سب کچھ سوچنے کے بعد جب خادم الحرمین الشریفین ہونے کا تصور آتا ہے تو لرزہ سا آجاتا ہے۔ اب دیکھو! خالد کیا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس سے کیا کام لیتے ہیں؟ اباجی! جناب والا کو اللہ نے بڑا ہی عظیم المرتبت بنایا ہے اور اپنے مبارک اور پاک نبی (روحی فداہ) کی چوکھٹ پر آپ کو بلا رکھا ہے، آپ کو ان دونوں مبارک جگہوں کا واسطہ بہت ہی بہت اہتمام سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حرمین کی عزت محفوظ رکھے اور اعداء الاسلام کے سامنے مسلمانوں کو ذلیل نہ کرے۔ جناب کی گریہ وزاری یقیناً حالات کو بدلے گی ان شاء اللہ ثم ان

---

۱۰۴۔ ملک خالد بن عبدالعزیز آل سعود [۱۹۱۳ء۔۱۹۸۲ء] ملک عبدالعزیز کے پانچویں بیٹے تھے، ملک فیصل مرحوم کے بعد ۱۹۷۵ء میں سعودیہ کے حکمران بنے۔

۱۰۵۔ ملک فہد بن عبدالعزیز آل سعود [۱۹۲۰ء۔۲۰۰۵ء] شاہ خالد کی وفات کے بعد سعودی حکمران بنے، آپ نے سعودی حکمرانوں کے لقب "جلالۃ الملک" کو تبدیل کر کے اپنے لیے "خادم الحرمین الشریفین" کا لقب اختیار کیا۔

شاءاللہ۔ ہم بے کسوں کے پاس اس کے سوا کیا ہے کہ کچھ دیر بیٹھ کر آنسو بہا لیں، گنہگار آنکھوں میں آنسو بھی کیا؟ مجھے حادثے کے دن جناب والا کا ہر وقت خیال لگا رہا اور سوچتا رہا کہ آپ پر یہ وقت کیسا نازک گزر رہا ہو گا؟!! بندہ نے آپ کا بہت مبارک وقت لیا، مگر اور کوئی تو ہے نہیں جس کے سامنے اپنا رونا بیان کروں، کئی دفعہ سوچا کہ اپنا یہ غم لکھ کر آپ کو بھیج دوں، مگر ڈاک سے بھیجنا خلاف مصلحت تھا اس لئے حاجی ابوالحسن[۱۰۶] کا انتظار کر رہا تھا۔" فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب ۲۳/اپریل ۱۹۷۵ء

(۲۷)

باسمہ تعالیٰ

المخدوم المکرم زادت معالیکم

بعد سلام مسنون!

۲۴/اپریل کو آپریشن ہو گیا، اللہ جل شانہ کا شکر ہے۔ ابھی تک پٹی تو بدستور ہے اور ڈاکٹر کی طرف سے خط وکتابت کی ممانعت بھی ہے مگر جناب کی خدمت میں آپریشن کی اطلاع دینے کا ارادہ اسی دن سے ہو رہا تھا اور دوستوں سے کہہ بھی دیا تھا کہ آپ کو اطلاع کر دیں، معلوم نہیں کسی نے کی یا نہیں؟ مگر ابھی تک آنکھوں پر پٹی ہے، دو روز میں کھلنے کی امید ہے،

---

۱۰۶۔ حاجی ابوالحسن صدیقیؒ [م: ۲۰۰۱ء] محلہ شاہ بہلول سہارنپور کے رہنے والے تھے، ابتدا میں مولانا زکریاؒ [م: ۱۹۸۲ء] کی خدمت میں آئے تو کلین شیو تھے، مولانا زکریاؒ نے کبھی ان کو تلقین نہیں کی، دو سال بعد خود ہی داڑھی رکھ لی، جب شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ نے مدینہ ہجرت کی تو جن تین خدام کا ساتھ جانا طے ہوا ان میں ایک الحاج ابوالحسن بھی تھے، مولانا زکریاؒ کے خاص خدام و متعلقین میں اور سفر و حضر کے رفیق تھے۔ آپ کو مولانا زکریاؒ کی طرف سے بیعت کی اجازت مقیدہ بھی حاصل تھی۔

یہ لفافہ بذریعہ رجسٹری آپریشن ہی کے دن آیا تھا اور اس کے بعد کا دستی گرامی نامہ اس سے پہلے آچکا تھا، اس کا جواب اس سے پہلے لکھ چکا تھا، اس میں یہ بھی لکھ دیا تھا کہ ابھی تک رجسٹری تو آئی نہیں، برقیات کی جو نقول پہنچی تھیں وہ ہر سطر پوری نہ آسکی، اخیر میں سے کٹی ہوئی تھی، نفس مضمون کا انداز ہو گیا۔ ماشاء اللہ تعالیٰ آپ نے تو تلافی مافات بہت کر دی۔ جناب نے اس رجسٹری میں علی میاں کے جواب پر ناخوشی کا اظہار فرمایا ہے۔ جو بالکل قرین قیاس ہے اور میں نے اس کی نقل ابھی تک لکھنؤ بھجوائی بھی نہیں جس کی بڑی وجہ تو وہی ہے کہ میں تو آج کل ڈاک سے ممنوع ہوں، دوسرا خیال یہ بھی ستاتا رہا کہ یہ ناکارہ اپنی نااہلیت کی وجہ سے مشائخ حقہ کے درمیان میں تعلقات کی قوت کا سبب تو نہ بن سکا، مزید کشیدگی کا سبب بن کر خدانہ کردہ خودکسی مخمصہ میں پھنس جاؤں، اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل وکرم سے مشائخ حقہ کے آپس کے تعلقات میں قوت عطا فرمائے۔ اس کے باوجود اگر آپ ارشاد فرمادیں کہ میں نقل کرا کر بھجوادوں گا لیکن جیسا جناب نے خود بھی پہلے خط میں تحریر فرمایا تھا اور خود علی میاں نے بھی خط میں اقرار کیا تھا کہ ہر شخص اپنے طرز کو مثمر سمجھا کرتا ہے۔

دمشق کے رسالے کا حال مجھے بھی معلوم نہیں ہوا کہ چھپا یا نہیں؟ جناب کا یہ خیال کہ مودودیت موجودہ زمانے کا بہت بڑا فتنہ ہے بالکل صحیح ہے اور چونکہ لوگوں کو بہترین تقریریں کرنے کی مشق کرائی جاتی ہے جس کی طرف سے علماءِ حقہ غافل ہیں اس لئے مضرت بڑھتی چلی جارہی ہے۔ رابطہ[۱۰۷] میں تو ان کے بہت سے خصوصی آدمی خاص موقع حاصل کر چکے ہیں۔ اس کا احساس تو خود علی میاں کو بھی ہے، انہوں نے مجھ سے اس کی شکایت کی تھی اور اس کے

---

۱۰۷۔ رابطہ عالم اسلامی۔ عالم اسلام کی ہمہ گیر تنظیم، جو فکری، نظریاتی اور علمی بنیادوں پر اسلام کے دفاع وترویج اور مسلمانوں کے علمی، ثقافتی مشاکل کے حل اور وسائل کی فراہمی کے لیے ۱۹۶۲ء میں سعود بن عبد العزیز [۱۹۰۵ء۔ ۱۹۶۹ء] نے ۲۲ر اسلامی ممالک کے دانشوروں کی مشاورت سے قائم کی، اس کا صدر دفتر مکہ مکرمہ میں ہے۔

دفاع کے لئے تدبیریں سوچ رہے تھے۔ حجۃ الوداع[۱۰۸] کو ممالک عربیہ کے لوگوں نے بہت پسند کیا اور میرے پاس بھی کوئی ایسی چیز نہیں تھی جو ان آنے والے حضرات کی خدمت میں ہدیہ پیش کرتا رہوں اس لئے خیال ہوا کہ ہزار دو ہزار نسخے اس کے طبع کرا کر رکھ لوں جو مہمانوں کے ہدیہ میں کام آویں اور جناب کو اس کے تقدمہ کے لئے اسی واسطے تکلیف دی تھی کہ ان شاء اللہ تعالیٰ موجبِ قبول ہوگی واجر کم علی اللہ۔ جناب کی مشغولی، معذوریاں، مجبوریاں خوب معلوم ہیں مگر اس سب کے ساتھ جناب کی شفقتیں اور ہمتیں بھی کچھ کم نہیں ہیں، اسی وجہ سے جرأت کی تھی، اللہ جل شانہ آپ کو صحت وقوت کے ساتھ تادیر زندہ سلامت رکھے، مدارج عالیہ نصیب فرمائے، یہ ناکارہ بجز دعا کے اور کیا کر سکتا ہے؟ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث بقلم حبیب اللہ ۳ر مئی ۱۹۷۵ء

(۲۸)

باسمہٖ تعالیٰ

مخدوم المکرم مولانا الحاج محمد یوسف صاحب بنوری زادکم اللہ

بعد سلام مسنون!

آپ کا ۲۰ر ربیع الثانی والا گرامی نامہ بعد میں اور ۳ر جمادی الاولیٰ والا گرامی نامہ پہلے پہنچا۔

---

۱۰۸۔ جزء حجۃ الوداع وعمرات النبی ﷺ مولانا زکریاؒ کی تصنیف ہے جو ابتدائی مدرسی کے زمانہ ۱۹۲۳ء میں ایک دن اور ڈیڑھ رات میں لکھی۔ اس میں حضور ﷺ کے سفر حج کے واقعہ کو مسلسل متن بنا کر اس کے متعلق اختلاف روایات، ائمہ اربعہ کے مذاہب ذکر کر کے مختلف روایات میں جمع وتطبیق کی طرف اشارات کیے ہیں اور مجمل روایات کا محمل متعین کیا ہے۔ بہت سے ایسے واقعات میں احکام کی تعیین کی گئی ہے جن سے عام شراح نے تعرض نہیں کیا۔ ۱۹۷۰ء میں اس پر عمرات النبی ﷺ کا اضافہ کر کے مجلس علمی سے ٹائپ نسخے پر طبع کیا گیا۔ مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ [م: ۲۰۰۰ء] نے اس کا اردو ترجمہ کیا ہے جو معہد الخلیل الاسلامی کراچی اور دیگر مکتبوں سے مطبوع ومتداول ہے۔

عزیز شاہد کے خط میں بھی بے ترتیبی ہوئی ۔ علی میاں کے بارے میں جو فقرات آپ نے لکھے، مجھے تو ناگوار نہیں ہوئے۔ اس لئے کہ میں تو خود ہی اس میں اکثر ان سے گفتگو کرتا رہتا ہوں اور عرض معروض کرتا رہتا ہوں کہ آپ کی ہر دلعزیزی سے بہت نقصان ہو رہا ہے، البتہ یہ خیال ہوا کہ علی میاں کو ضرور ناگوار ہوگا، اسی لئے میں نے وہ فقرے علی میاں کو نقل کر کے نہیں بھیجے۔ اب تو جناب نے بھی نہ بھیجنے کی تصویب کر دی۔ مولوی انعام الحسن افریقہ کے طویل سفر سے واپس آئے ہیں، میں نے اس سے بھی مشورہ کیا تھا تو انہوں نے بھی یہی کہا کہ لکھنا تو مناسب نہیں، سخت ہیں۔ جب یہاں آویں تو سنا دینے میں مضائقہ نہیں۔ حجۃ الوداع پر جب فراغ ہو جب تحریر فرمادیں، کچھ عجلت نہیں، آپ کے مشاغل کے پیشِ نظر درخواست کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ آپ نے جو والد صاحب کا حال لکھا ہے وہ تو واقعی قابلِ فکر ہے۔ ویسے یہ ناکارہ بھی آج کل اسی دور سے گزر رہا ہے، آنکھ بننے کے بعد ایسا ضعف ہوا کہ بیٹھنے میں بھی دقت ہوتی ہے، لیٹنے کو ہمیشہ جی چاہتا ہے، حرم شریف کی نماز بھی نہیں ہو رہی ہے، کچھ ڈاکٹر کی طرف سے اور کچھ اس خوئے بد کو بھی بہانہ مل گیا۔ اللہ جل شانہ اپنے فضل وکرم سے جب تک حیاتِ مستعار باقی ہے، صحت وقوت عطا فرمائے اور اپنے وقت پر حسن خاتمہ کی دولت سے نوازے۔ وہ اس ناکارہ کے لئے دعائیں فرمارہے ہیں، اللہ تعالیٰ ہی ان کو اس احسانِ عظیم کا بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ لامع الدراری واقعی نہایت خوش نما، بہترین اور جیسا کہ جناب نے تحریر فرمایا، واقعی بہت ہی دیدہ زیب ہے۔ پہلے علی گڑھ میں جب آنکھ بنی تھی اس وقت تو ضعف کا اندازہ نہیں ہوا تھا مگر اب تو اس قدر ضعف ہو رہا ہے کہ بیٹھے بیٹھے بھی بعض دفعہ گرنے لگتا ہوں، تو ساتھی دوڑ کر پکڑتے ہیں۔ بھوک اور اجابت دونوں نہیں ہیں، آپ کے تفکرات اور انتشار کا کیا پوچھنا؟ آپ ہی کی ہمت ہے۔ والد صاحب کی خدمت میں سلام مسنون کے بعد عرض کر دیں کہ صحت وقوت کے لئے اپنے وقت پر بہترین خاتمے کے لئے دل سے دعا کرتا ہوں۔

فقط والسلام

از حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم حبیب اللہ ۲۰ / مئی ۱۹۷۵ء

(۲۹)

مکرم محترم مولانا الحاج محمد یوسف صاحب بنوری اطال الله بقاءکم بالصحة والفراغ لحماية الدين اشاعة حديثه

بعد سلام مسنون!

بچپن میں سنا تھا کہ ایک آدمی بڑھاپے میں چلتے چلتے گر گیا، گرا تو کہنے لگا: ہائے بڑھاپا! پھر یہ دیکھ کر کہ کوئی ہے تو نہیں! کہنے لگا: جوانی میں کیا تیر مارے تھے؟!! اپنے سے تو نہ علمی دنیا میں کچھ ہو سکا نہ عملی دنیا میں، مگر مالک نے اپنے فضل وکرم سے بچپن ہی سے اللہ والوں کو اور اپنے مخلص بندوں کو ایسی آڑ بنایا کہ یکے بعد دیگرے ۸۰ سال کی عمر اسی مکاری میں گزر گئی۔ جب تک ہاتھ پاؤں کا زمانہ تھا اس وقت مالک نے اپنے فضل وکرم سے انہماک فی الحدیث کا ایسا چسکا لگایا کہ کسی طرف توجہ کرنے کو بھی طبیعت گوارا نہیں کرتی تھی حتی کہ حرمین شریفین کے سفر کے لئے حضرت مدنیؒ و حضرت رائے پوریؒ نے بہت ہی اصرار فرمایا، مگر حرج کا بھوت ایسا سوار رہا کہ باوجود ان ساری شفقتوں کے ان دونوں کے ساتھ مستقل سفر نہ ہو سکا۔ اب لبِ موت! قبر میں صرف پاؤں ہی نہیں سر بھی قریب پہنچ گیا۔ اب امنگیں، دینی مداہنت میں اپنا سکوت، بے بسی بھلانا بھی چاہوں تو بھولتا نہیں۔

آج ۲۱/ مئی کی ظہر کے بعد مولوی انعام کریم صاحب[۱۰۹] پاکستان سے آیا اور ایک اشتہار

---

۱۰۹۔ مولانا انعام کریم دیوبندیؒ [۱۹۱۰ء (غالباً)۔ ۱۹۷۹ء] شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ [م: ۱۹۲۰ء] کے نواسے تھے، تعلیم دار العلوم دیوبند میں حاصل کی۔ مدینہ ہجرت کر کے تشریف لے گئے اور مدرسہ علوم شرعیہ مدینہ منورہ سے منسلک ہوئے، علوم شرعیہ کے مکتبہ کے مدیر تھے، مولانا حسین احمد مدنیؒ [م: ۱۹۵۷ء] سے بیعت تھے، مدرسہ شرعیہ مدینہ

بھیجا[۱۱۰] اور یہ کہلوا کر بھیجا کہ دیکھ کر واپس کر دیجیے اور آپریشن کے بعد جو احباب بار بار پوچھتے تھے کہ ضعف تو نہیں ہوا، وہ اب سمجھ میں آیا کہ ضعف کیا چیز ہے؟ بے سہارے بیٹھنا مشکل ہے۔ آپ نے اپنے والد صاحب کے بارے میں خط لکھا تھا کہ اس وقت ضعف کی وجہ سے ان کو بھی بیٹھنا مشکل [تھا] وہی حالت اس غریب کی بھی ہو رہی ہے۔ پرسوں دوپہر کو ظہر کے وضو کے لئے میرے احباب نے مجھے بٹھایا اور ایک دَم اندر گھس گیا، مگر جب سے ٹانگیں بے کار ہوئی ہیں استنجاء پر لنگی ایسی اوپر ٹنگ جاتی ہے کہ لنگی کے اندر کا ہاتھ کسی کو معلوم نہیں ہوتا اور میں نے ان سے پوچھا کہ تم کیوں آ گئے؟ تو انہوں نے کہا کہ تو گرنے کے واسطے نیچے پہنچ گیا تھا۔

بہر حال وہ اشتہار میں نے سنا، اس کو رکھوا دیا۔ اس کے بعد سب سے پہلے میں نے عزیز عطاء الرحمن[۱۱۱] سے یوں کہا کہ اس کی دس بارہ فوٹو چاہئیں۔ کئی سال پہلے تو ایک فوٹو ایک ریال کا اور دو سال بعد دو ریال اور آج اس نے چار ریال مانگے۔ اس نے اس سے کہا: بھئی! کوئی تجارتی چیز تو ہے نہیں، کوئی نفع نہیں کمانا، تجارت نہیں کرنی، اپنے بزرگوں اور احباب کو ہند و پاک بھیجنا تھا، تو وہ اپنی اپنی مجالس میں اپنے اپنے مشوروں سے کوئی اس کی احتجاجی شکل پیدا کریں اور

---

طیبہ میں مولانا زکریاؒ [م: ۱۹۸۲ء] کے کمرے اوپر ان کا قیام تھا، جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

۱۱۰۔ اس زمانے میں لیبیا کے اندر ایک فلمی شوٹنگ کے لیے بیت اللہ کی شبیہ بنائی گئی تھی، اس عمل قبیح پر تنقید میں مضامین اور پمفلٹ شائع ہوتے رہے، یہ اشتہار بھی اسی نوعیت کا تھا۔ پاکستان میں مولانا محمد یوسف بنوریؒ [م: ۱۹۷۷ء] اور دیگر اہل علم کو مولانا زکریاؒ [م: ۱۹۸۲ء] نے اس پر احتجاج کے لیے متوجہ کیا تھا۔

۱۱۱۔ مولانا عطاء الرحمن دہلویؒ بن یوسف خضاب والا دہلویؒ [۱۹۵۳ء۔ ۱۹۹۵ء] آپ کے والد نے مکہ مکرمہ ہجرت کی، آپ بھی مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ بعد میں خاندان مدینہ منورہ منتقل ہوا، مدینہ عوالی میں مسجد خلیل بنائی اور آباد کی۔ تبلیغی جماعت اور مولانا زکریاؒ [م: ۱۹۸۲ء] سے گہرا تعلق تھا۔ ۱۹۸۲ء میں مدینہ یونیورسٹی سے علوم کی تکمیل کی۔ مولانا زکریاؒ کے خادم خصوصی اور سفر و حضر کے رفیق رہے، آپ بیتی مولانا زکریاؒ میں کئی جگہ آپ کا ذکر موجود ہے۔ ایک ٹریفک حادثے میں انتقال ہوا۔

چونکہ حضرات نظام الدین اور تبلیغی احبابِ رائے ونڈ آج کل جمع ہیں، عشاء کے بعد جب وہ کھانے سے فارغ ہو گئے کہ میرا کھانا پینا تو رات کو بند ہے، تو میں نے ان سب سے کہا کہ بھئی! تمہارے مشورے سر آنکھوں پر! مگر اس وقت ضروری چیز پیش آگئی ہے پھر تم حضرات منتشر ہو جاؤ گے اس کے بارے میں اپنے اپنے مشورے مع تجویز دو۔"[۱۱۲] تقریباً اتفاق رائے سے یہ تو سبھی نے کہا کہ لیبیا میں آپ کا اور مفتی محمود صاحب[۱۱۳] کا بہت زیادہ اثر ہے، عوام پر بھی اور خواص پر بھی۔ اس لئے سب سے اول تو جناب سے اور مفتی صاحب سے درخواست ہے کہ اس

---

۱۱۲۔ بندہ کے شیخ ڈاکٹر فدا محمد مد ظلہم [متولد:۱۹۴۶ء] فرماتے ہیں کہ اس زمانے میں ہم سعودیہ میں سفر حج کے لیے موجود تھے، ہمیں تبلیغی اکابر نے تاکید کی تھی کہ لیبیا سے آنے والے حجاج سے تعارف پوچھیں اور جب وہ کہیں کہ ہم لیبیا سے ہیں تو آپ جواباً انہیں لتاڑیں کہ اچھا وہ لیبیا جس نے فلمی شوٹنگ کے لیے کعبہ کی شبیہ بنانے کی جسارت کی ہے، تاکہ عالم اسلام کے احساسات اور جذبات کا تاثر وہاں تک پہنچے، ہمارے اکابر کی اس پیہم توجہ کا یہ اثر ہوا کہ حج کے کچھ عرصہ بعد لیبیا نے اپنا جو سفیر پاکستان بھیجا وہ عالم دین، باشرع اور اہل تصوف کے متعلقین میں سے تھا۔ ڈاکٹر فدا محمد مدظلہ کے مطابق یہی سفیر مولانا محمد اشرف خان سلیمانیؒ [م:۱۹۹۵ء] سابق صدر شعبہ عربی جامعہ پشاور سے ملاقات کے لیے آئے تو دوران ملاقات میں نے سنا کہ وہ مولانا اشرف صاحبؒ سے عبدالعزیز دباغؒ [۱۰۹۵ھ۔۱۱۳۱ھ] کی کتاب الابریز کے مندرجات پر گفتگو کر رہا تھا۔ اس طرح لیبیا نے اپنے ہاں ہونے والے واقعہ کے ازالہ کی کوشش کی۔ افسوس! کہ عرصہ سے مملکت خداداد پاکستان کی فلموں ڈراموں میں مساجد و شعائر اسلام کی توہین ہوتی چلی آرہی ہے لیکن اس درجہ تڑپ اور تحریک مفقود ہے۔

۱۱۳۔ مفتی محمودؒ بن خلیفہ محمد صدیقؒ [۱۹۱۹ء۔ ۱۹۸۰ء] فقیہ، سیاستدان۔ پنیالہ ڈیرہ اسماعیل خان میں پیدا ہوئے۔ مدرسہ شاہی مراد آباد سے ۱۹۴۱ء میں فراغت حاصل کی، چار سال اپنے گاؤں اور تین سال عیسی خیل میانوالی میں تدریس کی، ۱۳۷۰ھ میں قاسم العلوم ملتان میں مدرس مقرر ہوئے اور صدر مدرس و شیخ الحدیث کے منصب تک ترقی کی، تقسیم ہند سے قبل جمعیت علماء ہند سے وابستہ تھے، پاکستان بننے کے بعد جمعیت علماء اسلام کے نام سے بننے والی نئی جماعت کے ناظم اعلی اور ۱۹۵۶ء میں امیر بنے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں حصہ لیا، ۱۹۵۶ء میں اسلامی دستور کے علماء کمیٹی کے چیئرمین بنے، ۱۹۵۹ء میں وفاق المدارس کے ناظم عمومی منتخب ہوئے، ۱۹۷۲ء میں وزیر اعلیٰ سرحد بنے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں اسمبلی کے اندر قائدانہ کردار ادا کیا، مولانا عبدالعزیز رائے پوریؒ [۱۸۹۸ء۔ ۱۹۸۴ء] کے خلیفہ تھے۔ تفسیر محمود اور فتاوی مفتی محمودؒ سمیت کئی کتب کے مصنف ہیں۔

بارے میں مشورہ کر کے کوئی مؤثر قدم اٹھاویں۔ پانچ چھ سال ہوئے جب یہ ناکارہ سہارنپور میں تھا اس وقت بھی یہ چیز اخبارات میں کثرت سے سننے میں آتی تھی، اس وقت دیگر ممالک کا حال تو معلوم نہیں ہوا اس لئے کہ ڈاک کا سلسلہ پاکستان کا مسدود تھا، البتہ یہ معلوم ہے کہ ہندوستان میں اس ناکارہ کی بواسطہ تحریکات، جلسے جلوس اور ہر جگہ پر اخباروں نے اپنے اثرات فراہم کرائے اور دو ہی ماہ بعد یہ مژدہ سن لیا تھا کہ وہ تجویز فیل ہو گئی[۱۱۴]، اللہ کا بڑا شکر ادا کیا۔ اس ناکارہ کے کان میں تو آج ہی پڑا، مگر عزیز عبد الحفیظ نے بیان کیا کہ پاکستان وغیرہ میں تو اس کے خلاف بہت دنوں سے اخبارات میں آپ حضرات کے مضامین آرہے ہیں۔ پہلے ہی یہ مضمون معلوم ہو جاتا تو اتنی لمبی تمہید کی ضرورت نہ ہوتی۔ اگر جناب کے نزدیک بھی مناسب ہو تو اس اشتہار کے فوٹو آسانی سے نکلوا سکیں تو دس بارہ فوٹو نکلوا کر میری درخواست اور اپنی تائید کے ساتھ مفتی محمود صاحب اور جو حضرات اس میں کام دے سکتے ہوں ان کو ضرور بھیجوا دیں۔ مجلس عمل[۱۱۵] کے صدر تو آپ بنے تھے، جو قادیانیوں کے خلاف تھی، آپ کا خود ارشاد فرمادینا تو گویا ۲۱ جماعتوں کی طرح ہی ہو گا اور جن لوگوں کے متعلق یہ خیال ہو کہ جناب کی تحریر ان کے لئے کوئی زیادہ اثر نہ کرے گی اور میرا معروضہ تو اثر کرلے گا تو اس کے ذریعے سے ان حضرات سے بھی شور و شغب کروائیں۔ مولانا الحاج سر رحیم بخش صاحب نوراللہ مرقدہ[۱۱۶] جو ریاست

---

۱۱۴۔ یعنی فلمی شوٹنگز میں اسلامی مقدسات کی مصنوعی صورتوں کے استعمال کی تجویز۔

۱۱۵۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں ۲۱ جماعتوں کا اتحاد فتنہ قادیانیت کے خلاف عمل میں لایا گیا تھا، جسے مجلس عمل کا نام دیا گیا۔ مولانا محمد یوسف بنوریؒ [م:۱۹۷۷ء] اس کے صدر تھے۔

۱۱۶۔ سر مولانا رحیم بخشؒ [۱۸۶۱ء۔۱۹۳۵ء] ٹھسکہ میران جی کرنال میں راجپوت گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ریاست بہاولپور میں نوابزادوں کے اتالیق تھے۔ نواب بہاولپور پنجم صادق محمد خان عباسیؒ [۱۹۰۴ء۔۱۹۶۶ء] کی کم عمری کے باعث ریاست کے نظم و نسق کے لیے انگریز نے "دی کونسل آف ایجنسی" قائم کی، سر رحیم بخش اس کے صدر بنائے گئے۔ ندوۃ العلماء کے سرپرست رہے، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ [م:۱۹۰۵ء] کے مرید تھے۔ علی گڑھ یونیورسٹی اور ایچی

بہاولپور کے کرتادھرتا سب ہی کچھ تھے، انہوں نے کئی دفعہ فرمایا کہ "حکومتوں پر حقانیت کا اثر نہیں ہوتا شور وشغب کا اثر ہوتا ہے۔" جناب کے گرامی نامے کا جواب تو کل ہی رجسٹری میں بھیج چکا ہوں۔ آج یہ واقعہ نیا پیش آگیا، اس لئے دوبارہ رجسٹری کرنا پڑا، والد صاحب کی خدمت میں سلام مسنون کے بعد ان کی صحت وعافیت کے لئے دعا گو ہوں۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث مد ظلہم بقلم عبد الحفیظ

۲۱ر مئی ۱۹۷۵ء

(۳۰)

باسمہ سبحانہ

المخدوم المکرم حضرت مولانا الحاج محمد یوسف بنوری

زادت معالیکم ودام فضلکم واطال اللہ تعالیٰ بقاءکم

بعد سلام مسنون!

آج ۴ر جون کو جناب کے دو گرامی نامے [ملے] ایک مختصر پرچہ بھائی شاہد کی رجسٹری میں اور دوسری مستقل رجسٹری جناب والا کی لیبیا کے سلسلے میں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہت ہی جزاء خیر دے، بھلا آپ کو کوئی کیا متوجہ کرے؟ آپ تو خود ہی ماشاء اللہ سباق الی الخیر ہیں۔ میرے تو واہمہ سے زیادہ آپ کر چکے ہیں۔ دونوں گرامی ناموں کا بالترتیب جواب لکھوا رہا ہوں۔ پہلی رجسٹری مستقل ۱۵ر جمادی الاولیٰ کی تھی جو ہماری ۲۴ر جمادی الاولیٰ کو پہنچی۔ آپ نے مردان والوں کو جو مشورہ دیا آپ کی شان کے موافق تھا[117]، ہم لوگوں کی تو وہاں پہنچ بھی

---

سن کالج لاہور کے جنرل کونسل کے ممبر رہے۔ کئی اہم سرکاری عہدوں پر فائز رہے۔ جنگ عظیم اول کے موقع پر آپ کو سر کا خطاب ملا۔

۱۱۷۔ مردان والوں سے کون مراد ہیں؟ اس کی حتمی تعیین نہ ہو سکی، قرین قیاس یہی ہے کہ پختون قوم پرست

نہیں، معلوم نہیں مردان والوں کی درخواست کالیبیا سے جواب آیایانہیں؟ضرور مطلع فرماویں۔

آپ کا اور مفتی شفیع صاحب[118] کا بیان بھی پہنچ گیا۔[119]

آپ نے بہت اچھا کیا کہ صدر لیبیا[120]، رابطہ عالم الاسلامی اور سفیر لیبیاکو تار دلوا دیئے۔ میں نے پہلے عریضے میں لکھا تھا کہ شیخ صالح قزاز[121] اس دن آئے تھے اور میری درخواست پر ایک اشتہار کا فوٹو وہ خود بھی لے گئے تھے کہ میں ضرور اس پر کارروائی کروں گا۔

یہ آپ نے صحیح لکھا کہ ممالک عربیہ والوں کے یہاں تو فلم ٹیلی ویژن وغیرہ لغویات اصول شریعت میں داخل ہوگئے، بدر کے ڈرامہ کی خبر آپ ہی کے خط سے ہوئی، بہت ہی قلق ہوا۔[122] بھلاان امور کے بعد آپ اپنے آپ کو کہیں کہ عمر ضائع کر دی!! اللہ تعالیٰ بہت ہی جزاء خیر

---

تحریکوں کے کچھ ایسے لوگ جن کا اشتراکی فکر کے باعث لیبیا کی قذافی حکومت پر اثر تھا، شاید ان کے ذریعے مولانا بنوریؒ نے خط میں مذکورہ مسئلہ پر موثر کردار کے لیے انہیں تیار کیا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب

۱۱۸۔ مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ بن مولانا محمد یسینؒ[۱۸۹۷ء۔۱۹۷۶ء] مفتی اعظم، مفسر، فقیہ۔ ابتدا سے آخر تک دارالعلوم دیوبند میں پڑھ کر ۱۹۱۹ء میں دورہ حدیث کیا۔ دارالعلوم دیوبند ہی میں ۲۷ سال مدرس رہے، مفتی کا منصب بھی آپ کے پاس رہا، حکیم الامت مولانا تھانویؒ[م:۱۹۴۳ء] کے خلیفہ اور دست راست تھے، تحریک پاکستان کے اہم رکن تھے، ۱۹۴۸ء میں پاکستان ہجرت کی، ۱۹۵۱ء میں دارالعلوم نانک واڑہ کی بنیاد رکھی جو بعد میں کورنگی منتقل ہوا، اہم ملکی و ملی مسائل میں قائدانہ کردار ادا کیا، تفسیر معارف القرآن اور امداد المفتیین سمیت سو سے زائد کتب کے مصنف ہیں۔

۱۱۹۔ غالباً فلمی شوٹنگ کے لیے مصنوعی کعبہ بنانے کے عمل پر تنقیدی بیانات مراد ہیں۔

۱۲۰۔ معمر قذافی[۱۹۴۲ء۔ ۲۰۱۱ء] مراد ہیں۔

۱۲۱۔ محمد صالح بن عبد الرحمن صالح القزازؒ[۱۹۰۲ء۔۱۹۸۹ء] مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ سعودی حکومت میں انجنیئر تھے، حرم مکی، حرم مدنی اور مسجد اقصی کی توسیعات و عمارات میں آپ کی منصوبہ سازی کا حصہ رہا۔ ۱۹۷۲ء میں رابطہ عالم اسلامی کے سیکرٹری جنرل بنے، سعودیہ میں مدارس تحفیظ القرآن کا جال بچھایا، مولانا زکریاؒ[م:۱۹۸۲ء] اور مولانا ابوالحسن علی ندویؒ[م:۲۰۰۰ء] سے خاص تعلق تھا۔

۱۲۲۔ مکہ مکرمہ مدرسہ عبد اللہ بن زبیر میں طلبہ کے ذریعے غزوہ بدر کا واقعہ بطور ڈرامہ پیش کیا گیا، جس میں طلبہ نے مختلف

عطافرمائے کہ بروقت گرفت توماشاءاللہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ آپ ہی غور کیجئے کہ فلم کے مسئلہ کو لفظ سید کے بحث پر اڑادیا۔ آپ نے صحیح فرمایا کہ جب خبر ہو جائے تو کچھ ہاتھ پاؤں تو پھیلانے ہی چاہئے۔ رابطہ اسلامی کے متعلق جو تجویز پاس کرنے کو آپ نے لکھا ہے، اس کو عملی جامہ بھی آپ ہی پہنا سکتے ہیں۔ دونوں گرامی ناموں سے حضرت والد زاد مجدہم کی حالت معلوم ہو کر فکر و قلق ہے، اللہ جل شانہ جب تک زندگی باقی ہے صحت وعافیت کے ساتھ رکھے اور اپنے وقت پر حسن خاتمہ کی دولت سے نوازے۔ یہ تو پہلا گرامی نامہ۔

دوسرے پرچے میں مقدمہ کے متعلق تحریر فرمایا۔ اللہ جل شانہ بہت ہی دونوں جہاں میں بہتر سے بہتر جزاء خیر عطا فرمائے۔ مقدمہ باوجود اپنے ضعف کے شدت شوق میں ایک دفعہ تو اسی وقت سن لیا، مگر ابھی سیری نہیں ہوئی، اطمینان سے دوبارہ سنوں گا۔ مگر پہلے بھی کئی دفعہ عرض کیا کہ کتاب کے متعلق تو جو چاہے تحریر فرمایا کریں سر آنکھوں پر، مگر اس سراپا جہالت کو زیادہ نمایاں نہ کریں، یہ ناکارہ آپ کے لئے ان احسانات کا بدلہ بجز دعا کے اور کیا کر سکتا ہے، اللہ تعالیٰ دونوں جہاں میں بہتر سے بہتر بدلہ عطا فرمائے۔ والد صاحب کی علالت کے متعلق جتنی بھی فکر ہو برمحل ہے اور اس تشویش کی حالت میں وقتی مشاغل پر توجہ دینا بھی آپ ہی کا حصہ ہے۔ عزیز محمد سلمہ کو اللہ تعالیٰ بہت جزاء خیر دے اور آپ کے قدم بقدم چلائے کہ وہ میری وکالت کرتا رہتا ہے۔ آپ نے لکھا کہ میری زندگی بہت ضائع گزر رہی ہے، ایسی ضائع زندگی اللہ تعالیٰ اوروں کو بھی نصیب فرمائے۔ میرے رمضان سہارنپور کرنے کے تقاضے تو شروع ہی تھے اور جوں وقت قریب آرہا ہے بہت ہی بڑھتے جا رہے ہیں اور منامات بھی حیرت ہے کہ

---

صحابہ اور مشرکین مکہ کے کردار ادا کیے، اسی زمانہ میں مدینہ منورہ میں امریکی فلم کی نمائش کی گئی۔ تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو: بصائر و عبر، ج:۱، ص:۸۳، مرتبہ: مولانا حبیب اللہ مختارؒ۔ ط: مکتبہ بینات کراچی

متعارض ہیں اور مزید تعجب یہ ہے کہ مدنی دوست ہند کے رمضان کا پیام پہنچاتے ہیں اور ہندی مدینہ کا۔ یہ ناکارہ بجز استخارہ کے اور کیا کر سکتا ہے؟ وہ اہتمام سے بجائے ایک یومیہ کے دو کر لیے، اللہ تعالیٰ جو خیر ہو اس کے اسباب پیدا فرمائے۔ لامع کی طباعت تو واقعی بہت ہی دیدہ زیب اور پسندیدہ ہے اللہ تعالیٰ آپ کو، مولوی شاہد کو اور جملہ معاونین کو بہتر سے بہتر بدلہ عطا فرمائے۔ والد صاحب کی خدمت میں سلام مسنون کے بعد ضرور عیادت فرمادیں، ان کی صحت و قوت اور رفع درجات کے لیے دل سے دعا کرتا ہوں۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم حبیب اللہ ۵ / جون ۱۹۷۵ء

از راقم بعد سلام مسنون! درخواست دعوات، پہلے سے ان سب پرچوں کو پاکستانی لفافہ میں رکھ کر بھیجنے کا ارادہ کیا تھا، مگر جناب کے والا نامہ کی اہمیت کی وجہ سے اب براہ راست رجسٹری کر رہا ہوں کہ حفاظت سے پہنچ جائے، اگرچہ دیر ہو گی۔

(۳۱)

باسمہ سبحانہ

المخدوم المکرم حضرت مولانا الحاج محمد یوسف صاحب زادت معالیکم

بعد سلام مسنون!

دو گرامی نامے دستی ایک رات اور ایک اب شب جمعہ میں پہنچے۔ اس وقت کا خط مولوی مقبول [۱۲۳] ساہیوال کی معرفت کئی واسطوں سے پہنچا، ان سے ابھی ملاقات نہیں ہوئی البتہ اس

---

۱۲۳۔ مفتی مقبول احمدؒ بن مولانا عبد العزیزؒ [۱۹۲۴ء۔۲۰۰۳ء] ساہیوال ۔ مدرس ، خطیب۔ ۱۹۵۱ء میں جامعہ خیر المدارس سے فراغت حاصل کی۔ جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے مدرس اور ناظم تھے۔ پھر ساہیوال میں جامعہ علوم شرعیہ کے نام سے اپنا مدرسہ قائم کیا۔ بعد ازاں مولانا بنوریؒ [م:۱۹۷۷ء] کے ایما پر ختم نبوت کے کام کو تقویت دینے گلاسکو انگلینڈ چلے گئے، وہاں مسجد کی بنیاد رکھی جو گلاسکو کی سنٹرل مسجد تھی، آپ اس کے امام، خطیب و متولی تھے اور وہاں سے

خط کے ساتھ یہ پیام بھی پہنچا کہ ایک بنڈل کتابوں کا بھی تھا، وہ تو جہاز میں کھویا گیا، جہاز والوں نے کہا کہ ہم تلاش کر کے اطلاع کریں گے۔ والد صاحب کے حادثہ کے متعلق رنج و قلق تو فطری چیز ہے مگر جس صاحب قسمت نے آپ جیسا صدقہ جاریہ چھوڑا ہو اس کے لئے تو فطری رنج پر عقلی مسرت غالب ہے، اللہ تعالیٰ بہت درجے عطا فرمائے۔

دوسرے گرامی نامہ سے تار کی رسید سے مسرت ہوئی، تقدمہ تو شوق میں آتے ہی سنا مگر حضرت بلا تصنع وبلا توریہ عرض کرتا ہوں کہ آپ حضرات کی تحریرات میں کتاب کے متعلق جو ہو وہ تو سر آنکھوں پر کہ لوگوں کے واسطے ترغیب کا سبب ہو لیکن اپنے متعلق اس میں جو سنتا ہوں اس واقعی "برعکسِ نہند نام زنگی کافور"[۱۲۴] سے بڑی ندامت ہوتی ہے۔ کاش! میں اس قابل ہوتا۔ علی میاں سے بھی میرا مستقل اصرار اسی پر رہتا ہے۔ عزیز محمد ثانی[۱۲۵] نے عزیز یوسف کی سوانح[۱۲۶] لکھی اور اس میں ایک باب اس سیہ کار کے متعلق بھی تبعاً آ گیا، تو علی میاں نے ثانی سے

---

مختلف دینی امور میں سرگرم کردار ادا کرتے رہے۔ گلاسکو ہی میں آپ کا انتقال اور تدفین ہوئی۔

۱۲۴۔ یعنی کسی کالے حبشی کا نام کافور (سفید) رکھ دیا جائے۔ یہ محاورہ تب بولا جاتا ہے جب کام اور شخص میں یا نام و شخص میں کوئی جوڑ و مناسبت نہ ہو۔

۱۲۵۔ مولانا محمد ثانی حسنیؒ بن سید رشید احمد حسنیؒ [۱۹۲۵ء۔۱۹۸۲ء] مصنف، اسکالر، شاعر۔ اکثر تعلیم ندوۃ العلماء میں حاصل کی، دورہ حدیث جامعہ مظاہر علوم سہارنپور سے کیا، مدرسہ فلاح المسلمین رائے بریلی کے ناظم، دینی تعلیمی کونسل اور رفاہی سوسائٹی رائے بریلی کے صدر اور مدرسہ ضیاء العلوم میدان پور کے معتمد تعلیم تھے۔ دینی کتب کی اشاعت و فروغ کے لیے مکتبہ اسلام قائم کیا، جبکہ خواتین کے لیے ماہنامہ رضوان جاری کیا، مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ [م:۱۹۲۷ء] اور مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ [م:۱۹۶۵ء] کی سوانح سمیت کئی علمی و تاریخی کتابیں لکھیں۔ مولانا زکریاؒ [م:۱۹۸۲ء] کے خلفاء میں سے تھے۔ تبلیغی جماعت سے تعلق رہا۔

۱۲۶۔ سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ [م:۱۹۶۵ء] مصنفہ: مولانا سید محمد ثانی حسنیؒ [م:۱۹۸۲ء] ۸۰۰ صفحات اور ۱۸/ ابواب پر مشتمل ہے، پہلا باب مولانا ابوالحسن علی ندویؒ [م:۲۰۰۰ء] نے مولانا الیاس کاندھلویؒ [م:۱۹۴۴ء] اور مولانا زکریاؒ [م:۱۹۸۲ء] کے حالات پر لکھا ہے، جبکہ باقی ابواب میں مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ کی حیات کے جملہ گوشے، تبلیغی اسفار، جدوجہد اور افکار کو ذکر کیا گیا ہے۔ یہ کتاب ۱۹۷۸ء میں حاجی فیروزالدینؒ [م:۱۹۹۲ء] نے مکتبہ اسلامیہ

کہا تھا کہ یہ باب میں لکھوں گا اور یہ باب طباعت سے پہلے تجھے نہیں دکھایا جائے گا۔ ہر چند میں نے انہیں کہا کہ پہلے مجھے سنادو، تاریخی چیزوں میں غلطیاں ہیں، مگر علی میاں نے کہا کہ تو نہ معلوم کس کس چیز پر قلم پھیرے گا؟ چنانچہ میرا خیال صحیح ہوا اور کچھ غلطیاں اس میں ہوگئیں۔ اسی کی رد میں میں نے علی میاں کو ایک خط لکھا اسی سے آپ بیتی بن گئی۔ آپ نے تحریر فرمایا کہ میں "قلبی احساسات کو زیادہ نہیں دبا سکتا۔" یہ آپ کی محبت ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی اس محبت کو میرے لئے دینی ترقیات کا ذریعہ بنائے۔ دعائیں تو آپ جتنی چاہے زبانی یا تحریری فرماویں اور میں ھل من مزید کہوں گا لیکن بر عکس نہند نام زنگی کافور سے واقعی شرم آوے۔ آپ کے اوقات بھی اگر ضائع ہو رہے ہیں تو پھر کار آمد کس چیز کا نام ہے؟!! اللہ جل شانہ بہت ہی درجات عالیہ نصیب فرمائے۔ آپ تو ماشاء اللہ ہر دینی کام میں سباق الی الخیر ہیں۔

معارف السنن کا تقدمہ تو اللہ کرے کہ جلد پورا ہو جائے، اس کے لئے تو میں باصرار درخواست کروں گا کہ کوئی تھوڑا سا وقت مستقل متعین فرمالیں اور اس میں کسی آنے والے یا ضروری کام کو بھی قبول نہ فرمایا کریں، دوسرے وقت کا وعدہ کر لیا کریں۔ مجھے تو بارہا اس کی نوبت آئی کہ اکابر کی آمد پر اجازت لے کر چلا گیا، اگرچہ پھر لکھا نہیں، مگر صوفیاء کے قاعدے پر میں نے بھی جبر کر کے چور چوری سے جائے ہیرا پھیری سے نہیں جاتا، طبیعت پر زور باندھ کر کچھ نہ کچھ لکھا ہی۔ حضرت حکیم الامتؒ کو بھی ایک مرتبہ یہ واقعہ پیش آیا کہ بیان القرآن[۱۲۷] کی تصنیف کے زمانے میں حضرت شیخ الہند[۱۲۸] تھانہ بھون تشریف لے گئے کہ صبح

---

اردو بازار کراچی سے طبع کی، اسی کی نقل مجلس صحافت و نشریات لکھنو کا ۲۰۰۸ء میں بطور نویں ایڈیشن نسخہ بھی ہمارے سامنے ہے۔

۱۲۷۔ بیان القرآن: مولانا اشرف علی تھانویؒ [م:۱۹۴۳ء] کی تفسیر ہے، جو چھ سال میں تصنیف کی گئی، پہلی بار ۱۹۰۸ء میں اشرف المطابع تھانہ بھون سے چھپی، اس میں سلیس و بامحاورہ ترجمہ کے ساتھ غیر مشہور لغات، وجوہ بلاغت، مغلق تراکیب،

کو چائے وغیرہ سے نمٹنے کے بعد حضرت تھانوی نے عرض کیا کہ حضرت میں بیان القرآن لکھا کروں، اجازت ہو تو تھوڑی دیر کو لکھ لوں؟ حضرت شیخ الہند نے بہت زور سے تائید فرمائی اور حضرت تھانوی لکھنے کے لئے تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد واپس تشریف لے آئے کہ لکھا تو نہیں گیا کہ خیال بٹا رہا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے تقدمہ کو پورا کرے تو بہت ہی اچھا۔ فقط والسلام

از حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم حبیب اللہ ۱۳؍جون ۱۹۷۵ء

مولانا مقبول صاحب کے معرفت بینات پہنچا، اس میں جناب نے ازراہِ شفقت میرا خط بھی چھپوایا اس کی ابتدائی سطریں بالکل طباعت کے قابل نہیں تھیں، وہ تو مخصوص آپ کی

---

اشاری تفسیر کے خفی استنباطات یعنی مسائل السلوک، فقہیات وکلامیات، ربط واسباب نزول ذکر ہیں۔ اسے تفسیر روح المعانی کا خلاصہ کہا جاسکتا ہے، اس نے تفسیر جلالین ومدارک التنزیل کی خوبیوں کا احاطہ کیا ہے اور جلالین کی کمزوریوں کی تلافی بھی کی ہے۔ اردو زبان میں اتنی عالمانہ تفسیر کی مثال مشکل ہے۔

۱۲۸۔ مولانا محمود حسن دیوبندیؒ [۱۸۵۱ء۔۱۹۲۰ء] بن مولانا ذوالفقار علی دیوبندیؒ [م:۱۹۰۴ء] محدث، شیخ الہند۔ دیوبند کے عثمانی خاندان سے تعلق تھا، ۱۸۶۶ء میں دارالعلوم دیوبند کے قیام کے ساتھ پہلے طالبعلم کے طور پر داخل ہوئے، ۱۸۶۹ء میں علوم مروجہ سے فارغ ہوئے، ۱۸۷۱ء میں دارالعلوم میں مدرس ہوئے، ۱۸۷۸ء میں ۵۷ کے جنگ آزادی کی تلافی اور نوجوان اہل علم کی فکری تربیت کے لیے ثمرۃ التربیہ کے نام سے انجمن قائم کی اور اپنے اسلاف کے مشن آزادی کو تحریک ریشمی رومال کی شکل میں آگے بڑھایا، انگریز کے خلاف مسلح جدوجہد کے لیے یاغستانی قبائل میں تحریک منظم کی۔ ۴۰ سال دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس و محدث رہے۔ ۱۹۱۳ء میں جدید تعلیم یافتہ طبقے کی تربیت کے لیے نظارۃ المعارف القرآنیہ دہلی قائم کیا، ۱۹۱۶ء میں حجاز ہجرت کی اور اپنی تحریک کے لیے خلافت عثمانیہ، روس اور افغانستان سے عالمی روابط قائم کیے۔ شریف مکہ کی بغاوت کے دوران گرفتار ہو کر مالٹا منتقل کیے گئے۔ ۱۹۱۹ء میں جیل سے رہا ہوئے، ۱۹۲۰ء میں جدید و قدیم علوم کی ترویج کے لیے جامعہ ملیہ علی گڑھ کی بنیاد رکھی۔ جمعیت علماء ہند کے کچھ دن صدر رہے۔ ترجمہ قرآن سمیت کئی کتابیں لکھیں۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ [م:۱۸۹۹ء] اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ [م:۱۹۰۵ء] کے خلیفہ تھے۔

ذات کے لئے تھیں ؟اس لئے کہ اس کا مفہوم تو یہ ہے کہ جناب کی تعزیت بھی میں نے سیاسی بنادی۔

(۳۲)

باسمہٖ سبحانہ

المخدوم المکرم حضرت مولانا الحاج یوسف صاحب بنوری زادت معالیکم

بعد سلام مسنون!

کئی ماہ کے مناظروں ، ردوقدح کے بعد آج سہارنپور کا رمضان طے کر ہی دیا، جس کی تفصیل حاجی فرید الدین صاحب[۱۲۹] کے نام لکھوا چکا ہوں اور ان کو یہ بھی لکھ دیا ہے کہ وہ خط جناب کے ملاحظہ سے گزار دیں۔ جناب نے تحریر فرمایا تھا کہ "اگر جانے کا کوئی اشارہ غیبی ہے، تب تو معذوری ہے ورنہ رائے نہیں۔" میرا تو دس بارہ سال میں ہند کا سفر منامی حکم پر ہی ہے، خود دیکھا ہو یا کسی دوسرے کے ذریعے سے۔ اپنی عادت کے موافق استخارہ تو کئی ماہ سے اس مرتبہ بھی جاری ہے خود تو ابھی تک کوئی خواب وغیرہ دیکھا نہیں، مگر حسرت کی بات ہے کہ ہمیشہ کے معمول کے خلاف اس مرتبہ احباب کے استخاروں میں منامات بھی متعارض ہیں۔ مگر ہمارے قاضی عبد القادر صاحب سہارنپور کے رمضان پر بہت شدت سے مصر ہیں اور اس کے

---

۱۲۹۔ حاجی حافظ فرید الدین الوجیہؒ بن حاجی وجیہ الدینؒ [۱۹۱۷ء۔ ۱۹۹۲ء] میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ کراچی ہجرت کی، پنجابی سوداگران کی ممتاز علمی، سماجی اور کاروباری شخصیت تھے، تبلیغی جماعت سے تعلق تھا۔ پائیونیر آرمس کمپنی کراچی کے مینجنگ ڈائریکٹر تھے۔ ادارہ اشاعت القرآن جس کا دفتر جامعہ بنوری ٹاؤن میں تھا، کے رکن تھے۔ مولانا زکریاؒ [م: ۱۹۸۲ء] کے خاص خدام اور متعلقین میں تھے۔ اس ادارہ سے کئی اہم دینی و اصلاحی کتب شائع کیں۔ دارالعلوم کراچی میں مدفون ہیں۔

خلاف کوئی بات سننا گوارا نہیں کرتے۔ مولوی نصیر [۱۳۰] کے بھی کئی خط آئے کہ وقت تنگ رہ گیا اگر یہاں کا رمضان طے ہو تو جلد مطلع کر دے تاکہ سامان کا انتظام کریں۔ اس لئے میں نے بمبئی، دہلی، سہارنپور احباب کو ۶/اگست چہار شنبہ کو سعودی جہاز جو جدہ سے بمبئی جاتا ہے کی اطلاع کر دی۔ جناب کی خدمت میں بھی ایک درخواست بہت زور اور اہمیت کے ساتھ یہ ہے کہ مطار پر تشریف لانے کی تکلیف ہر گز گوارا نہ کریں۔ بہت ادب سے یہ درخواست اس وجہ سے ہے کہ معلوم نہیں میں اپنی معذوری کی وجہ سے اتر سکوں گا یا نہیں؟ اور اندر آنے کی اجازت ہو سکے گی یا نہیں؟ البتہ ان شاء اللہ تعالیٰ واپسی میں رائے ونڈ کے اجتماع میں شرکت کا خیال ضرور ہے، جو ۷، ۶/ ذیقعدہ کو میری وجہ سے تجویز ہے اور احباب کا خیال ہے کہ تجھے ویزا بھیج دیں گے، اگر حاضری مقدر ہے تو اس وقت ضرور حاضر خدمت ہوں گا۔ مطار پر جناب کی نیابت عزیز مولوی محمد بنوری کریں گے، پیام سلام بھی ان ہی کی ہاتھ بھیج دوں گا۔

فقط والسلام ۲۲/ جون ۱۹۷۵ء

(۳۳)

باسمہ سبحانہ

المخدوم المکرم حضرت مولانا الحاج محمد یوسف صاحب بنوری زادت معالیکم

بعد سلام مسنون! میں نے جناب کی خدمت میں اس عرصہ میں کئی خط لکھے، بواسطہ اور

---

۱۳۰۔ مولانا نصیر الدین مظاہریؒ بن حافظ عبد اللہؒ [۱۹۰۱ء۔ ۱۹۸۱ء] جلالیہ سہارنپور کے رہنے والے تھے، ۱۳۳۳ھ میں سہارنپور آئے اور مولانا یحییٰ کاندھلویؒ [م: ۱۹۱۵ء] کی خدمت میں پڑھنا شروع کیا، آپ کے خادم بھی تھے، آپ کی وفات کے بعد آپ کے بیٹے مولانا زکریاؒ [م: ۱۹۸۲ء] کی خدمت میں رہے اور کامل ۶۶ سال سہارنپور میں ان کی خدمت میں مہمانوں اور مکتبہ یحیوی کے نگران رہے۔ مولانا زکریاؒ کی ان پر بڑی عنایات تھیں۔ آپ بیتی مولانا زکریاؒ میں ان کے بڑے دلچسپ حالات ہیں۔

بلا واسطہ بھی، ان میں ایک رجسٹری بہت اہم تھی، اس میں مولانا منظور نعمانی کے خط کا ایک اقتباس، مودودیت کے سلسلہ میں جو دارالعلوم دیوبند میں انہوں نے تقریر کی تھی، اس کی نقل بھیجی تھی اور اس میں یہ بھی لکھا تھا کہ جناب کے جذبۂ دل نے آخر اثر کر ہی دیا۔ اسی میں عزیز محمد بنوری کو رمضان سہارنپور کرنے کی پیش کش بھی کی تھی اور اہم درخواست جس کا پھر اعادہ کرتا ہوں وہ یہ تھی کہ جناب مطار پر آنے کا ہرگز ارادہ نہ کریں، بہت ہی بار اور تکلیف ہوگی، بالخصوص جب سے گھٹنوں کی تکلیف کا حال سنا، میں نے لکھا تھا کہ عزیز محمد نیابت کرے گا، اسی کی اب پھر درخواست ہے، اس کے بعد پھر ایک پاکی کارڈ بھی حکومت سعودیہ کے قوانین بسلسلۂ حج کے سلسلہ میں بھی جناب کو توجہ دلائی تھی کہ جو صورتیں سنی جارہی ہیں بڑی تکلیف دہ ہیں، غرباء کے لئے خاص طور سے۔ اس سلسلہ میں سنا ہے کہ آپ کے وزیر کوثر نیازی[۱۳۱] بھی ریاض گئے ہوئے ہیں، ان کی گفتگو کا حال جناب ہی کے ذریعے معلوم ہوسکتا ہے۔ میں نے ایک پیام لکھوانا شروع کیا تھا، مگر معلوم ہوا کہ اس کا تعلق جناب سے نہیں ہے، اس لئے کٹوا دیا۔ دوسرا پرچہ عزیز محمد کو دے دیں۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث بقلم حبیب اللہ

۷رجولائی ۱۹۷۵ء

۱۳۱۔ مولانا محمد حیات خان بن فتح خان نیازی [۱۹۳۴ء۔ ۱۹۹۴ء] المعروف کوثر نیازی۔ سیاست دان، شاعر، ادیب۔ موسیٰ خیل پنجاب میں پیدا ہوئے، جماعت اسلامی کے سرگرم رکن رہے، بعد ازاں پیپلز پارٹی میں شامل ہوئے، ۱۹۷۰ء میں سیالکوٹ سے ممبر قومی اسمبلی بنے، ۱۹۷۲ء میں مذہبی امور اور اطلاعات کے وزیر رہے۔ اسلامی کونسل کے چیئرمین بھی رہے، لاہور سے ہفت روزہ شہاب کا اجراء کیا۔ کئی کتب کے مصنف ہیں۔

(۳۴)

باسمہٖ سبحانہ

المکرم المخدوم حضرت مولانا محمد یوسف زادت معالیکم

بعد سلام مسنون! آج کی ڈاک سے جناب کی مرسلہ رجسٹری پہنچی جس میں مفتی شفیع صاحب کے فتوی کی دو نقلیں بھی تھیں ،ایک علی میاں کے لئے اور ایک اس ناکارہ کے لئے۔ خیال تھا کہ علی میاں والی تحریر رجسٹری کر دوں لیکن ۱۱ تا ۱۳ر جولائی کو افریقہ میں کسی جگہ وہ مدعو ہیں، بہت دن ہوئے ان کا خط آیا تھا جس میں لکھا تھا کہ ٹکٹ بھی آگئے مگر وہ آج کل اپنے دارالعلوم کی پچاسی سالہ جوبلی میں مشغول ہیں، اس لئے یہ معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہیں؟ محقق معلوم ہو جائے گا تو بذریعہ رجسٹری بھیج دوں گا یا ملاقات پر دستی دے دوں گا۔ اللہ کرے کہ ان دونوں حضرات کی توجہ بھی ادھر ہو جائے تو بہت ہی اچھا ہو، اگرچہ رخ تو پھر رہا ہے اور ان کے دارالعلوم کا جلسہ بھی پس پردہ مودودیت ہی کے خلاف ایک قدم ہے کہ وہ تحریر سے تو ابھی تک گریز کر رہے ہیں مگر تقریروں میں زور شروع ہو گیا لیکن آپ مانیں یا نہ مانیں اثر آپ ہی کی توجہ اور زور طبیعت کا ہے۔ آپ کے کان میں غالباً یہ پڑا ہو گا کہ جب ابتداء میں مولانا منظور صاحب نعمانی ان کے بڑے حامی تھے تو اس سلسلہ میں حضرت تھانویؒ کو خط لکھا تھا جس میں حاضری کی اجازت چاہی تھی، حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ نے یہ کہہ کر عذر کیا تھا کہ مجھے ان کے متعلق معلومات زیادہ نہیں اس لئے دلائل تو شاید میں قائم نہ کر سکوں، مگر میری طبیعت کو انقباض ضرور ہے اور اسی زمانہ کا علی میاں صاحب کا ایک مقولہ بہت مشہور ہے کہ یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اہل حق باوجود اختلاف مسلک کے حضرت تھانویؒ، حضرت مدنیؒ، مولانا احمد لاہوریؒ [۱۳۲] چند

---

۱۳۲۔ مولانا احمد علی لاہوریؒ بن حبیب اللہؒ [۱۸۸۷ء۔ ۱۹۶۲ء] مفسر، صوفی۔ قصبہ جلال آباد گوجرانوالہ میں پیدا

حضرات کا نام لے کر کہا کرتے تھے کہ یہ سب اپنے اختلاف کے باوجود اس کی مخالفت میں متفق کیوں ہیں؟ اللہ جل شانہ ان کے نقائص کو جو آپ نے جمع کئے تھے، جلد ملا دے تو بہت ہی اچھا ہے۔ ہند جانے کا فیصلہ قاضی صاحب کی زبردستی سے ہوا ہے، اس سے مسرت ہے کہ عزیزم محمد سلمہ بھی ارادہ کر رہے ہیں، خدا کرے کہ یہ ان کے لئے بہت مبارک ہو جائے وماذلک علی اللہ بعزیز۔ اس کو میں مکرر عرض کروں گا کہ مطار پر آپ ہرگز ارادہ نہ کریں، مجھے ملاقات کی خوشی سے تشریف آوری کی گرانی زیادہ ہوگی۔ یہ جناب کے پہلے گرامی نامی کا جواب تھا۔

اسی میں دوسرا پرچہ بھی تھا جس سے اور بھی قلق ہوا، میرے تو کان میں یہ پڑا تھا کہ آپ یہاں کے وزیر حج واو قاف نیازی صاحب اس مسئلہ پر گفتگو کرنے کے لئے ریاض گئے ہیں اور کچھ سہولتیں پیدا کرنے کا احتمال ہے۔ ایک صاحب نے یہ بھی نقل کیا کہ حکومت سعودیہ نے بھی یہ اعلان کر دیا ہے کہ اس سے غلط فہمی پیدا ہو رہی ہے، ہمارا مقصد حج میں مشکلات پیدا کرنا نہیں، سہولت پیدا کرنا ہے۔ ایک چیز تو بہت ہی کھلی ہوئی ہے کہ جن کے پیسے زیادہ ہوں

---

ہوئے، مولانا عبید اللہ سندھیؒ [م:۱۹۴۴ء] کی تحریک پر ان کے شیخ غلام محمد دین پوریؒ [م:۱۹۳۶ء] سے بیعت ہوئے اور مولانا سندھیؒ کی معیت میں تربیت کے لیے مولانا تاج محمود امروٹیؒ [م:۱۹۲۹ء] کے پاس مقیم ہوئے، ۱۹۰۱ء میں پیر گوٹھ جھنڈا کے مدرسہ دارالرشاد میں داخلہ لیا اور ۱۹۰۹ء میں فراغت حاصل کی۔ یہیں تین سال مدرس رہے، پھر نواب شاہ میں ایک مدرسہ قائم کر کے تدریس شروع کی۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں بھی پڑھایا، مولانا سندھیؒ نے آپ کو نظارۃ المعارف القرآنیہ بلا کر آپ کو اپنے دروس میں شامل کیا، وہیں مولانا سندھی کے قرآنی افادات نقل کیے۔ دو سال نظارۃ المعارف کے ناظم رہے، تحریک ریشمی رومال اور تحریک خلافت میں کردار ادا کیا، قید و بند کی صعوبتیں اٹھائیں، ۱۹۲۰ء میں لاہور آکر درس قرآن شروع کیا، ۱۹۲۲ء میں انجمن خدام الدین کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۲۴ء میں مدرسہ قاسم العلوم بنایا، جمعیت علماء ہند کے ممبر رہے، ۱۹۵۶ء میں جمعیت علماء اسلام کے امیر منتخب ہوئے۔ ہفت روزہ خدام الدین لاہور کے سرپرست رہے، ترجمہ قرآن سمیت ۳۴ رسائل لکھے۔ مولانا غلام محمد دین پوریؒ [م:۱۹۳۶ء] اور تاج محمود امروٹیؒ [م:۱۹۲۹ء] کے خلیفہ تھے، سلسلہ قادریہ کے مسلمہ مشائخ میں صاحب کرامت شخصیت تھے۔

گے، حرم کے قریب رہیں گے، جو موٹروں میں بھی آسکتے ہیں اور جو دور ہوں گے وہ غرباء ہوں گے، جنہیں حرم میں آنا مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی سہولت کے اسباب پیدا فرمائے۔ وفد کا پیدا کرنا اور سعودی حکومت کے پاس بھیجنا آپ ہی کے بس کا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہت ہی صحت وقوت عطا فرمائے۔ یہ دعائیں رسمی نہیں ہیں، میری دوڑ تو آپ ہی تک ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو بہت ہی جزاء خیر دے، جو بات بھی پیش آوے، میں تو آپ ہی سے مراجعت کروں گا۔

بنڈل جو طیارہ میں کھویا گیا تھا وہ مل گیا اور اس کی رسید بھیج چکا ہوں۔ اللہ جل شانہ والد صاحب کو بہت ہی بلند درجے عطا فرمائے۔ اس میں بھی کوئی توریہ یا مبالغہ نہیں تھا کہ جو آپ جیسا خلف چھوڑ گیا، وہ بہت بڑا صدقہ جاریہ چھوڑ گیا۔ اللہ جل شانہ اپنے فضل وکرم سے معارف السنن کے تقدمہ کو جلد تکمیل کو پہنچائے۔ امراض نے ایسا دفعۃً گھیرا کہ اب نایاب چیزوں کو دیکھ کر حسرت کے سوا کچھ نہیں ہوتا، سننے کو جی چاہے مگر ضعف نے بہت ہی غلبہ کر رکھا ہے۔ آپ کے لئے تو ۲۰ر گھنٹے دو تین مجلسوں میں نکال لینے میں کوئی اشکال نہیں، اللہ تعالیٰ مدد فرمائے۔ حضرت شاہ صاحب نور اللہ تعالیٰ مرقدہ کا ارشاد بالکل صحیح ہے اور اس مضمون کے متعلق میرا بھی ہمیشہ لکھنے کو جی چاہتا رہا اور تقریباً ۵۰ر سال سے زائد ہوئے اختلاف الائمہ [۱۳۳] کے نام سے ایک رسالہ بھی شروع کیا تھا مگر میری تو ساری چیزیں ناقص رہ گئیں۔ آپ کے ان جملوں نے اس کی یاد تازہ کردی، اللہ تعالیٰ کرے کہ آپ کا مضمون جلد پورا ہوجائے اور میں بھی مرنے سے پہلے اس کی زیارت کرلوں۔ عزیزم محمد کے لئے تو بڑی ہی

---

۱۳۳۔ جزء اسباب اختلاف الائمہ مؤلفہ شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ [م: ۱۹۸۲ء]، جو رسالہ اختلاف الائمہ کے نام سے مطبوع ہے، یہ دراصل ماہنامہ المظاہر سہارنپور کے لیے لکھا جانے والا ایک سلسلہ وار مضمون تھا جو مکمل نہ ہوسکا، اس میں ائمہ مجتہدین کے اختلاف کے اسباب پر روشنی ڈالی گئی ہے اور اس ضمن میں کئی نادر ابحاث آگئی ہیں۔ رسالہ ۸۰ر صفحات پر مکتبۃ الشیخ بہادرآباد کراچی سے چھپا ہے۔

تمنائیں ہیں کہ وہ آپ کا وارث حقیقی بن جائے وماذلک علی اللہ بعزیز اور اگر آپ خفانہ ہوں تو میں عرض کروں گا کہ اس میں آپ کو تھوڑا سا دخل ضرور ہے، اتنا استغناء جناب کو بھی اس سے نہیں برتنا چاہیئے۔ تقدیر پر ایمان برحق، مگر دوائیں تو کرنی ہی پڑیں۔ جناب بھی اگر توجہ، دعا اور اہتمام دونوں کریں تو اللہ جل شانہ کی ذات سے قوی امید ہے کہ ان شاء اللہ کچھ ہو جائے گا، اللہ جل شانہ آپ کو بہت ہی ہمت اور قوت عطا فرمائے کہ ان اعذار کے ساتھ بھی آپ اپنے لمبے اسفار کا ارادہ فرمارہے ہیں۔ اللہ جل شانہ مسلمان کے حال پر بغیر استحقاق کے بلکہ استحقاق کے خلاف کرم فرمائے۔ ان کا رخ تو ہر طرف سے خلاف چل رہا ہے۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم حبیب اللہ ۱۰ر جولائی ۱۹۷۵ء

(۳۵)

"نقل مکتوب علی میاں متعلق رسالہ مودودیت"

"اس خط کا ایک خاص محرک یہ ہے کہ مولوی شاہد صاحب [۱۳۴] نے مولانا قدوسی صاحب مرحوم [۱۳۵] کے نام جناب والا کا مکتوب گرامی مطبوعہ شکل میں بھیجا۔ اس کا شدت سے انتظار تھا، میں نے اس مکتوب کو لفظ بہ لفظ سنا اور اس سے زیادہ محکم اور مدلل پایا جتنا میرا اندازہ اور توقع تھی۔

---

۱۳۴۔ یعنی مولانا شاہد سہارنپوری مدظلہ

۱۳۵۔ مولانا زکریا قدوسیؒ [م:۱۹۵۱ء] گنگوہ کے رہنے والے تھے۔ جامعہ مظاہر علوم سہارنپور سے دورہ حدیث کیا۔ ۱۳۴۰ھ میں یہیں مدرس منتخب ہوئے، علمی رسوخ میں کمال حاصل تھا، فن مناظرہ پر بھی دسترس تھی، جماعت اسلامی کے جلسوں میں شمولیت کے باعث جماعت اسلامی اپنے اشتہارات میں جماعت اور کام کے فروغ کے لیے جامعہ مظاہر علوم کا نام استعمال کرتی تھی، جس پر اکابر مظاہر کے آپ سے مذاکرات ہوئے جس کے نتیجے میں آپ نے مدرسہ سے جون ۱۹۵۱ء میں علیحدگی اختیار کرلی، اس کے دو ماہ بعد اگست میں آپ کا انتقال ہوا۔

خیال تھا کہ بہر حال مکتوب ہے کوئی کتاب یا رسالہ نہیں۔ اس وقت تک بانی جماعت[۱۳۶] کے افکار و خیالات اتنے واضح نہیں ہوئے تھے اور اس کے نتائج اتنے سامنے نہیں آئے تھے جتنے بعد میں آئے، لیکن حیرت ہوئی کہ اس میں وہ سب موجود ہے جو اس سے زیادہ وسیع اور عمیق مطالعہ کرنے والوں کی تحریروں میں ہونا چاہئے تھا۔ گرفت ہوئی بہت صحیح ہے اور یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ اکثر چیزیں وہ نکلیں جن کو ہم لوگ بھی قابل گرفت اور اس بارے میں قوی اور محکم سمجھتے ہیں اور خود میں نے اپنی طبع کتاب "منصب نبوت اور اس کے عالی حاملین"[۱۳۷] میں اس سے کام لیا۔ خود مجھے اس مکتوب سے بہت فائدہ ہوا۔ اس کا افسوس ہے کہ اگر پہلے نظر سے گذر جاتا تو میں دو مشورے دیتا، ایک یہ کہ اس کا نام "فتنۂ مودودیت" کے بجائے جو بہت سے لوگوں کے لیے منفر ہوگا "جماعت اسلامی کے لیے ایک لمحۂ فکریہ" یا اس کے ہم معنی کوئی نام ہوتا،[۱۳۸] دوسرے اس پر مقدمہ اس طرز سے لکھا جاتا جو جماعت اسلامی کے طالبین حق یا غیر

---

۱۳۶ ۔ بانی جماعت اسلامی یعنی ابو الاعلیٰ مودودی [م:۱۹۷۹ء]

۱۳۷ ۔ مولانا ابوالحسن علی ندویؒ [م:۱۹۹۹ء] کی اس کتاب میں سیرت انبیاء کے دعوتی پہلوؤں پر ۸ر خطبات ہیں، ان میں سے پہلے چھ خطبات مارچ ۱۹۶۳ء میں مدینہ یونیورسٹی کے طلبہ واساتذہ کے سامنے پیش کیے گئے، جبکہ آخری دو خطبات ختم نبوت کے عنوان پر ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے زمانے میں رقم ہوئے۔ یہ کتاب دراصل "النبوۃ والانبیاء فی ضوء القرآن" کے عربی نام سے چھپی، مولانا نور عظیم ندویؒ [م:۱۹۹۳ء] نے اس کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ کتاب کا انگریزی ترجمہ بھی ہوا ہے۔ عربی ایڈیشن ۱۹۶۳ء میں قاہرہ سے چھپا اور اردو ۱۹۷۵ء میں لکھنو اور کراچی سے جبکہ انگریزی ایڈیشن ۱۹۷۶ء میں لکھنو سے طبع ہوا، اب تک اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

۱۳۸ ۔ مولانا عبد الحفیظ مکیؒ [م:۲۰۱۷ء] کی روایت ہے کہ مولانا بنوریؒ [م:۱۹۷۷ء] کی مجلس میں اس کا تذکرہ آیا کہ بعض احباب کی رائے یہ ہے کہ اس رسالہ کا نام سخت ہے کوئی اور نام ہونا چاہیے، مولانا نے برجستہ کہا کہ ضرور علی میاں کی رائے ہوگی۔ پھر فرمایا کہ جب مولانا انور شاہ کشمیریؒ [م:۱۹۳۴ء] نے اکفار الملحدین لکھی تو بعض حضرات نے رائے دی کہ نام میں اکفار بھی ہے ملحدین بھی ہے، یہ نام ذرا سخت ہے کوئی دوسرا نام ہونا چاہیے۔ تو مولانا کشمیریؒ نے جواب

جانب دار اور خالی الذہن حضرات کے لیے مشوق ہوتا" اب بھی اگر دوسرے ایڈیشن میں یہ ترمیم ممکن ہوتو کر دی جائے۔ یہ عریضہ اسی تأثر کے اظہار کے لیے لکھا جا رہا ہے۔"

مکرم و محترم مولانا الحاج محمد یوسف صاحب بنوری زادت معالیکم

بعد سلام مسنون!

میرا ایک مکتوب بہت طویل مولوی قدوسی کے نام جس کے متعلق اس سے پہلے لکھوا چکا ہوں اس کو شاہد نے چھپوا دیا، جس کا ایک نسخہ اس وقت پہنچا جب میں مدینہ سے روانہ ہو رہا تھا، میں نے اس خیال کہ ہندوستان میں تو بہت ہے اور وہاں سے پاکستان بھیجنا مشکل ہے اس لئے صوفی اقبال[۱۳۹] کو دے دیا تھا کہ آپ تک پہنچا دیں، مکہ پہنچ کر علی میاں کا ایک خط جس میں اس کے متعلق کچھ تحریر فرمایا ہے، اس کی نقل بھیج رہا ہوں، یہ پہلے میں لکھ چکا ہوں کہ شاہد نے علی میاں، مولوی منظور کے پاس یہ رسالہ تقریظ کے بھیجا تھا۔ علی میاں نے تو کہہ دیا تھا کہ میں شیخ سے براہِ راست مکاتبت کروں گا اور مجھ کو معذرتیں لکھی تھیں، جو آپ کے نام خطوط میں بھی ظاہر ہو چکی تھیں کہ مقابل بن کر آنا میری مصالح کے خلاف ہے۔ میں نے لکھ دیا تھا کہ جیسی آپ کی

---

دیا کہ اگر کوئی کتاب نہ بھی پڑھے صرف نام پڑھ لے اور دیکھ لے کہ دیوبند کے شیخ الحدیث نے لکھی ہے تو فوراً سمجھ لے گا کہ مسئلہ واقعی حساس ہے اور ملحد کافر ہیں۔ یہ واقعہ مولانا زکریاؒ[م:۱۹۸۲ء] تک پہنچا تو انہوں نے فرمایا کہ یہی نام فتنہ مودودیت درست ہے، کوئی کتاب نہ بھی پڑھے اور نام دیکھ لے کہ شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ نے لکھی ہے تو فوراً سمجھ لے گا کہ مودودیت ایک فتنہ ہے۔ یہ واقعہ بندہ محشی سے مولانا مکیؒ کے خلیفہ مفتی شاہد محمود راولپنڈی، فاضل جامعہ بنوری ٹاؤن نے مولانا مکیؒ کی روایت سے بیان کیا۔

۱۳۹۔ محمد اقبالؒ بن ڈاکٹر خلیل الرحمن ہوشیارپوریؒ[۱۹۲۶ء۔ ۲۰۰۰ء] صوفی، مصنف۔ عربی تعلیم دارالعلوم دیوبند اور مظاہر علوم سہارنپور میں نورالانوار تک ہی حاصل کی، مولانا عبد القادر رائے پوریؒ[م:۱۹۶۲ء] اور مولانا زکریاؒ[م: ۱۹۸۲ء] کے خاص تربیت یافتہ اور خلیفہ تھے۔ العطور المجموعہ سمیت کئی کتابیں لکھیں۔ مولانا زکریاؒ کے ۱۷ رسائل مرتب کیے۔ مدینہ منورہ ہجرت کی، جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

مصالح ہوں، مگر اس مضمون میں تو انہوں نے میرے رسالہ کی بہت حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ میں مکہ مکرمہ تک تو آگیا ہوں، گرمی خوب ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ خیریت سے سفر پورا فرمائے۔

فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث بقلم حبیب اللہ ۳۰/ جولائی/ ۱۹۷۵ء

(۳۶)

۷۸۶

المخدوم المکرم حضرت مولانا الحاج محمد یوسف صاحب بنوری زاد مجدہم

بعد سلام مسنون! اس سے بہت ہی مسرت ہوئی کہ جناب نے تکلیف نہیں فرمائی۔ عزیز محمد نے نیابت فرمالی تھی کہ وہ آگیا تھا۔ عزیز محمد نے رسالہ بینات بھیجا تھا۔ میں نے غور سے سنا اور پڑھا اور بہت ہی قلق ہوا اور رہے گا کہ والد صاحب کے حالات آپ نے نہ سنائے نہ کہے [۱۴۰]۔ دعا کی طرف بہت ہی زیادہ خیال ہو گیا کہ والد صاحب کے فیوض وبرکات مل سکے۔ عزیز شاہد کے ہاتھ ایک لفافہ بھیجا تھا، خدمت میں پہنچ گیا ہو گا، اس پرچہ کا مقصد بخیر رسی کی اطلاع ہے کہ رات شب پنجشنبہ میں سات بجے مطار اور نو بجے مستقر پر پہنچا۔ خیال تھا کہ ڈاک سے ارسال کروں گا مگر ایک صاحب نے ملاقات کرتے ہوئے اپنا جانا بتایا جنہوں نے اپنی معرفت صرف آپ سے بتائی اس لیے جناب ہی کو واسطہ بنا رہا ہوں کہ یہ خط عزیز شاہد کو دے دیں کہ وہ حاجی فرید الدین صاحب ، بھائی یوسف رنگ والوں [۱۴۱] کو ضرور میری بخیر رسی کی اطلاع

۱۴۰۔ مولانا زکریاؒ بنوری کے یہ حیران کن حالات ملاحظہ فرمائیں، بصائر وعبر جلد دوم صفحہ: ۵۳۸

۱۴۱۔ محمد یوسف رنگ والاؒ [۱۹۲۳ء۔۲۰۰۶ء] کراچی کے دہلی برادری کے مشہور تاجر تھے اور مولانا زکریاؒ [م: ۱۹۸۲ء] کے خاص محب اور خادم تھے، آپ نے مولانا زکریاؒ کی متعدد کتابیں طبع کیں۔

کر دیں۔ جمعہ کی صبح طیارہ سے سات بجے دہلی کا ارادہ ہے۔ مولوی محمد عمر صاحب[۱۴۲] کل سے لینے کے لیے آئے ہیں۔ ایک شب دہلی قیام کے بعد شنبہ کو ان شاء اللہ سہانپور کا ارادہ ہے۔ اللہ کا بڑا ہی احسان ہے کہ بہت ہی راحت سے سفر گذرا۔ مجھے تو پہلے تو بہت ہی سہم چڑھا جب سات بجے جدہ سے چلنا اور مغرب کے بعد بمبئی پہنچنا ہو گا اور سارا دن جہاز میں گذارنا ہو گا اور طبیعت پہلے ہی سے خراب ہو رہی ہے مگر اللہ نے فضل فرمایا، البتہ تکان خوب ہو رہا۔ میں نے راستہ میں جہاز میں پیشاب پائخانہ کے ڈر [سے] کھانا تو دو دن سے چھوڑ رکھا تھا اس لیے ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ عزیز ابوالحسن کو اللہ جل شانہ بہت ہی جزائے خیر دے کہ ایک دو دفعہ وہ پیشاب پھینک آیا۔ ظہر تیمم سے پڑھنی پڑی۔ حاجی فرید الدین کی کوشش سے کراچی اترنا ہوا تھا، سب رفقاء نے وضوء بھی کر لیے تھے اس لیے عصر تو وضوء سے پڑھ لی۔ اللہ جل شانہ آپ کو تا دیر صحت و عافیت کے ساتھ باقی رکھے۔ ایک لفافہ مولانا اسعد صاحب کا کسی آدمی نے آپ کے لیے دیا تھا وہ عزیز شاہد کے ہاتھ بھیجا تھا۔ خدا کرے کہ وہ آپ تک پہنچ گیا ہو۔ فقط والسلام

جن افریقی کے ساتھ تم نے کتابیں اور رسالہ بینات بھیجا تھا وہ رات ہی بمبئی میں مجھے پہنچ کر مجھے مل گیا۔ جزاکم اللہ

حضرت شیخ الحدیث صاحب دام مجدہم بقلم اسماعیل کچھولوی[۱۴۳]

---

۱۴۲۔ مولانا محمد عمر پالن پوری بن وزیر الدینؒ [۱۹۲۹ء۔۱۹۹۷ء] پالن پور گجرات۔ دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے، تبلیغی جماعت کے اکابر میں سے تھے، عمر بھر دعوت و تبلیغ کی محنت سے وابستہ رہے۔ پرجوش داعی و مثالی خطیب تھے۔ مولانا زکریاؒ [م:۱۹۸۲ء] کے خلفاء میں سے تھے۔

۱۴۳۔ مولانا محمد اسماعیل بن حسین کچھولوی مدظلہ [متولد:۱۹۴۳ء] کچھولی، ضلع نوساری، گجرات، ہند۔ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل اور دارالعلوم دیوبند میں ابتدائی و متوسط تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۶۴ء میں مظاہر علوم سہارنپور سے دورہ کیا۔ مفتی محمود حسن گنگوہیؒ [م:۱۹۹۶ء] سے تخصص فی الفقہ کرنے کے بعد جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں نائب مفتی مقرر ہوئے، ۲۰ سال خدمت انجام دینے کے بعد برطانیہ منتقل ہوئے اور وہاں دینی و اصلاحی خدمات انجام دیں۔ ۲۰۰۷ء میں جامعہ

۲۹ر جب ۱۳۹۵ھ، ۷؍اگست ۱۹۷۵ء

(۳۷)

باسمہٖ تعالیٰ

المخدوم المکرم حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صاحب مدفیوضہم

بعد سلام مسنون!

دستی گرامی نامہ بوساطت عزیز محمد سلمہ کے پہنچ کر موجبِ منت ہوا، عزیز محمد کے پہنچنے سے بہت ہی مسرت ہوئی، اللہ تعالیٰ آں عزیز کو میری اور آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنادے۔ بہت طبیعت خوش ہوئی اللہ تعالیٰ مزید ترقیات سے نوازے۔ مجھے جو اندیشہ تھا کہ وقت ضائع کر گیا یہ نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ بہت ہی زیادہ اپنی مرضیات پر عمل کروائے، نامرضیات سے حفاظت فرمائے۔ مجھے بہت اچھا لگے مگر پاس رہنے کی اب تک کوئی صورت پیدا نہ ہوئی۔ مدینہ پاک میں اس کی تعلیم کا نظم بن جاتا تو میں ضرور آپ سے مانگتا۔ محض بزرگی بغیر تعلیم کے میں بہت مخالف ہوں، جو پڑھنے پڑھانے کے کام کے نہ ہوں اس کو ہمہ تن تسابیح میں لگایا جاسکتا ہے مگر جو علمی ہوں، اس کے متعلق دل چاہتا ہے کہ علمی حرج نہ ہو اور کام کرتے رہیں۔

؎ در کفِ جامِ شریعت در کفِ سندانِ عشق
ہر ہوس ناکے نداند جام و سندان باختن[۱۴۴]

---

حسینیہ راندیر صدر مفتی و شیخ الحدیث کی حیثیت سے تشریف لائے اور تاحال اسی منصب پر ہیں۔ ڈابھیل کے زمانے میں آپ نے گجراتی زبان میں جن استفتاءات کا جواب لکھا وہ فتاوی دینیہ کے نام سے چار جلدوں میں طبع ہوئے جس کا اردو ترجمہ پانچ جلدوں میں چھپ چکا ہے، اس کے علاوہ مختلف موضوعات پر دس رسائل لکھے، مولانا زکریاؒ [م: ۱۹۸۲ء] کے اجل خلفاء میں سے ہیں۔

۱۴۴۔ ترجمہ: ایک ہاتھ میں جامِ شریعت اور ایک ہاتھ میں سندان (لوہے کا وہ آلہ جس پر لوہار لوہا کوٹتے ہیں) ہے، ہر

فتنۂ مودودیت کے ۱۱ر نسخے پہنچنے سے مسرت ہوئی، خدا کرے پسند آجاوے۔ عزیز محمد سلمہ کو میں نے کئی دفعہ آپ کو خط لکھنے کے متعلق پوچھا تو اس نے ہر دفعہ یہ کہا کہ میں نے ایک خط لکھ رکھا ہے اس کا جواب آوے گا تو دوسرا لکھوں گا۔ میں نے اس پر نکیر بھی کی کہ جواب آنے میں تو لمبا وقت چاہیے تم بار بار لکھتے رہو۔ آپ حضرات کے اسفار ضروری بہت ہیں مگر ضعف کی حالت میں ڈر لگتا ہے۔ عزیز محمد سلمہ کے نام کے خط سے پولیس کی حرکت سے بہت حیرت و قلق ہوا، ان پاگلوں کو کچھ دق کرنے ہی میں مزہ آوے، اللہ ہی ان کے حال پر رحم فرمائے، ان کا تو مذاق ٹھہرایا ذاتی عداوت، مگر اللہ کی طرف سے جو رد عمل ہے وہ مسلمانوں کی ہی حرکت سے ہے۔ اللہ کرے کہ رابطہ کا وہ اجلاس جس کے لئے آپ حضرات ماہِ مبارک میں مجتمع ہوئے ہیں، اگرچہ مکہ کا عمرہ رمضان کا "کحجة معی"[۱۴۵] کی فضلیت لئے ہوئے ہے، مگر رمضان میں سفر کرنا بھی تو بڑا مجاہدۂ عظیم ہے، اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو بہترین جزاء عطا فرمائے۔

فقط والسلام

حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب مدفیوضہم بقلم نجیب اللہ چمپارنی[۱۴۶]

۱۲ر رمضان ۹۵ھ [۱۸ ستمبر ۱۹۷۵ء]

---

خواہش کا پجاری جام و سندان کو ایک ساتھ اٹھانا نہیں جانتا۔ غزلیات سعدی، غزل:۵۳

۱۴۵ ـ عمرة في رمضان تعدل حجة أو حجة معي۔ البخاری، رقم:۱۸۶۶، مسلم، رقم:۱۲۵۶۔ ترجمہ: رمضان میں عمرہ کی ادائیگی کا اجر حج یا میرے ساتھ حج کے برابر ہے۔

۱۴۶۔ مولانا نجیب اللہ چمپارنی [متولد:۱۹۵۵ء] چمپارن بہار۔ ۱۹۷۲ء میں جامعہ مظاہر علوم سہارنپور سے فارغ ہوئے۔ کچھ عرصہ اپنے وطن میں پڑھا کر ۱۹۷۶ء میں حجاز ہجرت کی اور مولانا زکریاؒ کی خدمت میں رہنے لگے۔ آپ کے سفر و حضر کے رفیق تھے، کاتب اور خصوصی خادم تھے۔ مولانا زکریاؒ [م:۱۹۸۲ء] کی وفات کے بعد مولانا عبدالحفیظ مکیؒ [م:۲۰۱۷ء] کے مکتب میں پڑھاتے رہے۔ اس وقت بقید حیات ہیں اور اپنے آبائی وطن چمپارن میں مقیم ہیں۔

(۳۸)

باسمہٖ تعالیٰ

المخدوم المکرم زادت معالیکم

بعد سلام مسنون!

آپ کے سفر کا ابتدائی مرحلہ اجمالاً ماہ مبارک ہی میں سن لیا تھا اور بہت ہی قلق ہوا، کچھ آپ حضرات کے مجاہدات میں اضافہ مالک کی طرف سے بھی ہے کہ جتنی ترقیات ہوں بہت ہی آپ حضرات کی شان کے مناسب ہے۔ کل عزیز محمد کی معرفت ۴؍ شوال کو گرامی نامہ ملا جس سے مفصل حالات معلوم ہوئے۔ یہ نیا قانون خدا کرے جاری نہ ہوا ہو کہ جو مسلمان ملک سے باہر جاوے وہ مرکز سے بھی اجازت لے، اس میں تو بڑی دقت ہو جائے گی کہ ایک دفعہ غیر ملکی ویزہ منگائے اور پھر ملکی ویزہ منگائے۔ آپ نے جو وہاں کی گرمی کا حال لکھا اس سے اور بھی تعجب ہوا یہاں تو میرے پہنچنے سے پہلے بارش کا جو زور ہوا اللھم حوالینا و لا علینا [۱۴۷] پڑھنا پڑا، بہت ہی اہتمام سے بہت ہی مضبوط خیمہ لگوایا گیا تھا اور بار بار اصلاحات بھی کروانی پڑیں مگر سارے رمضان میں ٹپکتا ہی رہا۔

آپ نے وسط شوال میں جن اسفار کا ذکر کیا وہ آپ ہی کی ہمت ہے، اللہ جل شانہ آسان فرمائے۔ یہ ناکارہ تو عید کا چاند نظر آنے کے بعد اس سہم میں گھلتا جا رہا ہے کہ کس طرح سفر ہو گا، بچپن میں تو کبھی سفر کیے نہیں بڑھاپے میں اس کا ردعمل ہو رہا ہے۔ آپ کے یہاں والوں کو اللہ جزائے خیر دے کہ وہ کوشش کر رہے ہیں کہ ۸؍ ذوالقعدہ کو رائیونڈ کا سالانہ اجتماع ہے

---

۱۴۷۔ جب بارش حد سے زیادہ اور نقصان کا باعث ہو تو یہ مسنون دعا پڑھی جاتی ہے۔ اس میں ان الفاظ کا اضافہ بھی ہے:اللھم علیٰ الآکامِ والظِرَابِ وبُطُونِ الاودِیَۃِ و مَنابِتِ الشجَرِ۔ رواہ البخاری

اگر ویزہ آگیا تو اخیر شوال کو بظاہر جانا ہوگا، اگر نہ آئے تو میرا جی وسط ذوالقعدہ میں جانے کا چاہ رہا ہے، مگر زمام سفر مولوی انعام کے ہاتھ میں ہے، اللہ تعالیٰ آسان فرمائے، مجھے تو مدینہ چھوڑنے کا قلق ہے مگر احباب مفید فرمارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ایسا ہی ہو اور اگر ایسا ہو تو میرے قلق پر غالب ہے۔ تفاصیل تو عزیز محمد اگر اسے یاد رہیں تو سنادے گا۔ اس سے بہت تعجب ہوا کہ مولانا انعام کریم کہاں کھوئے گئے بلکہ سن کر اور حیرت بھی ہوگئی جب کہ وہ کراچی سے آپ سے پہلے روانہ ہوگئے تھے، اللہ تعالیٰ خیر وعافیت کے ساتھ پہنچادے۔ میں بھی عزیز موصوف کے لئے دعا کراتا ہوں لیکن آپ کی دعائیں اس کے حق میں اقرب الی الاجابۃ ہیں۔ میری درخواست پر آپ میری نیابت میں اگر اس کی نگرانی فرمالیں تو بڑی امیدیں وابستہ ہیں، چونکہ عادت نہیں ہے اس واسطے تھوڑی سی بریک لگانی ضرورت ہے، ورنہ بہت ہی کام کا آدمی ہوسکتا ہے۔ مولانا منظور صاحب [۱۴۸] کے جانے کی تو اطلاع ہے مگر مولانا منت اللہ صاحب [۱۴۹] کا کچھ پتہ نہیں چلا وہ تو مولانا منظور صاحب سے بھی پہلے روانہ چکے تھے۔

فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب مدفیوضہم بقلم مظہر عالم ۵ر شوال ۹۵ھ

---

۱۴۸۔ مراد غالباً مولانا محمد منظور نعمانیؒ [م:۱۹۹۷ء]

۱۴۹۔ مولانا منت اللہ رحمانیؒ [۱۹۱۳ء۔۱۹۹۱ء] بن مولانا محمد علی مونگیریؒ [۱۸۴۶ء۔۱۹۲۷ء] مونگیر، بہار۔ سماجی و سیاسی رہنما، صوفی۔ ندوۃ العلماء میں ابتدائی تعلیم حاصل کی، ۱۹۳۳ء میں دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہوئے، آپ امارت شرعیہ بہار کے امیر شریعت، دارالعلوم کے رکن شوریٰ، خانقاہ مونگیر کے روح رواں اور آل انڈیا مسلم پرسنل لا کے ناظم اعلیٰ تھے۔ ہندوستانی مسلمانوں کی سیاسی وسماجی زندگی کے لیے ریڑھ کی ہڈی بلکہ روح کی حیثیت رکھتے تھے۔ مکاتیب گیلانی سمیت کئی کتب کے مصنف تھے۔

(۳۹)

باسمہٖ سبحانہ

المخدوم المکرم حضرت مولانا الحاج محمد یوسف بنوری زادت معالیکم

بعد سلام مسنون!

کئی روز ہوئے عزیز یوسف متالا[۱۵۰] کے خط سے لندن کے حادثہ فاجعہ[۱۵۱] کا حال معلوم ہو کر بہت فکر قلق ہوا تھا، ایک پاکی کارڈ بھی اسی وقت لکھوایا تھا خدا کرے مل گیا ہو، اس کے بعد دوستوں کے خطوط سے کراچی بخیر رسی کی تاریخیں تو معلوم ہوتی رہیں مگر بخیر رسی کی اب تک اطلاع نہیں ملی۔ امید ہے کہ خیریت سے واپسی ہو گی جس کے مژدہ کا شدت سے انتظار ہے۔ نیز جناب والا کی تقدیم الکتاب بھی عزیز شاہد نے بھیجی، مجھے بڑی ہی ندامت ہے کہ میری وجہ سے جناب والا کو مشاغل علمیہ کے درمیان میں مستقل بیگاریں بھگتنی پڑتی ہیں، اللہ تعالیٰ دونوں جہاں میں اپنی شایانِ شان بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ آپ سے بڑی ہی ندامت ہے کہ میری وجہ سے آپ کو بڑی ہی دقتیں کلفتیں اٹھانی پڑتی ہیں، اللہ تعالیٰ ہی دونوں جہاں میں اپنی شایان شان بہترین بدلہ عطا فرمائے، درجات عالیہ نصیب فرمائے۔ اس ناکارہ کی طبیعت تو عرصہ

---

۱۵۰۔ مولانا محمد یوسف متالا بن سلیمانؒ [۱۹۴۶ء۔ ۲۰۱۹ء] سورت گجرات۔ مدرسہ حسینیہ راندیر میں پانچ سال اور آخری دو سال مظاہر علوم سہارنپور میں پڑھ کر ۱۹۶۷ء میں فارغ ہوئے، مولانا زکریاؒ [م: ۱۹۸۲ء] کے اجل خلفاء میں تھے، مولانا عبد اللہ درخواستیؒ [۱۸۸۷ء۔ ۱۹۹۴ء] سے بھی خلافت حاصل تھی۔ ۱۹۷۳ء میں مولانا زکریاؒ کے حکم پر برطانیہ میں دار العلوم العربیہ الاسلامیہ کی بنیاد رکھی، بریڈ فورڈ میں جامعۃ الامام زکریاؒ قائم کیا، برطانیہ کے کئی شہروں میں مکاتب قائم کیے۔ درس و تدریس اور بیعت و تلقین کے شعبے سے تادم وفات وابستہ رہے، مولانا زکریاؒ اور ان کے خلفاء نامی کتاب سمیت کئی کتب مرتب کیں۔

۱۵۱۔ انگلینڈ دورہ میں مولانا بنوریؒ کی طبیعت کی ناسازی کی طرف اشارہ ہے۔

سے خراب ہی چلی آرہی ہے اور بڑھاپا امراض کا مرکز ہوتا ہی ہے لیکن رمضان کے بعد سے بخار کھانسی میں بہت ہی زیادہ اضافہ ہو گیا، اللہ تعالیٰ ہی خیریت سے مدینہ پاک واپس پہنچا دے، اب تو یہ اندیشہ ہو گیا کہ موجودہ حالت میں سفر بھی کر سکوں گا یا نہیں؟ دعا ضرور فرماتے رہیں۔ ان شاء اللہ جناب کی زیارت تو مدینہ پاک میں ہو ہی جائے گی، اس لئے کہ اللہ جل شانہ نے اپنے فضل و کرم سے آپ کے لئے رمضان و حج دونوں کے اسفار ایسے آسان فرما رکھے ہیں کما الین لداؤد علیہ السلام الحدید[۱۵۲] مگر میری درخواست یہ ہے کہ اگر میری واپسی مقدر رہے تو مطار پر ہرگز تکلیف نہ فرماویں، بہت ہی تھوڑا وقت ملتا ہے، کوہ کندن کاہ برآوردن[۱۵۳] کا حقیقی مصداق ہے۔ آپ جیسے حضرات کے تکلیف فرمانے سے بجائے مسرت کے تکلیف زیادہ ہوتی ہے۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث بقلم حبیب اللہ ۳ ر ذیقعدہ ۹۵ھ [۱۷ ر نومبر ۱۹۷۵ء]

(۴۰)

المخدوم المکرم حضرت مولانا محمد یوسف صاحب زاد مجدہم

بعد سلام مسنون! طویل انتظار کے بعد عشاء کے بعد ۲۰ ر جنوری کی شب میں رجسٹری پہنچی، ڈاک خانہ والوں کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے، میرا ایک دوست کسی کام سے گیا تھا، رجسٹری والے نے میری رجسٹری اس کے حوالے کر دی اور کہہ دیا کہ ضابطے میں تو کل آئے گی، کل جب اس کا آدمی آئے تو اس پر دستخط کر دے گا۔ آپ کے مشاغل کا ہجوم تو مجھے خوب معلوم ہے اور آپ کی ہمت ہے کہ بیک وقت اتنے مشاغل کو کس طرح نمٹاتے ہیں۔ سیاسی، علمی

---

۱۵۲۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کے لیے لوہا نرم کیا تھا۔ اشارہ ہے: سورۃ سبا آیت ۱۰ کی طرف۔

۱۵۳۔ یعنی کھودا پہاڑ نکلا کوا۔ فارسی محاورہ۔ یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب انسان کو سخت محنت کے بعد متوقع نتیجہ نہ ملے۔

اوراسفار!اور مجھے یہ اندیشہ تھا کہ وہ رجسٹری کہیں گم نہ ہو گئی ہو، عزیز محمد سلمہ کسی آنے والے کے ہاتھ آپ کی خدمت تک اس کا پہنچ جانا لکھ دیتا تو اطمینان ہو تا۔ آپ نے بہت اچھا کیا کہ اپنی مجلس شوری میں میرے عریضے کو سنا دیا، کم سے کم ان سب حضرات کے کانوں میں تو یہ مضمون پڑ گیا، خدا کرے کہ کسی کے دل میں بھی یہ مضمون اتر جائے۔ تقریباً دو سال ہوئے، مفتی شفیع صاحب کا ایک خط آیا تھا، انہوں نے تحریر فرمایا تھا کہ تیری آپ بیتی میں مدرسین اور ملازمین کے لیے جو مضمون ہے، مجھے بہت پسند آیا اور میں نے اپنے یہاں کے سب مدرسین اور ملازمین کو جمع کر کے بہت اہتمام سے اس کو سنوایا۔

عزیز محمد سلمہ کے خط سے معلوم ہوا کہ جناب نے میرا خط اپنی تمہید کے ساتھ "بینات" میں طباعت کے لیے دے دیا۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے عریضے میں لکھا تھا کہ آپ اپنے الفاظ میں اس مضمون کو تحریر فرما دیں تو اِن شاء اللہ !زیادہ مؤثر ہو گا، اس میں کوئی تواضع اور تصنع نہیں کہ میری تحریر بے ربط ہوتی ہے کہ بولنے کا سلیقہ، نہ لکھنے کا!آپ نے اکابر کے متعلق جو لکھا وہ حرف بہ حرف صحیح ہے۔ بہت سے اکابر کی صورتیں بہت خوب یاد ہیں۔ حضرت گنگوہی قدس سرہ کے دور سے ان اکابر کو بہت کثرت سے دیکھنے کی نوبت آئی، بلا مبالغہ صورت سے نور ٹپکتا تھا اور چند روز پاس رہنے سے خود بخود طبائع میں دین کی عظمت، اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی تھی اور بعض جاہلوں کو تو یہاں تک دیکھا کہ کوئی نیا مولوی اپنے وعظ میں کچھ ادھر ادھر کی کہہ دیتا تو وہ آکر پوچھتے کہ فلاں مولوی صاحب نے وعظ میں یوں کہا، یہ ٹھیک ہے؟

نا گل [۱۵۴] کے قریب ایک گاؤں تھا، اس وقت نام یاد نہیں رہا، میرے دوست کہتے ہیں کہ "آپ بیتی" میں یہ قصہ آگیا ہے۔ وہاں کے ایک رہنے والے جس کو میں "شاہ جی" کہا کرتا تھا،

---

۱۵۴۔ نا گل ہیڑی ضلع سہارنپور یوپی ہند۔ کا مشہور قصبہ ہے۔

ہر جمعہ کو سردی ہو، گرمی ہو، بارش ہو، ہر جمعہ کو ناگل سے پیدل چل کر جمعہ حضرت گنگوہیؒ کے یہاں پڑھا کرتا تھا اور جمعہ کے بعد حضرت گنگوہیؒ کی مجلس میں شریک ہو کر عصر سے پہلے چل کر عشاء کے بعد گھر پہنچتا تھا اور حضرت شیخ الہندؒ کا قصہ تو مشہور ہے کہ جمعرات کی شام کو مدرسے کا سبق پڑھا کر ہمیشہ پیدل گنگوہ تشریف لے جایا کرتے تھے اور شنبہ کی شب میں عشاء کے بعد یا تہجد کے وقت گنگوہ سے چل کر شنبہ کی صبح کو دیوبند میں سبق پڑھایا کرتے تھے۔ یہی مناظر آنکھوں میں گھومتے ہیں اور دل کو تڑپاتے ہیں۔ آپ نے جو اشکال کیا وہ بالکل صحیح ہے، مگر اس تالی کے ساتھ مقدم کا تحقق ہو جائے تو سب کچھ ہے، یقیناً قرآن کی اور حدیث کی تعلیم تو بہت اونچی ہے اور اس میں سب کچھ ہے، اس کا مقابلہ کوئی چیز کیا کر سکتی ہے! مگر تابعین کے زمانے سے قلبی امراض کی کثرت ہے، اس زمانے کے مشائخ کو ان علاجوں کی طرف متوجہ کیا جائے، جیسا کہ امراضِ بدنیہ میں ہر زمانے کے اطباء نے نئے نئے امراض کے لیے نئی نئی دوائیں ایجاد کیں، ایسے اشخاص گزرے ہیں جو دورہ سے فراغ پر صاحبِ نسبت ہو جاتے تھے۔

نبی کریم ﷺ کی نگاہ کی تاثیر سے دل کا غبار چھٹ جاتا تھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خود اعتراف کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے دفن سے ہم نے ہاتھ نہیں جھاڑے تھے کہ قلوب میں تغیر پانے لگے، أو کما قال۔[۱۵۵] اس قوتِ تاثیر کا نمونہ اس وقت کے افراد میں بھی پایا گیا، چنانچہ حضرت سید صاحب[۱۵۶] کے لوگوں میں بہت سے ایسے ہیں جن کو بیعت کے

---

۱۵۵ ۔ومانفضنا عن النبی ﷺ الأیدی حتی انکرنا قلوبنا۔أخرجه الترمذی عن انس رضی الله عنه۔رقم:۳۶۱۸

۱۵۶۔ سید احمد بریلویؒ شہید بن سید محمد عرفانؒ[۱۷۸۶ء۔۱۸۳۱ء] مراد ہیں۔ دائرہ شاہ علم اللہ رائے بریلی۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ[۱۷۴۶ء۔۱۸۲۳ء] اور شاہ عبد القادر دہلویؒ[۱۷۵۳ء۔۱۸۱۴ء] کے ہاں سلوک کی تکمیل کی، سپاہیانہ مزاج اور بعض غیبی اشارات پر آپ کے شیخ نے کتابی تعلیم کافیہ کے بعد ترک کروا کر ۱۸۰۹ء میں ریاست ٹونک کے والی

ساتھ اجازت مل گئی، اس کی نظائر تو آپ کے علم میں مجھ سے زائد ہوں گی۔ حضرت میاں جی صاحب نور اللہ مرقدہ[۱۵۷] کے یہاں تلاوتِ قرآن ہی کے درمیان میں بہت سے مراحل طے ہو جاتے تھے۔ مگر یہ چیز قوتِ تاثیر کی محتاج ہے، جو ہر جگہ حاصل نہیں ہوتا! کہیں یہ چیز حاصل ہو جائے، تو یقیناً ذکر و شغل کی ضرورت نہیں۔ یہ طرق وغیرہ تو سارے مختلف انواعِ علاج ہیں، جیسا کہ ڈاکٹری، یونانی، ہومیو پیتھک، وغیرہ مختلف علاج اطبائے بدنیہ نے تجربوں سے تجویز کیے ہیں۔ اسی طرح اطبائے روحانی نے بھی تجربات یا قرآن و حدیث کے استنباطات سے امراضِ قلبیہ کے علاج تجویز فرمائے۔ قرآن پاک اور احادیث میرے خیال میں مقویات اور جواہرات ہیں، لیکن جس کو پہلے معدے کو صاف کرنے کی ضرورت ہو اس کو تو پہلے اسہال کے لیے دوادیں گے ورنہ یہ قوی غذائیں ضعف معدہ کے ساتھ بجائے مفید ہونے کے مضر ہو جاتی ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ مزید راہ نمائی کا محتاج ہوں۔ میں آپ کی کیا راہ نمائی کر سکتا ہوں؟

ع او کہ خود گم است ترا رہبری کند![۱۵۸]

چونکہ طلبہ میں آپ نے بھی خود لکھا، بجائے تلاوت کے لغویات کی مشغولی رہ گئی بلکہ

---

نواب امیر خان[۱۷۶۷ء-۱۸۳۴ء] کے فوج میں بھرتی کروایا، نواب کی انگریز کے ساتھ صلح پر ۱۸۱۸ء میں فوج چھوڑ کر اپنی تحریک منظم کرنا شروع کی۔ ۱۸۲۰ء میں ۷۵۷ افراد کے قافلے کے ساتھ حج کا تاریخی سفر کیا۔ ۱۸۲۶ء میں انگریزی استعمار سے آزادی کے لیے مسلح جہاد شروع کیا اور ابتدائی مرحلہ میں سکھوں سے سرحدی علاقے آزاد کروائے۔ پشاور، مردان، صوابی اور گردونواح میں ۹ رماہ شریعت نافذ رکھی۔ سکھ راجہ رنجیت سنگھ [۱۷۸۰ء-۱۸۳۹ء] کی ریشہ دوانیوں اور مقامی خوانین کی غداری کے باعث ۱۸۳۱ء کو معرکۂ بالاکوٹ میں جام شہادت نوش کیا۔

۱۵۷۔ میاں جی نور محمد علوی جھنجھانویؒ بن شاہ جمال[۱۷۸۶ء-۱۸۴۳ء] جھنجھانہ دہلی۔ دہلی کے مشہور مدرسہ جامعہ رحیمیہ میں شاہ عبد القادر دہلویؒ[۱۷۵۳ء-۱۸۱۴ء] سے تعلیم حاصل کی۔ تعلیم درمیان میں ترک کر کے لوہاری جلال آباد کی ایک مسجد میں بچوں کو قاعدہ و ناظرہ اور فارسی کی تعلیم دینا شروع کی، سلوک کی تکمیل حاجی عبد الرحیم ولایتیؒ [م: ۱۸۳۰ء] سے کی۔ اپنے شیخ کے ساتھ سید احمد شہیدؒ[م: ۱۸۳۱ء] کی جہادی مہمات میں شریک رہے۔

۱۵۸۔ ترجمہ: جو خود راستہ گم کر بیٹھا ہو، وہ آپ کی کیا رہبری کرے گا۔ سعدی شیرازیؒ

بعض میں تو انکار اور استکبار کی نوبت آجاتی ہے اسی لئے اس غور کی ضرورت ہے کہ قرآن وحدیث اور اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے کا کوئی لائحہ عمل آپ جیسے حضرات غور سے تجویز فرماویں۔ پہلے ہر شخص کو اپنی اصلاح کا خود فکر تھا، وہ خود ہی امراض کے علاج کے لیے اطباء کو ڈھونڈتے تھے، اب وہ امراضِ قلبیہ سے اتنے بے گانہ ہو چکے ہیں کہ مرض کو مرض بھی نہیں سمجھتے، کیا کہوں ؟ اپنے مافی الضمیر کو ادا کرنے پر اچھی طرح قادر نہیں ہوں اور ان مہمانانِ رسول کی شان میں تحریر میں کچھ لانا بھی بے ادبی سمجھتا ہوں، ورنہ اہلِ مدارس کو سب کو ان کے تجربات خوب حاصل ہیں کہ جماعت اور تکبیرِ اولی کے اجتماع کے بجائے سگریٹ، چائے نوشی میں جماعت بھی جاتی رہتی ہے، فإلى الله المشتكى۔ آپ نے تو میرے مافی الضمیر کو خود ہی اپنی تحریر میں واضح فرمادیا، آپ جیسے ناقص تو ہم جیسے کاملوں سے بہت اونچے ہیں۔ میرا مطلب تو آپ اور مفتی شفیع صاحب وغیرہ بقیۃ السلف کو اس لائن کی طرف متوجہ کرنا تھا کہ یہ پہلو بھی آپ کے ذہن میں رہے تو زیادہ اچھا تھا۔ میری بے ربط تحریرات تو اشاعت کے قابل نہیں ہوتیں، آپ حضرات اپنی حسنِ تدبیر، حسنِ رائے سے مدارسِ عربیہ کے طلبہ کو کم سے کم قرآن وحدیث کی عظمت، اس سے محبت پیدا کرنے کی کوئی تدبیر تجویز فرمادیں تو بہت حد تک اصلاح کی امید ہے، ورنہ آپ یہ دیکھ ہی رہے ہیں، اب تو قرآن وحدیث پڑھنے پڑھانے کا اسٹرائیکوں سے مقابلہ کیا جارہا ہے۔

آپ نے بہت اچھا کیا کہ عزیز محمد سلّمہ کی طرف توجہ فرمائی، جزاکم اللہ تعالیٰ۔ "ابنِ عقیل"[۱۵۹] بہت اونچی کتاب ہے، اس ناکارہ نے بھی کچھ بچپن میں پڑھی ہے اور "الفیہ

---

۱۵۹۔ شرح ابن عقیل علی الفیۃ ابن مالک قاضی بہاء الدین عبد اللہ بن عقیل ہمدانیؒ [۱۲۹۸ء۔۱۳۶۷ء] کی علم نحو میں ممتاز کتاب ہے، مولانا بنوریؒ [م: ۱۹۷۷ء] کی پسندیدہ کتاب تھی، جامعہ بنوری ٹاؤن کے نصاب میں داخل ہے، اس لیے

ابنِ مالک"[۱۶۰] کا سبق تو والد نے حفظ سنا ہے، میں نے "متن متین"[۱۶۱] اس واسطے سوچا تھا کہ وہ مختصر "کافیہ"[۱۶۲] کی طرح سے ہے اور جزئیات "کافیہ" سے زیادہ ہیں۔ اگر "متن متین" آپ سے سمجھ کر پڑھ لیتا تو "نحو میر"[۱۶۳] میں بہت مہارت ہو جاتی، لیکن اس میں آپ کی رائے میری رائے سے زیادہ بہتر ہے۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم حبیب اللہ ۲۰/ جنوری ۱۹۷۶ء مدینہ منورہ

---

مولانا محمد بنوریؒ [م:۱۹۹۸ء] کو پڑھاتے رہے۔

۱۶۰۔ الفیہ ابن مالکؒ جس کا ایک نام خلاصہ بھی ہے، یہ امام محمد بن عبد اللہ بن مالک الطائی الجیانیؒ [م:۱۲۷۳ء] کا نحو میں مشہور شعری متن ہے جس میں ۱۰۰۲/ اشعار میں نحوی قواعد کو سمیٹا گیا ہے، اس کی بیسیوں شروح اور حواشی لکھے گئے ہیں۔ جن میں شرح ابن عقیلؒ، شرح الاشمونی اور اوضح المسالک کو خاصی شہرت حاصل ہے۔

۱۶۱۔ متن متین مؤلفہ: مولانا عبد الرسول انصاری مظفریؒ [م:۱۶۷۳ء] (معجم المؤلفین کے مؤلف عمر کحالہ کے مطابق اس سن میں آپ بقید حیات تھے، آپ کی درست تاریخ وفات متعین نہیں) مبتدی طلبہ کے لیے مختصر نحوی متن ہے، اس متن میں قواعد اور قواعد کے امثلہ کی تعداد عام متون سے زیادہ ہیں۔ ہمارے پیش نظر اس کا مکتبہ مجتبائی دہلی کا ۱۹۱۲ء میں مطبوعہ قدیم نسخہ ہے، ۳۲۶/ صفحات پر مشتمل ہے، اس پر مولانا محمد بخش نوشہرویؒ کا عالمانہ حاشیہ ہے، جو جام پور ڈیرہ غازی خان کے مضافات میں ایک بستی نوشہرہ کے ممتاز عالم تھے۔ متن متین عموماً فارسی ترکیب کے ساتھ پڑھا جاتا ہے لیکن یہ کتاب عربی میں ہے، دراصل مصنفؒ نے اس کتاب کو کوئی مستقل نام نہیں دیا بلکہ کتاب کے دیباچہ میں کتاب کا وصف متنٌ متینٌ ذکر کیا ہے، یہی وصف کتاب کا علم مشہور ہو گیا۔ کتاب دو مقاصد اور خاتمہ پر مشتمل ہے، آخر میں تراکیب غریبہ پر انتہائی مفید فصل ہے، مبتدی طلبہ کے لیے انتہائی مفید متن ہے، اس لیے مولانا زکریاؒ [م:۱۹۸۲ء] نے مولانا محمد بنوریؒ [م:۱۹۹۸ء] کے واسطے اسے تجویز کیا تھا۔ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ سے بھی مطبوع ہے۔

۱۶۲۔ کافیہ ابن حاجبؒ [۱۱۷۴ء۔۱۲۴۹ء] کا مشہور نحوی متن ہے اور مدارس میں برسہا برس سے داخل ہے۔

۱۶۳۔ نحو میر میر سید شریف جرجانیؒ [۱۳۴۰ء۔۱۴۱۳ء] کا فارسی متن اور نحو کی بالکل ابتدائی کتاب ہے۔

(۴۱)

باسمہ سبحانہ

المخدوم المکرم حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری زادت معالیکم

بعد سلام مسنون! کل بغیر اطلاع دفعۃً عزیز محمد بنوری سلمہ پہنچ گیا، میں اپنے نزدیک بڑی مدلل معذرت کر چکا، میں تو اس کو بڑی خوشی سے سر آنکھوں پر رکھتا اگر میں زندہ ہوتا، یا کم سے کم میرے پاس جگہ ہوتی۔ ایک حجرہ ایک انار صد بیمار، کام تو یکسوئی میں ہو۔ تاہم جب عزیز موصوف آ گیا تو جب تک اس کا جی لگے خدا کرے لگا رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے حسن ظن کا معاملہ فرمائے، میں نے تو دو خط معذرت کے لکھے، تعجب ہے کہ ایک بھی نہیں پہنچا۔ جی تو میرا بھی بہت چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو آپ کے نقش قدم پر چلائے وماذلک علی اللہ بعزیز۔ دعا ضرور فرماتے رہیں، اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کا دل بھی لگا دے اور مشکلات بھی آسان کر دے۔ ابھی تک تو سید حبیب صاحب [۱۶۴] سے کہنے کی نوبت نہیں آئی کہ وہ اونچے بہت ہیں، اگر ان کے منہ سے نکل گیا کہ یہ تو بہت مشکل ہے تو پھر یہاں رہنا بہت مشکل ہو جائے گا۔ دوستوں کی رائے یہ ہے کہ ابھی کوئی درخواست نہ دیں بعد میں کوئی مشورہ کر لیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ہر نوع کی مدد فرمائے۔ آپ کے مشاغل کو تو دیکھ کر میرا دماغ ویسے پریشان ہو جاتا ہے، کس طرح آپ اتنے مشاغل کو بھگتتے ہیں؟ اہلیہ محترمہ سے سلام مسنون کہہ دیں۔ میں تو عزیز محمد سے بار بار پوچھتا رہتا ہوں کہ جی لگا یا نہیں؟ خدا کرے اس کا جی لگ جائے۔ فقط والسلام

---

۱۶۴۔ سید حبیب بن سید محمود مدنیؒ [۱۹۱۹ء۔ ۲۰۰۲ء] مولانا حسین احمد مدنیؒ [م: ۱۹۵۷ء] کے بھتیجے تھے، ۱۹۳۹ء میں مدرسہ علوم شرعیہ مدینہ منورہ سے علوم کی تکمیل کی۔ مدینہ منورہ کے بلدیہ کے چیئرمین رہے، مدیر اوقاف بھی رہے۔ مدرسہ الفلاح جدہ میں بھی پڑھا، مدرسہ شرعیہ کے مہتمم رہے۔ یہ خاندان مولانا زکریاؒ [م: ۱۹۸۲ء] کے خاص خدام میں سے تھا۔ مدرسہ شرعیہ میں مولانا محمد بنوریؒ [م: ۱۹۹۸ء] کی رہائش کے متعلق ان سے درخواست کا ذکر ہے۔

حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم حبیب اللہ ۱۸ ر مارچ ۷۶ مدینہ طیبہ

یہ خطرات لکھوایا تھا اور آج کی ڈاک سے بھیجنے کا ارداہ تھا مگر طبیعت کچھ صاف نہیں ہو رہی ہے، آج کچھ بخار کا اثر زیادہ ہو گیا کہ شام کو بھائی پاڈیا صاحب[۱۶۵] وغیرہ آئے اور وہ ہندوستان پاکستان کی اتنی ڈاک لائے کہ کل تک تو ان کو سن بھی نہیں سکتا، البتہ کچھ فوری اور کچھ بعد عشاء کے سننا شروع کیا۔ سب سے پہلے جناب کے خط کا اس لئے جواب لکھ رہا ہوں کہ عزیز محمد نے کہا کہ میرے نام بھی خط ہے اور میں لفافہ لکھوں گا۔ جناب نے بغیر انتظار کے بھیج دیا، سر آنکھوں پر۔ اب دعا کیجئے کہ عزیز موصوف کی آمد جتنے دنوں کی بھی ہو بہت مثمر ثمرات وبرکات ہو۔ یہ اعجوبہ تو آج مکہ کے خط سے معلوم ہوا کہ میں ۱۵ ر ربیع الثانی کو پاکستان جا رہا ہوں۔ حکیم یامین صاحب[۱۶۶] نے مکہ سے بہت ڈانٹ کا خط لکھا کہ ہمیں خبر تک نہ کی۔ میں نے بھی لکھ دیا کہ ہمیں بھی معلوم نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے حسن ظن کو سچا کر دے۔ مجھے تو آپ کا لونڈا بہت پسند آرہا ہے مگر افسوس کہ میں زندہ نہیں رہا، اگر میں زندہ ہوتا تو آپ سے

---

۱۶۵۔ غلام محمد اسماعیلؒ پاڈیا بن حافظ اسماعیلؒ [۱۹۳۵ء۔۱۹۹۸ء] حاجی بھائی پاڈیا کے نام سے معروف تھے۔ امز نٹو جنوبی افریقہ میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۶۱ء میں دوران حج تبلیغی جماعت سے متعارف ہوئے، نظام الدین میں مولانا یوسف کاندھلویؒ [م: ۱۹۶۵ء] کی صحبت میں وقت گزارا۔ جنوبی افریقہ کے تبلیغی جماعت کے امیر اور بانی تھے۔ اسپنگو بیچ افریقہ میں دارالعلوم کے لیے جگہ حاصل کی۔ ساری عمر تبلیغ کے لیے وقف کی، افریقی جنگلوں، جھونپڑیوں، ملائشیا وانڈونیشیا کے دلدلوں اور صحراؤں کے سفر کر کے لاکھوں لوگوں تک دعوت پہنچائی، یورپ امریکا اور ایشیا کے تبلیغی سفر کیے اور کئی لوگوں کو مسلمان کیا۔ آپ اسپینگو بیچ میں مدفون ہیں۔

۱۶۶ ۔ حکیم مولانا محمد یامین بن حافظ یونسؒ [م: ۱۹۸۱ء] ۱۹۲۳ء سے ۱۹۳۰ء تک مظاہر علوم سہارنپور میں پڑھ کر علوم مروجہ کی تکمیل کی۔ ۱۳۶۶ھ میں نظام حیدرآباد دکن نے حجاج کی سہولت کے لیے مکہ مکرمہ میں ایک دواخانہ قائم کیا آپ اس کے طبیب مقرر ہوئے، ریاست حیدرآباد کے خاتمہ پر دواخانہ کا نظم مختل ہوا تو مدرسہ صولتیہ کے ناظم مالیات اور بعد میں ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے۔ مولانا زکریاؒ [م: ۱۹۸۲ء] کے خلیفہ مجاز اور ان کی والدہ کے چچازاد بھائی تھے۔ اس لیے آپ کو ماموں یامین کہتے تھے۔ آپ جنت المعلیٰ میں مدفون ہیں۔

مانگتا، آپ کے لئے تو میں بہت دنوں سے جب سے آپ کے کمالات کا علم ہوا صمیم قلب سے دعا کرتا ہوں۔ ابھی تک تو یہ بھی طے نہیں ہوا کہ رمضان کہاں ہو گا؟ لیکن اگر سہارنپور ہوا تو عزیز موصوف کو جس طرح بھی ہو سہارنپور ضرور بھیج دیں۔ میرا رمضان کئی سال سے بہت معرکۃ الآراء بنتا جارہا ہے ۔ میں واقعی بلا مبالغہ یہ سوچتا ہوں کہ

ع او کہ خود گم است ترا رہبری کند

مگر احباب بہت ہی ضروری اور مفید بتاتے ہیں، اس سے تو میں نہیں لپتا، مگر جب احباب کے خواب حضور ﷺ کے ارشادات کے پہنچنے لگتے ہیں تو اس سے عاجز آجاتا ہوں۔ ابھی تک تو کوئی خواب ایسا نہیں آیا مگر ایک چیز اب کے مزید پیش آرہی ہے وہ یہ کہ ہمیشہ اختلاف رائے ضرور رہوا کرتا، اس مرتبہ جو ہمیشہ خلاف کرتے تھے ان کی طرف سے بھی جانا ہی طے ہے۔ آپ بھی دعا ضرور کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو خیر ہو اس کے اسباب پیدا فرمائے۔ فقط والسلام

۱۹ رمارچ ۱۹۷۶ء

(۴۲)

باسمہ سبحانہ

المخدوم المکرم حضرت مولانا الحاج محمد یوسف صاحب بنوری زادت معالیکم

بعد سلام مسنون!

اسی وقت عزیز عبد الحفیظ کا خط پہنچا، جناب نے جو ذرہ نوازی عزیز عبد الحفیظ پر فرمائی، اس سے بہت ہی ندامت ہوئی، اتنی مدارات کی ضرورت نہیں، وہ تو آپ ہی کا بچہ ہے، اس نے بڑی ندامت سے آپ کے احسانات کی تفاصیل لکھیں اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ جناب کی مجلس میں عصر [کے] بعد آپ بیتی ہوتی ہے، اس سے اور بھی شرم آئی، یہ کتاب جناب کی مجلس میں پڑھنے

کی نہیں، اگر بجائے اس کے رسالہ اعتدال[۱۶۷] ہوتا تو مولویوں کے زیادہ مناسب تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جناب والا پشاور پنڈی تشریف لے گئے،اس کے نتیجہ کا انتظار ہے۔ اللہ تعالیٰ مساعی جمیلہ کو مثمر ثمرات بنائے اور مکروہات سے محفوظ فرمائے۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم حبیب اللہ ۲؍ مئی ۱۹۷۶ء مدینہ طیبہ

مدینہ تو جواب کا وقت رہا نہیں۔ ۱۵؍ جمادی الثانی کو یہاں سے روانگی ہے، صولتیہ[۱۶۸] مکہ کے پتے سے جواب بھیجیں۔

(۴۳)

باسمہ سبحانہ

المخدوم المکرم حضرت مولانا الحاج محمد یوسف صاحب بنوری زادت معالیکم

بعد سلام مسنون! پہلے والا نامہ کا جواب جاچکا، مژدہ عافیت سے مسرت ہوئی، آپ کی ہمت میں قصور نہیں ماشاء اللہ جوان ہو رہے ہو، قصورِ ہمت کا تو میں شکار ہوں۔ روضۂ اقدس پر تو بے کہے بھی میں صلوۃ وسلام پیش کرتا رہتا ہوں، مگر آپ نے بھی بہت اچھا کیا کہ لکھ دیا۔ قادیانی مسئلہ کا حل نہ ہوسکنے کا بہت قلق ہے، اللہ تعالیٰ ہی مساعی جمیلہ کو مثمر ثمرات وبرکات

---

۱۶۷۔ الاعتدال فی مراتب الرجال المعروف بہ اسلامی سیاست مولانا زکریاؒ [م:۱۹۸۲ء] کا طویل خط ہے جو در حقیقت سیاسی مسائل میں معتدل مؤقف اختیار کرنے اور شخصیات کے مراتب کو اختلاف کے باوجود قائم رکھنے کے سلسلے میں ایک خادم کے سات سوالات کے جواب میں ۱۹۳۸ء میں لکھا گیا۔ ادب الخلاف پر ہزاروں احادیث اور سینکڑوں آیات کا عطر پیش کیا گیا ہے۔ یہ خط مع جواب رسالہ کی صورت میں مولانا عبد القادر رائے پوریؒ [م:۱۹۶۲ء] اور مولانا محمد الیاسؒ [م:۱۹۴۴ء] کے اصرار پر طبع ہوا۔

۱۶۸۔ مدرسہ صولتیہ (مکہ مکرمہ) مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ [۱۸۱۸ء۔ ۱۸۹۱ء] نے کلکتہ ہندوستان کی ایک خاتون صولت النساء بیگم کے مالی تعاون سے ۱۸۷۴ء میں قائم کیا تھا۔ کیرانوی خاندان کے افراد اس کے مہتمم رہے۔ یہ مدرسہ ۲۰۰۸ء میں حرم مکی کی توسیع میں آگیا اور اس کے لیے متبادل جگہ فراہم کی گئی۔

بنائے۔ سہارنپور جانے کی بشارت معلوم نہیں کس نے لکھ دی، سہارنپور جانے پر جبر و اکراہ ہورہا ہے مگر میری طبیعت ابھی تک نہیں چلی۔ آپ نے جو لکھا صحیح لکھا، بہت مشکل سے بغیر سہارے بیٹھنا ہوتا ہے، ورنہ بغیر سہارے بیٹھنا بھی مشکل ہے۔ ایک ضروری بات یہ ہے کہ آج کل عصر کے بعد کی مجلس میں حضرت مدنیؒ کے خطوط[۱۶۹] ہورہے ہیں، معلوم نہیں یہ آپ کے یہاں ہیں یا نہیں؟ دوسری جلد کا آخری خط بہت طویل ابو اللیث امیر جماعت مودودی ہند[۱۷۰] کے نام ہے، اسے ضرور ملاحظہ فرمالیں اور اگر مناسب ہو تو فتنہ مودودیت معرب کے ساتھ اسے بھی معرب کراکر چھاپ دیں۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم حبیب اللہ

۶/ مئی ۱۹۷۶ء مدینہ طیبہ

---

۱۶۹۔ مکتوبات شیخ الاسلام، مولانا حسین احمد مدنیؒ [م: ۱۹۵۷ء] کے مکاتیب جو چار جلدوں میں مولانا نجم الدین اصلاحی نے مرتب کیے ہیں۔ پہلی بار ۱۹۵۲ء میں مطبع معارف اعظم گڑھ سے طبع ہوئے۔ یہ مکاتیب دوستوں، عزیزوں، ارادتمندوں اور معاصر اہل علم کو لکھے گئے ہیں اور ان میں علمی، سماجی، فقہی اور سیاسی مسائل پر آراء و افکار کا گراں قدر ذخیرہ جمع ہوگیا ہے۔ مکتبہ رشیدیہ کراچی سے بھی مطبوع ہیں۔

۱۷۰۔ شیر محمد ابواللیث بن توجہ حسین [۱۹۱۳ء۔ ۱۹۹۰ء] چاندپٹی اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے، مدرسۃ الاصلاح اعظم گڑھ میں پڑھا اور ۱۹۳۲ء میں ندوۃ العلماء لکھنو سے فارغ ہوئے۔ ندوہ میں پڑھاتے رہے، تحریکی مزاج کے باعث قید وبند کی صعوبتیں جھیلیں۔ ۱۹۴۸ء سے ۱۹۷۲ء تک اور پھر ۱۹۸۱ء سے ۱۹۹۰ء تک جماعت اسلامی ہند کے امیر رہے۔ ۱۹۹۰ء میں جماعت سے علیحدگی اختیار کرکے آبائی وطن میں رہائش پذیر ہوگئے۔ عربی، فارسی، انگریزی کے ماہر تھے۔ بیسیوں کتب کے مصنف ہیں۔

(۴۴)

المخدوم المکرم حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صاحب مدفیوضہم

بعد سلام مسنون!

اسی وقت عزیز محمد بنوری نے اپنے بہنوئی[۱۷۱] کا خط سنایا جس میں مدرسہ کا نیا نظام تحریر تھا، [اس] کو سن کر بہت مسرت ہوئی، آپ کی سرپرستی اور برکات شامل رہیں اور آپ کی نگرانی میں آئندہ کا نظم ہو جائے تو بہت ہی اچھا، اکابر کا طرز یہی رہا ہے۔ آج کل ساہیوال سے دارالعلوم نمبر[۱۷۲] آیا ہوا ہے اور عصر کے بعد اسی میں گزرتا ہے۔ مجھے تو بہت خوشی ہوئی، اس لئے کہ اکابر کے حالات جتنے بھی زیادہ سے زیادہ مطبوع ہو جائیں اچھا ہے، ورنہ نسیاً منسیاً ہو جاتے ہیں۔ میں نے تو عزیز محمد بنوری کو بہت زور کا خط لکھا تھا کہ وہ آپ سے دریافت کر کے اکابر کے طالب علمانہ حالات ضرور لکھا کرے اور آپ کی نظر ثانی کے بعد میں چھپوا دوں گا۔ دعاؤں کا بہت محتاج ہوں۔ یہ تو آپ نے سن لیا ہو گا کہ باوجود ضعف پیری اور معذوری جب رمضان ہندوستان کا طے کر ہی لیا، وسط جمادی الثانیہ میں مدینہ سے اور شروع رجب میں جدہ سے بمبئی کا ارادہ ہے۔ فقط والسلام

---

۱۷۱۔ مراد مفتی احمد الرحمن[۱۹۳۹ء۔ ۱۹۹۱ء] بن مولانا عبد الرحمن کاملپوری ہیں۔ بہبودی حضرو اٹک میں پیدا ہوئے، ۱۹۶۱ء میں جامعہ بنوری ٹاؤن سے دورہ حدیث کیا۔ یہیں بعد از تخصص فی الافتاء استاد مقرر ہوئے اور مفتی و شیخ الحدیث و مہتمم کے منصب تک پہنچے۔ سواد اعظم اہل سنت کے سرپرست، وفاق المدارس العربیہ کے ناظم اعلیٰ، مولانا بنوری کے داماد و جانشین اور مولانا فقیر محمد پشاوری[م: ۱۹۹۱ء] کے خلیفہ تھے۔ جامعہ بنوری ٹاؤن کی کئی شاخیں قائم کیں۔ سیاسی، سماجی و مسلکی ہر سطح پر متحرک رہے۔

۱۷۲۔ مراد ترجمان جامعہ رشیدیہ ماہنامہ الرشید ساہیوال کا دارالعلوم دیوبند نمبر ہے۔ جو فروری، مارچ ۱۹۷۶ء کے شماروں میں ۸۰۰ صفحات پر شائع ہوا۔ اس کے مرتب مدیر رسالہ مولانا عبد الرشید ارشد[م: ۲۰۰۶ء] تھے۔ قاری محمد طیب[۱۸۹۷ء۔ ۱۹۸۳ء] نے لاہور میں اس کی تقریب رونمائی کی صدارت کی۔

حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم حبیب اللہ ۱۰ ر مئی ۱۹۷۶ء مدینہ طیبہ

(۴۵)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

المخدوم المکرم حضرت مولانا الحاج محمد یوسف بنوری صاحب زادت معالیکم

بعد سلام مسنون! مجھے فتنہ مودودیت معرب کا بہت ہی دنوں سے اشتیاق وانتظار ہے، آپ نے اور آپ سے زیادہ مولانا عبدالرزاق نے بھی اشتیاق بڑھا دیا، ان کے دو ایک خطوط عزیز شاہد کے پاس آئے تھے جس میں انہوں نے احادیث کا حوالہ مانگا تھا، ان کا جواب بھی تقریباً ایک دوماہ ہوئے جاچکا۔ جناب نے تحریر فرمایا تھا کہ مولوی اسعد مدنی اس کو معرب کر کے چھپوا رہے ہیں، مجھے اس کا انتظار ہے، میں نے ان کا تعاقب شروع کیا مگر وہ آج کل جہانیاں جہاں گشت بن رہے ہیں۔ میں نے کئی خطوط ان کو بواسطہ اور بلا واسطہ لکھے جس کا جواب کل کی ڈاک میں آیا جو بعینہٖ نقل کرا رہا ہوں۔ اس سے بہت تعجب ہوا کہ انہوں نے لکھا کہ تیرا خط ۲۴ر اپریل کا ۲۸ر مئی کو ملا، میرے خیال میں وہ دنیا میں گشت کر رہے ہوں گے اور خط دفتر میں پڑا رہا ہوگا۔ بہر حال ان کے خط کی نقل یہ ہے:

"مجھے بہت افسوس ہے کہ وقت نہ ملنے کے سبب فتنہ مودودیت کا ترجمہ احقر نہ بھیج سکا، احقر نے ترجمہ کرا کے (بعض حصوں کے حذف کے ساتھ جو کہ عرب ممالک میں مضر پڑتے ہیں) اس کو بھی سیکلو اسٹائل کرایا۔ ابھی چھپوایا نہیں اور اس کی کاپیاں شیخ الازہر وسعودی، کویتی، ابو ظبی کے علماء کے دیکھنے کے لئے دی ہیں، بحمد اللہ لوگوں نے اسے پڑھا اور اثر لیا ہے۔ چنانچہ شیخ الازہر نے اس کا ذکر مولانا بنوری صاحب سے کیا، انہوں نے مجھے لکھا اور دیکھنے کا اشتیاق ظاہر کیا اور احقر نے انہیں بھیجا فقط۔"

امید ہے کہ مولوی اسعد کے لکھنے کی حکایت آپ کے پاس سیکلو اسٹائل کاپی پہنچ گئی ہو گی۔ یہ ناکارہ تو آج کل پابہ رکاب ہے اور بہت قلق کی بات یہ سنی کہ جہاز اب کراچی نہیں ٹھہرتا اور جناب کے بارے میں تو میرا پہلے بھی یہ خیال تھا کہ مطار پر تشریف نہ لائیں اس لئے کہ وقت بہت تھوڑا ہے اور تکلیف زیادہ ہو گی، البتہ جو احباب محمد بنوری کو مطار پر لینے آئیں وہ کوئی گرامی نامہ ضرور لائیں۔ اب تو یہ سن رہے ہیں کہ یہ جہاز بجائے کراچی کے دبئی سے سیدھا دو گھنٹہ ٹھہر کے بمبئی چلا جائے گا۔ اب تو گرامی نامے کی زیارت بھی ہندستان میں بظاہر ہو گی۔ خدا کرے کہ مولوی محمد بنوری کے ہندوستان آنے تک جو وسط شعبان ہندوستان آنے کا ارداہ کر رہے ہیں، کتاب چھپ جائے اور یہ دس بارہ نسخے لیتے آویں تو بہت اچھا ہو۔ دعاؤں کا بہت محتاج ہوں اور سفر کی بالکل ہمت نہیں، جوں جوں دن قریب آرہا ہے طبیعت بگڑتی جا رہی ہے، دعاؤں کا بہت محتاج ہوں۔ اہلیہ محترمہ سے سلام مسنون کہہ دیں۔ صاحبزادیوں کو دعوات۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا بقلم عبد الحفیظ مدینہ منورہ

جمعرات ۱۰ ار جون ۱۹۷۶ء

(۴۶)

باسمہ سبحانہ

المخدوم المکرم حضرت مولانا یوسف صاحب بنوری زادت معالیکم

بعد سلام مسنون!

آج کی ڈاک سے گرامی نامہ مؤرخہ ۶ر جنوری ۱۰ ار کو بہت جلد پہنچ گیا، میری طبیعت تو اب تک بہت ہی گڑبڑ چل رہی ہے۔ آپ کا معجون تو بہت مفید ممکن ہو مگر آپ نے فرمایا تھا کہ بخار میں نہ کھایا جائے، مگر کبھی کبھی تو بخار میں بھی کھا ہی لیتا ہوں کہ ضعف بہت ہو جاتا ہے، مگر اب نہ بھیجیں، میرے پاس بہت موجود ہے لیکن میری صحت سے زیادہ آپ کی صحت کو بہت زیادہ

ضرورت ہے، اس سے بہت مسرت ہوئی کہ آنکھ کی تکلیف عارضی نکلی، گرامی نامہ پہنچا تھا اس کا جواب بھیج چکا ہوں اور معرب فتنۂ مودودیت بھی الحاج عبد الرشید سورتی کراچوی [۱۷۳] کے ذریعے بھیج چکا ہوں، امید ہے کہ پہنچ گیا ہو گا، ان سے بہت بڑی تاکید کر دی تھی کہ بڑا ضروری اور اہم ہے انہوں نے بھی وعدہ کیا ہے کہ براہ راست مولانا کو پہنچا دوں گا۔ میرا بھی جی چاہتا ہے کہ جلد چھپ جائے، اللہ تعالیٰ آپ کو بہت جلد صحت و قوت عطا فرمائے۔

محمد کے متعلق آپ توقع ہرگز نہ چھوڑیں بلکہ باطنی اور ظاہری زور ضرور رکھیں، دنیا دارالاسباب ہے اور آپ کی تھوڑی توجہ بھی اس کے لئے مفید ہو گی۔ میں تو بہت اہتمام سے دعا بھی کرتا ہوں اور تمنا بھی کہ اللہ تعالیٰ اس کو آپ کے علوم کا وارث بنائے اور قدم بقدم چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مجھے تو اس کی بعض باتیں بڑی اچھی لگیں، کچھ پہلے شکنجہ میں آجاتا تو بڑا مفید ہوتا۔ خدا کرے کہ آپ کا پریس مین جلد اچھا ہو جائے اور استاد مودودی نمبر ۲ [۱۷۴] جلد طبع ہو جائے، فتنہ مودودیت معرب کی نظر ثانی کی ضرورت ہے، کتابت کی بھی غلطیاں ہیں۔ اہلیہ محترمہ سے سلام مسنون فرمادیں۔

---

۱۷۳۔ حافظ عبد الرشید سورتیؒ [م:۲۰۱۶ء] سورت گجرات میں پیدا ہوئے، ہجرت کے بعد کراچی میں رہے، تبلیغی جماعت سے شروع ہی سے وابستہ تھے، مولانا عبد القادر رائے پوریؒ، مولانا عبد العزیز رائے پوریؒ، مولانا زکریاؒ اور مولانا یوسف کاندھلویؒ سے قریبی تعلق رہا، دس سال تبلیغی جماعت کراچی کے امیر رہے۔

۱۷۴۔ الاستاد المودودی وشئی من افکارہ و حیاتہ، مولانا محمد یوسف بنوریؒ [م:۱۹۷۷ء] کا عربی رسالہ ہے جو دو حصوں میں چھپا، اس کے دس حصوں کا ارادہ تھا لیکن مکمل نہ ہو سکا۔ پہلی بار یہ جامعہ بنوری ٹاؤن سے طبع ہوا، اب اسے ٹائپ کے نسخے پر استنبول ترکی سے بھی شائع کیا گیا ہے، یہ رسالہ مولانا زکریاؒ [م:۱۹۸۲ء] کے خط جو اردو میں فتنہ مودودیت کے نام سے مطبوع ہے، کے عربی ترجمہ کے لیے بطور مقدمہ لکھنا شروع کیا تھا لیکن مستقل کتاب بن گئی۔ فتنہ مودودیت کی عربی تعریب مولانا اسعد مدنیؒ [م:۲۰۰۶ء] کے ایما پر مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندرؒ [م:۲۰۲۱ء] نے کی تھی۔

نومولود[175] کو دعوات، اللہ تعالیٰ اس کو بھی آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔

فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم حبیب اللہ ۱۱ر جنوری ۱۹۷۷ء

(۴۷)

باسمہٖ سبحانہ وتعالیٰ

المخدوم المکرم حضرت مولانا الحاج محمد یوسف صاحب

زادت معالیکم وانفعنی اللہ والمسلمین بطول بقائہٖ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ جل شانہ آپ کو صحت وقوت کے ساتھ بہت طویل عمر عطا فرماوے کہ بہت ہی ضرورتیں دین دنیا کی اور خاص طور سے اس ناکارہ کی آپ سے وابستہ ہیں۔ آج کی ڈاک سے رجسٹری والا نامہ مؤرخہ ۵ر فروری پہنچا، اس میں تو خاصی دیر لگی کہیں سہو تو نہیں ہوا۔ یہ مودودیوں کا معرب مضمون تو مجھے خود سمجھ میں نہیں آیا بلکہ پوچھوایا بھی کہ بھئی! کیا اعتراض ہے؟ کہاں اعتراض ہے؟ مگر پتہ نہیں چلا۔ میں نے چونکہ یہ سنا کہ یہ کئی ہزار چھاپا گیا اور کئی طالبعلم پا کی اس کو ہر شخص تک پہنچانے میں سرگرم ہیں۔ اجتماع جامعہ میں آنے والوں کو بھی دکھلا رہے ہیں، اس لئے جناب کے علم میں لانے کے لئے ارسال کیا۔ اللہ کرے آپ کے حسن نیت واخلاص سے صحیح تاثر اٹھاویں، مگر میں تو اب تک یہی سن رہا ہوں کہ یہ بے وقوف بہت ہی بھڑکانے کی کوشش کر رہا ہے، اللہ تعالیٰ ناکام کرلے۔ آپ نے اس ناکارہ کے لئے صحیح بخاری اورآیۃ کریمہ کا ختم کرایا، اللہ تعالیٰ آپ کی اس محبت کو طرفین کے لئے دینی ترقیات کا ذریعہ

---

۱۷۵۔ مراد مولانا سید سلیمان بنوری حال مہتمم جامعہ بنوری ٹاؤن ہیں جو مولانا بنوریؒ [م:۱۹۷۷ء] کی دوسری اہلیہ سے اکلوتی اولاد ہے۔

بنائے، آپ کے احسانات سے تو میں بہت ہی دب رہا ہوں، اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے حسن خاتمہ کی دولت سے مالا مال کرلے۔ اجل تو ہر حال آنی ہے اور عمر طبعی سے تو بہت آگے بڑھ چکا ہوں"اعمار امتی" الحدیث[۱۷۶]۔ قصیدے کے انتساب ہی کی وجہ سے مجھے جناب سے مراجعت کی نوبت آئی، آپ کے ہاں سے "نعت ارمغان"[۱۷۷] کے نام سے کوئی کتاب چھپی تھی اس میں چند اشعار بانتساب الی الامام الاعظم[۱۷۸] چھپے ہیں مگر حوالہ انہوں نے بھی کوئی نہیں لکھا، اگر حوالے کی توثیق ہو جاوے تب تو حوالہ تحریر فرمادیں، ورنہ تو میرا خیال ہے کہ اتنا کافی ہے کہ امام صاحب کی طرف یہ قصیدہ منسوب بتایا جاتا ہے مگر تحقیق نہیں ہوا یا کوئی اور الفاظ آپ مناسب سمجھیں۔ مولانا عبدالرشید[۱۷۹] صاحب کے خط سے عرصہ ہوا آپ کے ادارہ سے وابستگی

---

۱۷۶۔اعمار امتی مابین الستین الی السبعین۔ ترمذی:۳۵۵۰، ابن ماجہ: ۴۲۳۶۔ ترجمہ: میری امت کے (اکثر لوگوں کی) عمریں ساٹھ سے ستر سال کے درمیان ہوں گی۔

۱۷۷۔ مراد "ارمغان نعت" مرتبہ شفیق احمد بریلویؒ [۱۹۲۰ء۔۱۹۸۱ء] ہے، جس میں چودہ سو سالہ تاریخ کے ۳۲۰ شعراء کی اتنی ہی نعتیں جمع کی گئی ہیں۔ کتاب کا تیسرا ایڈیشن ہمارے سامنے ہے جو ۱۹۷۹ء میں مدینہ پبلشنگ کمپنی جناح روڈ کراچی سے شائع ہوا۔ پہلی بار یہ کتاب ۱۹۷۴ء میں طبع ہوئی۔

۱۷۸۔ کتاب کے ص:۵۵ پر امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ [۶۹۹ء۔۷۶۷ء] کی طرف ایک عربی قصیدہ منسوب ہے جس کا مطلع ہے:

یا سید السادات جئتک قاصدا ارجو رضاک واحتمی بحماک

اس قصیدے میں سولہ اشعار ہیں۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ سے یہ قصیدہ ثابت نہیں۔

۱۷۹۔ مولانا عبدالرشید نعمانیؒ بن منشی عبدالرحیمؒ [۱۹۱۵ء۔۱۹۹۹ء] جے پور راجستھان کے راجپوت گھرانے سے تعلق تھا، ندوۃ العلماء لکھنو میں علامہ حیدر حسن خان ٹونکی [م:۱۹۴۲ء] سے حدیث پڑھی اور انکی نگرانی میں معجم المصنفین کی تدوین میں حصہ لیا، ۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۷ء تک ندوۃ المصنفین دہلی کے رکن رہے، تقسیم ہند کے بعد دارالعلوم ٹنڈواللہ یار میں مدرس ہوئے، ۱۹۵۵ء میں جامعہ بنوری ٹاؤن آئے اور درجات علیا کی کتب پڑھانے کے ساتھ ماہنامہ بینات کے مدیر بنے، ۱۹۶۳ء سے ۱۹۷۶ء تک جامعہ عباسیہ بہاولپور میں شعبہ اسلامیات کے صدر رہے، وہاں سے تعلق منقطع ہوا تو

کا حال معلوم ہوا تھا، میں نے تو انہیں بہت مبارک باد لکھی تھی، اللہ تعالیٰ ادارے کو ان سے اور ان کو ادارے سے بہت ہی فائدہ پہنچائے۔ مجھ پر تو ان کی بہت قدیم عنایات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس تعلق کو طرفین کے لئے دینی ترقی کا ذریعہ بنائے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ تک بعد والوں کا کلام کہاں پہنچ سکے؟!! ڈاکٹر اسرار نے اپنے مضمون رسالہ میثاق[۱۸۰] میں آپ سے گفتگو نقل کی تھی، وہ رسالہ میثاق تو اس وقت میرے پاس نہیں، علی میاں اس مدنی اجتماع میں آئے ہوئے ہیں، وہ اس کو سننے کے لئے لے گئے تھے، پھر بیمار ہو گئے، مجھے بھی آپ کے گرامی نامے سے یاد آیا۔ مجھے تو نام تجویز کرنا یاد نہیں، اس کا نام آپ ہی مناسب تجویز کرلیں۔ الاستاذ المودودی الخ تو آپ کی تالیف مستقل دس حصوں میں ہوگئی، آپ خود ہی کوئی اچھا سا نام تجویز فرمالیں، میرے ذہن میں کچھ نہیں[۱۸۱]۔ یہ صحیح ہے کہ اس پر ایک دو ورق آپ کے ہونے بہت

---

جامعہ بنوری ٹاؤن میں تخصص فی الحدیث کے نگران ہوئے اور تادم آخر اسی منصب پر رہے۔ مکانۃ الامام ابی حنیفہ فی الحدیث، ابن ماجہ اور علم حدیث اور ماتمس الیہ الحاجہ عمن یطالع سنن ابن ماجہ سمیت بیسیوں کتب اور علمی مقالات تحریر کیے۔ ردناصبیت پر تحقیقی رسائل آپ کا امتیاز ہے۔

۱۸۰۔ ماہنامہ میثاق تنظیم اسلامی کا ترجمان ہے۔ جون ۱۹۵۹ء میں اس کا آغاز مولانا محمد امین اصلاحی مرحوم [م:۱۹۹۷ء] کی ادارت میں ہوا، ڈاکٹر اسرار احمدؒ [م:۲۰۱۰ء] نے دسمبر ۱۹۷۶ء کے میثاق میں مولانا بنوریؒ [م:۱۹۷۷ء] سے اپنی ملاقات اور گفتگو کا حال لکھا ہے، جس میں انہوں نے مولانا بنوریؒ کو تنظیم اسلامی کی مجلس شوریٰ میں شمولیت کی دعوت دی تھی اور مولانا بنوریؒ نے اس سے عذر کیا تھا۔ ڈاکٹر اسرارؒ نے اپنی کتاب "جماعت شیخ الہند اور تنظیم اسلامی" میں مولانا بنوریؒ سے اپنے تعلقات کی سرگزشت کے ذیل میں اسی ملاقات کا ایک واقعہ یہ لکھا ہے کہ مولانا بنوریؒ نے ان سے کہا تھا کہ آپ مولانا حمید الدین فراہی [م:۱۹۳۰ء] اور امین احسن اصلاحی کو بہت اہمیت دیتے ہیں، ہم ان کے معلم اول علامہ ابن تیمیہؒ [م:۱۳۲۸ء] کو علم کا بحر ذخار ماننے کے باوجود اتنی اہمیت نہیں دیتے تو ان لوگوں کی کیا حیثیت ہے؟؟ اسی شمارہ میں ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے مولانا اصلاحی سے اپنے تعلق کے انقطاع کا اعلان کیا تھا۔ مولانا زکریاؒ کے مکتوب میں اسی شمارے کی طرف اشارہ ہے۔

۱۸۱۔ فتنہ مودودیت معرب کے نام کا ذکر ہے۔

مناسب ہیں، یہ بھی آپ نے صحیح تحریر فرمایا کہ تین ہزار تو میرے ہوں گے اور بقیہ کوئی جتنا چھپوانا چاہے، شوق سے چھپوایا جائے گا۔ قصیدہ امام اعظم آپ نے تحریر فرمایا کہ بینات میں چھپوایا جائے گا، میری رائے سے ہر گز نہیں اگر آپ کی رائے ہو، انتساب صحیح مل جاتا تو میں ضرور درخواست کرتا کہ چھپے گا۔

سلام والے قصے میں شاید مجھ سے یا میرے کاتب سے سہو ہوا۔ میں نے تو یہ لکھا تھا کہ ان صاحب نے مواجہہ شریف پر پڑھوانے کی درخواست کی ہے، وہاں پڑھوانا تو بہت مشکل۔ میں نے آپ کے فتوے کا جو ذکر کیا تھا وہ تو اس پہ کیا تھا کہ ایک دفعہ بہت سال ہوئے آپ نے فرمایا تھا کہ مسجد کے جس حصے میں بھی سلام پڑھا جائے وہ خطاب کے لفظ سے جائز ہے،.بحث اس میں تھی کہ میرے معتکف یعنی باب عمر میں بیٹھ کر بعد "السلام علیک یا رسول اللہ" پڑھا جائے یا نہیں؟ جناب نے فرمایا تھا کہ میرے نزدیک تو پڑھا جائے۔ مولوی انعام الحسن صاحب دہلوی کو اس میں تردد تھا۔ مولوی سعید خان صاحب[۱۸۲] نے آپ کی تائید کی تھی۔ عزیز محمد سلمہ کے متعلق میری تو بہت ہی تمنا اور دعائیں ہیں کہ وہ آپ سے کچھ لے لے۔ اس کو بہت سمجھایا بھی، بار بار کوشش بھی کیں، میرے سامنے تو وہ ہمیشہ اعتراف تقصیر ہی کرے اور وعدے بھی، مگر عملی صورت کوئی اب تک پیدا نہیں ہوئی، میں نے گذشتہ سال اس سے بہت اصرار کیا تھا کہ مؤطا امام محمد جو اس نے یہاں شروع کی تھی اس کی تکمیل وہاں آپ سے ضرور کر لے اور جو

۱۸۲ ۔ مولانا سعید احمد خانؒ [۱۹۰۷ء۔۱۹۹۸ء] ۱۹۳۴ء تا ۱۹۴۱ء مکمل تعلیم مظاہر علوم سہارنپور میں حاصل کی۔ مولانا تھانویؒ [م:۱۹۴۳ء] اور مولانا الیاسؒ [م:۱۹۴۴ء] سے اصلاحی تعلق رہا، تبلیغی جماعت سے وابستہ تھے، ۱۹۴۶ء میں بسلسلہ تبلیغ حجاز ہجرت کی اور ۱۹۵۲ء میں تبلیغی جماعت سعودیہ کے امیر بنے، روس کے خلاف جہاد افغانستان میں بھی شرکت کی، مولانا زکریاؒ [م:۱۹۸۲ء] کی طرف سے خلافت حاصل تھی۔ مسجد نور مدینہ منورہ اور حرمین شریفین میں متعدد کتب کا درس دیا۔ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

لفظ بھی آپ فرماویں چاہے کتنا ہی واضح اور غیر ضروری ہو اسے ضرور نوٹ کرے۔میں نے اپنے حضرت نوراللہ مرقدہ سے جب نسائی شریف پڑھی تو میرے حضرت قدس سرہ اگر کوئی لفظ ایسا فرماتے تھے جو بین السطور میں خود موجود ہوتا تھا اور بہت ظاہر ہو[تا] تو بھی میں اسے ضرور نوٹ کیا کر[تا] تھا، اب تو خبر نہیں وہ تقریر کہاں ہوگی؟نسائی شریف چونکہ ختم سال پر ہوتی تھی اور سرداً ہوتی تھی، اس لئے تقاریر تو اس میں کم ہوتی تھیں مگر مجھے اہتمام تھا کہ حضرت جو فرماویں اسے ضرور نقل کروں۔اس نے تو عرصے سے مجھے خط ہی نہیں لکھا، حالانکہ میں کئی خطوط اسے لکھوا چکا ہوں۔اہلیہ محترمہ سے ضرور سلام فرماویں اور عزیز سلیمان کے لئے دعوات۔فقط والسلام

حضرت شیخ دام مجدہم از مدینہ طیبہ ۷ار فروری ۷۷ء بقلم عبدالحفیظ

(۴۸)

باسمہٖ سبحانہ

المخدوم المکرم حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری زادت معالیکم

بعد سلام مسنون!

اسی وقت بھائی یحییٰ کے ذریعہ گرامی نامہ اور عطیہ سنیئہ معجون عجیب پہنچا، معجون آئندہ نہ بھیجیں اس لئے کہ پہلے کا بھی باقی تھا اور مزید آگیا اور چونکہ اس میں دو شرطیں تھیں، ایک یہ کہ بخار میں نہ کھایا جائے، دوسرے یہ کہ گرمی میں نہ کھایا جائے اس لئے وہ کم استعمال ہوا۔اللہ تعالیٰ آپ کو بہت بلند درجے عطا فرمائے۔قریب میں تو کوئی گرامی نامہ جناب کار جسٹری نہیں آیا۔اس سے بہت ہی مسرت ہوئی کہ فتنہ مودودی معرب جلد طبع ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔جب آپ سر دست مزید چھپوانے کا ارادہ نہیں فرمارہے ہیں تو میرے نسخوں میں سے سو ضرور قبول فرمالیں، میں نے تو اس خیال سے لکھا تھا کہ شاید کوئی

دوسرا طبع کرائے، میرے یہاں کبھی رجسٹری کا سلسلہ نہیں ہوا، جو چاہے طبع کرائے، میرے یہاں استاد مودودی نمبر ا اور نمبر ۲ کے تین تین نسخے پہنچ گئے اور فرط شوق میں خط بند کر کے اس کو سننا شروع کر دیا اور خط کے دوران ہی میں آدھی سن لی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہت ہی درجات عالیہ عطا فرمائے اور آپ کے ارادہ کی تکمیل فرمائے، آپ نے عزیز محمد سلمہ کی منگنی کر دی، بہت ہی اچھا کیا، عزیزان یوسف مرحوم اور انعام سلمہ کا جب نکاح ہوا اور چچا جان ہی کے حکم سے ہوا تھا مگر ساتھ ہی انہوں نے یہ اشکال کیا کہ ان کی تعلیم کا حرج نہ ہو، میری زبان سے بے اختیار نکلا کہ بالکل نہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے محمد بھی ان کے نقش قدم پر چلے۔ نکاح ضرور کر دیجئے اور علمی ترقیات سے مایوس ہرگز مت ہوئیے، آپ کی مایوسی کو بھی بہت دخل ہے مگر ماحول اور عمر کا تقاضا میرے نزدیک بھی یہی ہے کہ شادی جلد از جلد کرادی جائے اور زندگی سے تو آنے پر دعوت بھی کھالیں گے۔ اللہ تعالیٰ تقریب سعید کو باحسن وجوہ تکمیل کو پہنچائے اللہ تعالیٰ کرے کہ حاجی صاحب[۱۸۳] کے اثرات لڑکی میں بھی ہوں۔

آپ کے یہاں کے الیکشن کی خبریں تو خوب سن رہا ہوں اور ہندوستان میں بھی اسی زمانہ میں الیکشن ہے، اللہ تعالیٰ جو مسلمانوں کے حق میں خیر ہو اس کے اسباب پیدا فرمائے۔ اس سے بہت قلق ہوا کہ قومی اتحاد کے بیس نفر قتل ہو گئے،[۱۸۴] اللہ تعالیٰ ہی رحم فرمائے۔ میں تو بہت اہتمام سے رات دن اسی میں رہتا ہوں، روضۂ اقدس پر تو بہت اہتمام سے سلام پیش کرتا رہتا

---

۱۸۳۔ مولانا محمد بنوریؒ کے خسر حاجی محمد زمانؒ [م:۱۹۹۱ء] مراد ہیں۔ بخاری سید و نیک سیرت شخصیت تھے۔

۱۸۴۔ ۷ جنوری ۷۷ ۱۹ء کو بننے والی حزب اختلاف کی ۱۱ رجماعتوں نے قومی اتحاد مفتی محمودؒ [م:۱۹۸۰ء] کی سربراہی میں قائم کیا، مارچ ۷۷ ۱۹ء الیکشن کے نتائج مسترد کرتے ہوئے قومی اتحاد نے احتجاج شروع کیا، جس پر تشدد کے نتیجے میں یہ افراد مارے گئے۔ اس عدم استحکام کے نتیجے میں اپریل ۷۷ء میں جزوی اور جولائی میں کلی مارشل لاء نافذ کیا گیا۔

ہوں۔ بھائی یحیٰی کی زبانی مولانا عزیر گل[۱۸۵] کی مسجد کی رقم اور اس میں سے چھ سو کسی اور کو دلوانے کا ذکر میری طرف منسوب کیا گیا، مجھے اس کا کوئی ذکر نہیں۔ معلوم نہیں آپ کو کیوں مغالطہ لگا؟ اس کا تعلق تو مولانا اسعد صاحب سے ہے۔ میں نے تو چھ کتابیں بھائی یوسف رنگ والوں کے ہاتھ جناب کی خدمت میں بھیجی تھیں، ان کا ذکر نہ آپ کے خط میں ہے اور بھائی یوسف کا تو کوئی خط آیا ہی نہیں، ان کو بھی اسی لفافہ میں پرچے لکھوا رہا ہوں، مفتی شاہد صاحب کے ذریعے ان کو بھجوادیں، دعاؤں کا بہت زیادہ محتاج ہوں۔ بھائی یحیٰی کے ہاتھ حلوہ کا ایک ڈبہ اہلیہ محترمہ کے لئے بھیجا تھا، معلوم نہیں پہنچایا نہیں؟ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث بقلم حبیب اللہ ۸ ؍مارچ ۱۹۷۷ء مدنیہ طیبہ

(۴۹)

باسمہٖ تعالیٰ

المخدوم المکرم حضرت مولانا الحاج محمد یوسف بنوری زادت معالیکم

بعد سلام مسنون!

آپ کہ یہاں کے حالات سے طبیعت بہت بے چین ہے، لندن کے ریڈیو سے خبریں سننے میں آتی رہتی ہیں اور تو کوئی ذریعہ آج کل ہے نہیں اور اس سے صحیح اندازہ نہیں ہوتا کہ کتنی

---

۱۸۵۔ مولانا عزیر گلؒ بن شاہد گل[۱۸۸۶ء۔۱۹۸۹ء] زیارت کاکا صاحب، نوشہرہ۔ دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور تحریک ریشمی رومال میں شیخ الہندؒ[م:۱۹۲۰ء] کے خادم، رازدار اور دست راست تھے، صوبہ سرحد اور آزاد قبائل یاغستان میں شیخ الہند کی جہادی تحریک کے لیے سفیر کی ذمہ داری نبھائی۔ دیوبند خلافت کمیٹی کے صدر رہے۔ مدرسہ رحمانیہ رڑکی سندھ میں صدر مدرس رہے۔ ۱۹۱۷ء سے ۱۹۲۰ء تک مالٹا میں اسیر رہے۔ تقسیم ہند کے بعد اپنے وطن لوٹ آئے اور سخاکوٹ ملاکنڈ میں رہائش اختیار کی۔ پہلی شادی شیخ الہندؒ کی بھانجی سے ہوئی، ان کے بعد دوسری ایک انگریز نومسلمہ مس جینی سے ہوئی۔ سخاکوٹ میں مدفون ہیں۔

اصلیت ہے اور کتنا مبالغہ ہے ؟ مفتی صاحب[۱۸۶] کی دو دفعہ گرفتاری اور دو دفعہ رہائی کی خبریں سنیں، سو سے زیادہ مقتولین کی خبریں سنی، کرفیو کی خبریں بھی بہت کثرت سے سننے میں آرہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی رحم فرمائے، ٹوٹی پھوٹی دعاؤں سے بالکل دریغ نہیں، ختمات کا تو آپ خود ہی اہتمام فرمارہے ہوں گے۔ حصن حصین[۱۸۷] کے دو ختم مشہور ہیں: ایک اسبوعی للبرکۃ، دوسرا للحوادث الکبریٰ جس کا صاحبِ حصن حصین نے خود بھی ذکر کیا ہے۔ یہ چار دن کا ورد ہے جو جمعرات کو شروع ہو کر اتوار کو ختم ہوتا ہے۔ یہ حوادث اور بلایا کے دفعیہ کے لئے بہت مفید اور مجرب ہے اور مشائخ کا معمول رہا ہے۔ مولانا عبد الحی صاحب[۱۸۸] کے حواشی کے ساتھ جو نسخہ چھپا ہے[۱۸۹] اگر آپ کے پاس ہو تو اس میں ملاحظہ فرمالیں۔ پہلی منزل تو شروع سے ہے اور

---

۱۸۶۔ مراد مفتی محمودؒ [م:۱۹۸۰ء] ہیں۔ ۱۹۷۷ء میں انتخابی نتائج مسترد کرکے ۱۱ جماعتوں کے قومی اتحاد کی تحریک چل رہی تھی، اس دوران پرتشدد مظاہروں میں یہ افراد مارے گئے اور قیادت گرفتار ہوئی۔ مفتی محمودؒ قومی اتحاد کے صدر تھے۔

۱۸۷۔ الحصن الحصین من کلام سید المرسلین مولفہ ابوالخیر شمس الدین محمد بن محمد الجزریؒ [۱۳۵۰ء۔۱۴۲۹ء] مسنون ادعیہ و اذکار کی مشہور کتاب۔ مصنف نے حدیث کی ۲۶ مستند کتابوں سے یہ ذخیرہ ترتیب دیا ہے، کئی محدثین نے اس کی شروح لکھی ہیں۔ جن میں ملا علی قاریؒ [م:۱۶۰۶ء] کی الحرز الثمین عربی، نواب قطب الدین خان [م:۱۸۷۲ء] کی ظفر جمیل اور مولانا محمد احسن نانوتویؒ [م:۱۸۹۵ء] کی خیر متین اردو میں قابل ذکر ہیں۔ حصن حصین کے اردو میں مولانا ادریس میرٹھیؒ [م:۱۹۸۹ء]، مولانا عاشق الٰہیؒ [م:۲۰۰۲ء] اور مولانا عبد العلیم ندویؒ [م:۱۹۸۷ء] کے ترجمے بھی مشہور و متداول ہیں۔ اس کتاب کا ورد حفاظت، حصول خیر و برکت اور مسائل و مشکلات کے دفعیہ کے لیے مصنف اور مشائخ سلف کا معمول رہا ہے۔

۱۸۸۔ مولانا عبد الحئ فرنگی محلی لکھنویؒ بن مولانا عبد الحلیم انصاریؒ [۱۸۴۷ء۔۱۸۸۶ء] ۱۷ ر سال کی عمر میں علوم و فنون تکمیل کی، درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کا مشغلہ رہا۔ ہر فن میں رسوخ حاصل تھا، بالخصوص فقہ و حدیث میں اجتہادی شان کے حامل تھے۔ فقہ، حدیث، اصول حدیث سمیت کئی علوم و فنون پر ۱۱۲ کتابیں لکھیں۔

۱۸۹۔ علامہ عبد الحئ لکھنویؒ کا یہ حاشیہ "المحشیٰ الحصن الحصین" کے نام سے معروف ہے۔ مطبع نجم العلوم لکھنو سے ۱۸۸۸ء میں چھپا ہے۔ محشی نے اس میں زیادہ اعتماد ملا علی قاریؒ [م:۱۶۰۶ء] کی شرح الحرز الثمین پر کیا ہے اور اسے

دوسری یا تیسری "اذارأی باکورة ثمر" سے ہے۔ میرے پاس حصن حصین نہیں ہے اور زبانی یاد نہیں مگر مولانا عبدالحیؒ کے مقدمہ میں تفصیل ہے، اگر اس کا اہتمام ہو سکے تو بہت مجرب ہے۔ امید ہے کہ معرب فتنۂ مودودیت طبع ہو گیا ہو گا، اس کے لئے اولاً چھ کتابیں میں نے بھائی یوسف رنگ والوں کے ہاتھ بھیجی تھیں اور جب اس کے پہنچنے میں دشواری ہوئی تو بارہ کتابیں میں نے بھائی فیروز[۱۹۰] کے ذریعے بھجوائیں، پہنچ گئی ہوں گی۔ اہلیہ سے سلام مسنون فرماویں۔

فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث بقلم حبیب اللہ ۲۱ رمارچ ۷۷ء۱۹

---

اپنی پسندیدہ شرح کہا ہے۔ حاشیہ میں حصن حصین کی احادیث کی شرح، الفاظ غریبہ کی تشریح اور رموز کی توضیح کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ یہ حاشیہ متن سمیت ۲۵۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ علامہ لکھنویؒ نے حصن حصین کے مصنف تک اپنی سندِ متصل کا بھی ذکر کیا ہے، تاہم اسے کسی خاص طریقے سے خاص دن میں پڑھنے کے رواج کی نفی کی ہے۔ اس حاشیہ پر تحقیق اور اسے ثوب جدید میں پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ مولانا عبدالرشید نعمانیؒ [م:۱۹۹۹ء] کے خاندان میں حصن حصین کے سند متصل اور ورد و اجازت کا خاصا اہتمام رہا ہے۔

۱۹۰۔ بھائی فیروز سے مراد حافظ فیروزالدینؒ بن شیخ محمد یونسؒ [م:۲۰۲۰ء] ہیں۔ جامع مسجد باب الاسلام کراچی میں حفظ قرآن کی تکمیل کی، دارالعلوم نانک واڑہ کراچی میں قاری فتح محمد پانی پتیؒ [م:۱۹۸۷ء] کی درسگاہ میں مفتی رفیع عثمانی [م:۲۰۲۲ء] کے ہم سبق رہے۔ مولانا یحییٰ مدنیؒ [م:۲۰۱۳ء] کے بھائی تھے، آغاز ہی سے تبلیغی جماعت سے وابستہ ہوئے۔ کراچی انڈس ہسپتال کے چیئرمین رہے، تبلیغی بزرگوں کے افادات نقل کرکے کتابی صورت میں شائع کیے، مولانا زکریاؒ [م:۱۹۸۲ء] کی کتب کی کراچی سے اشاعت ذمہ داری اکثر ان کے پاس رہتی۔ مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ [م:۲۰۰۰ء] کے خلیفہ تھے۔

(۵۰)

باسمہٖ سبحانہ

المخدوم المکرم حضرت مولانا محمد یوسف بنوری زادت معالیکم

بعد سلام مسنون!

ایک بہت ضروری بات لکھنی تھی، وہ پرچہ میں بھول گیا،وہ یہ کہ ایک دلائل السلوک[۱۹۱] دو ماہ ہوئے آئی تھی اور ان صاحب کا مجھ پر تو دو دفعہ تقاضہ بھی آئے کہ میں کچھ لکھوں ،میں نے معذرت کر دی کہ بیمار ہوں ،دیکھنے کی نوبت نہیں آئی، مگر آج کل جناب اللہ یار خان صاحب[۱۹۲] مدینہ میں مقیم ہیں اور ان کے ایک مرید میرے پاس آئے اور دو گھنٹے ضائع کئے ،اپنے سلسلہ[۱۹۳] کے مناقب واوصاف اور یہ کہ شیخ کسی کو بیعت نہیں کرتے براہ راست سر

---

۱۹۱۔ دلائل السلوک مصنفہ مولانا اللہ یار خانؒ [م:۱۹۸۴ء] جس میں تصوف و سلوک کے ثبوت پر قرآن وحدیث کے شواہد، تصوف پر اعتراضات کے جوابات، ارواح سے اخذِ فیض کے امکان، ارواح سے کلام، سالکین کے آداب، منازل سلوک اور کرامات وغیرہ کے مسائل پر گفتگو کی ہے۔کتاب ۳۰۰ صفحات پر حافظ عبد الرزاق کی ترتیب سے پہلی بار ۱۹۶۴ء میں چھپی ہے، کتاب پر مفتی فرید زروبوی ؒ [م:۲۰۱۱ء] اور مولانا بشیر احمد پسروریؒ [م:۱۹۷۴ء] کی تقاریظ ثبت ہیں۔ تاہم کتاب کی بعض تعبیرات اور مضامین میں سقم موجود ہے، جس پر مولانا یوسف لدھیانویؒ [م:۲۰۰۰ء] کی مبسوط تنقید بینات میں چھپی تھی جو متجددین کی تردید میں آپ کے لکھے ہوئے مجموعۂ مضامین بنام "دور حاضر کے تجدد پسندوں کے افکار" ط: مکتبہ لدھیانوی کراچی، کے صفحہ:۵۵۵ پر مولانا اللہ خان چکڑالوی کے جدید انکشافات کے نام سے مطبوع ہے۔خط میں اسی تبصرے کی طرف اشارہ ہے۔

۱۹۲۔ مولانا اللہ یار خانؒ بن ذوالفقار [۱۹۰۴ء۔۱۹۸۴ء] صوفی۔ مناظر۔ چکڑالہ، میانوالی۔۱۹۳۳ء میں جامعہ امینیہ دہلی سے فارغ ہوئے، اپنے علاقہ میں درس وتدریس سے وابستہ رہے۔کچھ عرصہ پولیس کی نوکری کی۔ ۱۹۶۲ء میں بطریق اویسیہ سالکین کی تربیت شروع کی۔زندگی کا بیشتر حصہ فرق باطلہ کی رد میں گزرا۔ تحذیر المسلمین عن کید الکاذبین اور دلائل السلوک سمیت دس کتب کے مصنف ہیں۔

۱۹۳۔ان حضرات کا سلسلہ اویسیہ نقشبندیہ ہے۔سلسلہ اویسیہ میں کسی شخص کو کسی بزرگ کی روح سے فیض ہو جاتا ہے۔

کارتک پہنچادیتے ہیں اور ایسی چیزیں ہم جیسوں کی تو سمجھ سے باہر تھیں اور مجھے اندیشہ یہ ہے کہ شاید اگلی دفعہ میں ان کا پیام بھی آوے کہ وہ تشریف لاویں گے۔ میں نے قاضی عبدالقادر صاحب سے تحقیق کی، انہوں نے دلیل اور بات [کے] بغیر فرمایا کہ سب لغو ہے۔ مجھے معلوم ہوا کہ بینات میں اس کتاب کے متعلق کچھ ہے تو بڑی ڈھونڈھ کر منگائی مگر اس میں تو صرف اتنا ملا کہ ہم دس برس پہلے اس پر تفصیل سے لکھ چکے ہیں، اس سے تو کچھ تسلی نہ ہوئی، اگر بینات میں جو پہلے لکھا گیا ہے پورے پرچے کی تو ضرورت نہیں اس کے متعلق جو تبصرہ ہو وہ مفتی شاہد سے فرمادیں کہ نقل کرکے بھیج دیں۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم حبیب اللہ ۲۱/مارچ ۱۹۷۷ء مدینہ طیبہ

از حبیب اللہ بعد سلام مسنون! درخواست دعاء

(۵۲)

باسمہ سبحانہ

المخدوم المکرم حضرت مولانا الحاج محمد یوسف بنوری صاحب زادت معالیکم

بعد سلام مسنون!

کل ایک صاحب کی معرفت پاکی لفافہ جناب کی خدمت میں بھیجا ہے، امید ہے کہ پہنچ گیا ہوگا، کل ظہر کی نماز میں ایک صاحب ملے جنہوں نے اپنے آپ کو مولانا عبدالغفور صاحب[۱۹۴]

---

مولانا اللہ یار خانؒ کا دعویٰ تھا کہ انہیں اپنے شیخ حضرت اللہ دین مدنیؒ مدفون لنگر مخدوم سرگودھا (جو دسویں صدی ہجری میں مدینہ سے ہجرت کرکے سرگودھا آئے تھے۔) کی روح سے فیض ہوا ہے اور ان سے خلافت ملی ہے، ان کے اوران کے شیخ کے درمیان چار سو سال کا فاصلہ ہے، اویسی طریقہ پر فیض ہونا ممکن ہے، لیکن محض اسی فیض پر سلسلۂ تصوف نہیں چلایا جاسکتا کسی زندہ ولی اللہ کی تربیت سے گزرنا اور اجازت حاصل ہونا ضروری ہے۔

۱۹۴۔ مولانا عبدالغفور عباسیؒ بن مولانا شاہ [۱۸۹۴ء۔۱۹۶۹ء] صوفی۔ ریاست سوات۔ مدرسہ امینہ دہلی کے فاضل ومدرس تھے۔ مولانا فضل علی قریشیؒ [۱۸۵۳ء۔۱۹۳۵ء] مسکین پور شریف، ملتان، کے خلیفہ تھے، ۳۲/ سال مدینہ طیبہ میں مقیم

کا داماد بتایا تھا، ایک پیکٹ اور گرامی نامہ دیا، پیکٹ میں استاد مودودی ہر دو حصے تین تین عدد تھے، جناب نے لکھا کہ ایک سید حبیب کو بھیج دیا جائے، میں تو بھیج رہا تھا مگر میرے کاتب نے لقمہ دیا کہ حصہ اول تو مولوی اسعد مدنی بدست خود دے کر گئے تھے اور دوسرا حصہ تو نے دیا تھا، اس لئے ان کا تو ملتوی کر دیا، ان شاء اللہ تعالیٰ یہ تینوں کسی مناسب جگہ پر بھیج دوں گا، میرے تین عریضے پہنچ گئے۔ بڑی مشکل یہ ہے کہ حج کا زمانہ ختم ہو گیا، جانے والے بھی کم ملتے ہیں اور آپ کے یہاں کے ہنگاموں کی وجہ سے ڈاک کا نظم بھی کچھ ایسا ہی ہے۔ بالخصوص براہ راست جناب کے نام بھیجنے میں بھی مجھے تأمل ہے، اس لئے اس خط کو حاجی فریدالدین کے نام رجسٹر کراتا ہوں کہ وہ دستی کسی ملازم کے ہاتھ آپ کی خدمت میں بھیج دیں۔ خدا کرے پہنچ جائے۔ آپ کے یہاں کے ہنگاموں کا تو مجھے ہر وقت فکر رہتا ہے [۱۹۵]، ختمات تو یہاں بھی اور دعائیں کثرت سے کر رہا ہوں۔ بخاری شریف کا ختم تو میرے بس کا نہیں لیکن یٰسین شرف کا تقاضا کرتا رہتا ہوں کتاب کی تکمیل کی خبر سے بہت مسرت ہوئی، مگر مقدمہ اب تک نہیں پہنچا۔ عزیز محمد نے بھائی یحیٰ کے ذریعے بھیجنا لکھا تھا، انہوں نے انکار کر دیا، اگر اس پیکٹ میں ایک آجاتا تو بہت اچھا ہوتا، اس کا اشتیاق ہے خدا کرے کہ جلد مل جائے، مجھے بہت زور سے جناب کی طرف سے تو نہیں مگر لمبے چوڑے واقعہ کی اطلاع دی گئی تھی جس سے مجھے جناب کے رنج کا بہت قلق ہو رہا تھا، جناب کے گرامی نامہ سے بہت مسرت ہوئی، بلائے بود ولے بخیر گذشت۔ [۱۹۶] اس روایت کی تنقیح آپ بھی نہ کریں میں بھی بے فکر ہو گیا، تنقیح میں یا راوی کو یا

---

رہے۔ مجموعہ دعوات فضلیہ۔ اوراد فضلیہ وغیرہ کتب لکھیں۔ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

۱۹۵۔ ۱۹۷۷ء میں سیاسی عدم استحکام کے باعث قومی اتحاد اور حکومت میں ٹھنی ہوئی تھی، ملک بھر میں پر تشدد مظاہرے ہو رہے تھے، جس کے نتیجے میں بالآخر مارشل لاء لگایا گیا تھا۔ ان حالات کی طرف اشارہ ہے۔

۱۹۶۔ ترجمہ: مصیبت آئی تو تھی لیکن بخیر گزر گئی۔

مروی عنہ کو مشکلات پیش نہیں۔[۱۹۷] کتاب کا نام جو جناب نے تجویز کیا بہت مناسب ہے۔ یہ آپ نے صحیح لکھا کہ قبل از تکمیل کتاب کے اخراجات کا اندازہ معلوم ہونا مشکل ہے، البتہ تکمیل کے بعد اس کی قیمت خود ہی تجویز فرما کر کتاب پر لکھوادیں، اگرچہ میرا ارادہ اس کی فروختگی کا نہیں ہے لیکن اگر کوئی تاجر لینا چاہے تو اس کے لئے قیمت کی ضرورت ہوگی۔

عزیز محمد سلمہ کی منگنی سے واقعی بہت خوشی ہوئی، اللہ تعالیٰ اس کی تکمیل بھی جلد فرما دے اور ہندوستان جاتے وقت ولیمہ کی قضاء اور واپسی پر عقیقہ بھی کھالوں۔ لڑکی کے متعلق جو تحقیقات آپ نے کیں، خدا کرے صحیح ہوں اور اللہ تعالیٰ نہایت سہولت کے ساتھ تکمیل فرمائے۔ زوجین میں محبت پیدا فرما کر اولاد صالح عطا فرمائے۔ مولانا عزیز گل صاحب والا قصہ بھائی یحییٰ صاحب نے بہت اہتمام سے مجھ سے کہا اور جب میں نے کہا کہ میں تو نہیں سمجھا اور نہ میرا کوئی تعلق۔ اس گرامی نامہ پر میں نے بھائی یحییٰ کو گرامی نامہ دکھا کر کہہ دیا کہ اس کا تعلق مولانا انعام کریم صاحب سے ہے، ان کو پیام پہنچادیں۔ یہ جناب نے اچھا ہوا فرمادیا کہ معجون عجیب جتنا پرانا ہوا نفع ہوتا ہے، مجھے تو فکر تھا کہ کہیں پرانا ہو کر بیکار نہ ہوجائے، یہ بھی اچھا ہوا کہ آپ نے لکھ دیا کہ دودھ یا سنترہ کے عرق کے ساتھ گرمی میں بھی استعمال کیا جاسکتا تھا، مجھے تو فکر تھا کہ سردی میں تو اس سے فائدہ اٹھایا مگر اب گرمی شروع ہوگئی اور بہت گرم ہے۔

استاد مودودی نمبر ۲ میں لفظ بہ لفظ سن چکا ہوں، یقیناً نمبر ۲ نمبر ا سے زیادہ زور دار ہے اور جناب کی تحریر کے موافق نمبر ۳ اس سے بھی زیادہ زور دار آئے گا۔ حضرت مدنیؒ کے خطوط کا مجموعہ تو میں نے مستقل طباعت کے لئے بھائی یحییٰ کے ہاتھ بھائی فیروز کے پاس بھیج رکھا ہے، وہ

---

۱۹۷۔ ایک کتاب کی اشاعت کے سلسلے میں مالی معاملے میں کچھ غلط اطلاعات سے پیدا ہونے والی صورت حال کی طرف اشارہ ہے، آئندہ خط میں اس کی قدرے وضاحت ہے۔

مجموعہ سارا حضرت مدنیؒ کے خطوط بسلسلۂ مودودی ہے[۱۹۸]، اگر فرصت ملے تو کسی وقت سن کر کوئی اور خط پسند آئے تو اصل مکاتیب سے لیں، نقل سے نہیں کہ نقل میں غلطی رہ جاتی ہے۔

آپ نے تو الیکشن کے نتائج بہت ہلکے الفاظ میں لکھے، اس کے متعلق میرے پاس تو بہت وحشت ناک خبریں پہنچتی رہتی ہیں اور باوجود یہ کہ مجھے مناسبت نہیں مگر کئی دوستوں کو تاکید کر رکھا ہے کہ پاکستان کی خبریں ضرور ریڈیو سے سن کر مجھے سنا دیں، ان شاءاللہ روضۂ اقدس پر سلام کے ساتھ پیام بھی ضرور پہنچاؤں گا۔ ادارہ دعوۃ و تحقیق کے لئے بھی بہت اہتمام سے دعا کروں گا۔ دفاتر اور اساتذہ کے مکان کی تعمیر کے لئے بھی دعا کرتا ہوں۔ اہلیہ محترمہ سے سلام مسنون فرمادیں۔ فقط والسلام

از حضرت شیخ الحدیث بقلم حبیب اللہ ۲۳/ مارچ ۱۹۷۷ء مدینہ طیبہ

(۵۳)

باسمہ سبحانہ

المخدوم المکرم زادت معالیکم

سلام مسنون! ایک رجسٹری ۸/ مارچ کو بھیجی تھی، امید ہے کہ پہنچ گئی ہوگی، رات عشاء کے بعد ایک صاحب نے فرمایا کہ کل کو کراچی جانا ہے کوئی خط تو نہیں دینا ہے؟ میں نے کہا کہ بہت ضروری، مگر کل ظہر کے وقت سے معمولی سردی، بخار بغیر کسی ظاہری وجہ کے آگیا۔ میں

---

۱۹۸۔ یہ جملہ مکاتیب بعنوان "مکتوبات بسلسلۂ مودودی جماعت" مرتبہ: ڈاکٹر اسماعیل میمن مدنی۔ مولانا محمد یوسف بنوریؒ [م:۱۹۷۷ء] کے مقدمہ کے ساتھ ۱۹۷۶ء میں کراچی سے مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے پتہ کے ساتھ طبع ہوئے ہیں، مولانا زکریاؒ [م:۱۹۸۲ء] کی مجلس بعد العصر میں عرصہ تک مولانا حسین احمد مدنیؒ [م:۱۹۵۷ء] کے مکتوبات شیخ الاسلام کی تعلیم ہوتی رہی، ان طویل مکاتیب میں جہاں کہیں مودودی جماعت کے متعلق مواد تھا یا مستقل مکاتیب تھے وہ اس رسالہ میں یکجا کر دیئے گئے، یہ رسالہ ۱۰۴/ صفحات کی ضخامت اور دستی کتابت کے ساتھ بعد میں متعدد مطابع سے چھپتا رہا۔

تو سمجھ رہا تھا کہ معمولی سی چیز ہے، صبح کو ٹھیک ہو جائے گا، مگر آج صبح اتنی شدت سے سردی اور بخار ہوا کہ نہ چائے پی گئی اور کپکپی آرہی ہے، کھانا تو دو رات سے بالکل کھانے کی نوبت نہیں آئی اور بہت ہی کپکپی اس وقت ہو رہی ہے مگر بہت ضروری مضمون اس وقت لکھوانا چاہ رہا ہوں۔ ڈاک میں نہیں چاہتا، پہلی رجسٹری میں میں نے ایک مخفی مضمون لکھا تھا اس زبانی روایت پر کہ بھائی یوسف رنگ والوں نے آپ سے تو یوں کہا کہ زکریا کے حساب میں جو آپ فرماویں گے دے دوں گا، مگر بعد میں یوں کہا کہ میرے پاس تو کوئی اطلاع زکریا کی نہیں ہے۔ میرے خیال میں روایت تو اتنی ہی تھی مگر اس پر حواشی لگ کر آپ کے پاس پہنچی۔ ان کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ عزیز احسان کے پاس پانچ ہزار روپے تھے وہ زکوۃ کے اور دوسرے مدارس کے تھے، دو ماہ تک اس کا انتظار کیا اور جب دو ماہ تک نہیں آیا تو میں نے اس کو کئی خط لکھے کہ وہ رقم اگر اب تک روانہ نہ ہوئی ہو تو یہاں بھیجنے کی ضرورت نہیں، مدارس میں میں دے دوں گا، وہ رقم مولانا بنوری کی خدمت میں پیش کر دی جائے کہ وہاں میری کتاب کی طباعت ہو رہی ہے اور ایک ہزار کے متعلق قاضی صاحب نے فرمایا کہ کسی نے تجھے دیئے ہیں، وہ کیا کریں ؟ میں نے کہہ دیا کہ وہ بھی مولانا کی خدمت میں پیش کر دیئے جائیں۔ قاضی صاحب نے اسی دن خط لکھا، مگر اب تک بھائی یوسف کا کوئی خط ان کے متعلق نہیں آیا، اس لئے میں نے ان کو تو کوئی خط نہیں لکھا البتہ احسان کو لکھا کہ مجھے جلدی بتاؤ کہ اس کے متعلق کیا ہو رہا ہے ؟ اس کا جواب آیا کہ میں گشت میں گیا ہوا تھا، واپسی پر تیرا خط ملا، میں نے آج ہی بھائی یوسف کو لکھ دیا۔ میں نے اسی وقت اس کو تقاضا لکھا کہ جلد بھیجوا کر مجھے اطلاع کریں۔

تقریباً ایک ہفتہ ہو گیا کہ بھائی یحیی کراچی سے آئے اور انہوں نے بتایا کہ معرب کتاب[۱۹۹] کی

---

۱۹۹۔ مراد فتنہ مودودیت کی تعریب ہے۔

طباعت شروع ہوگئی، میں نے اسی دن ان کو تقاضا کیا اور ریال بھی دے دیئے کہ بارہ ہزار پاکی جناب کی خدمت میں بھائی فیروز کے ذریعہ بھیج دیں۔ ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اسی دن آپ کو خط لکھ دیا تھا، امید ہے کہ پہنچ گئے ہوں گے۔ براہِ کرم آپ یہ تحریر فرمادیں کہ ان بارہ ہزار کے بعد میری معرب کے لئے کتنے اور چاہئیں؟ میں ان شاءاللہ تعالیٰ اور بھجوادوں گا۔ عزیز محمد کے خط سے معلوم ہوا تھا کہ ان شاءاللہ میری کتاب ایک ہفتہ میں تیار ہو جائے گی۔ اب اگر آپ کے پاس بھائی یوسف سے کچھ پہنچے تو ان سے فرمادیں کہ وہ بھائی فیروز کو دے دیں۔ جناب کا ان سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ بھائی فیروز کو بھی آج یحییٰ سے خط لکھوا رہا ہوں کہ اگر بھائی یوسف رنگ والوں سے کچھ پہنچے تو وہ میری کتاب "مکاتیب شیخ الاسلام"[۲۰۰] جو ان کے ذریعے سے طبع کررہا ہوں اس میں رکھ لئے جائیں، ان کو یہ بھی لکھوا رہا ہوں کہ "مکاتیب شیخ الاسلام" میں جو اور چاہئیں مجھے جلد مطلع کردیں۔ عزیز محمد سلمہ نے یہ بھی لکھا کہ جناب نے کوئی مختصر مقدمہ معرب فتنہ مودودیت پر لکھا ہے جس کا ایک نسخہ بھیج رہا ہوں، مگر وہ بھائی یحییٰ کے ہاتھ نہیں پہنچا جس کا شدت سے انتظار ہے۔ میں نے عزیز محمد سلمہ کو یہ بھی لکھا تھا کہ اس کا ایک نسخہ بذریعہ رجسٹری سید حبیب کے پتہ سے میرے پاس جسٹری کردے، براہ راست تو ڈاک سے آنا مشکل ہے، مگر امید ہے کہ سید حبیب کے ذریعے پہنچ جائے گی کہ ان کی ڈاک سنسر نہیں ہوتی، سید حبیب کا پتہ ص ۶۷ مدینہ منورہ ہے۔

ایک روایت متعدد ذرائع سے یہ بھی پہنچی ہے، خدا کرے کہ غلط ہو کہ مودودی کے خلاف کتاب یہاں ممنوع الداخلہ ہے، خدا کرے جلد مل جائے، بہت ہی اشتیاق ہو رہا ہے۔

---

۲۰۰۔ مکاتیب شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ [م:۱۹۵۷ء] کے علمی، اصلاحی وسیاسی مکاتیب ہیں، جنہیں مولانا مدنیؒ کے بھتیجے مولانا سید فرید الوحیدیؒ [م:۲۰۰۴ء] نے ایک جلد میں مرتب کیا ہے۔ یہ کتاب اولاً قومی کتاب گھر دیوبند سے چھپی، بعد ازاں مولانا زکریاؒ کی عنایت سے کراچی سے طبع ہوئی۔

ایک ضروری بات آپ کے خط میں یہ بھی لکھی تھی کہ جب آپ یا کوئی صاحب مزید نہیں چھپوا رہے ہیں تو میرے نسخوں میں سے کم سے کم سو یا جتنا زیادہ آپ چاہیں ضرور رکھ لیں، مجھے تو تقسیم ہی کرانی ہے۔ ایک ضروری بات بھائی یوسف وغیرہ کو لکھوا چکا ہوں کہ تحقیق کر کے بتا دیں کہ وہاں کوئی تاجر ایسا ہے جس کے پاس حجاز کتابیں بھیجنے کا لائسنس ہو کہ معرب فتنہ اور مکاتیب شیخ الاسلام اس کے ذریعے سے مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ کے پتہ سے منگالوں اور جو قانونی امور قیمت وغیرہ بھیجنے کے ہوں، وہ میں بھیجتا رہوں گا۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث بقلم حبیب اللہ ۴ر۳ر۷۷ مدینہ طیبہ

(۵۴)

باسمہ سبحانہ

المخدوم المکرم حضرت مولانا محمد یوسف بنوری زادت معالیکم

بعد سلام مسنون!

حاجی فرید الدین کی معرفت ایک لفافہ بھیجا تھا، امید ہے کہ پہنچ گیا ہو گا، یہاں آنے کے بعد سے الاستاد المودودی کے سلسلہ میں بہت تحقیقات کرتا رہا مگر نہ تو مولوی منظور چینوٹی [۲۰۱] ملے اور نہ عبد الحفیظ سے اطمینان کا وقت ملا۔ ادھر ادھر سے غیر مستند روایات مدح وذم کی سنتا رہا۔ مولوی منظور صاحب پرسوں آئے تھے، میں نے آتے ہی ان سے کہا کہ میں تو بڑی

---

۲۰۱۔ مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ بن احمد بخشؒ [۱۹۳۱ء۔ ۲۰۰۴ء] محقق، مناظر، مصنف۔ ۱۹۵۱ء میں جامعہ اسلامیہ ٹنڈو اللہ یار سے دورہ حدیث کیا۔ مدرسہ دار الہدیٰ چوکیرہ میں کچھ عرصہ تدریس کر کے جامعہ عربیہ چنیوٹ میں صدر مدرس ہوئے۔ آپ کا اختصاصی میدان رد قادیانیت تھا۔ دار العلوم دیوبند، جامعہ بنوری ٹاؤن، جامعہ اشرفیہ لاہور وغیرہ میں رد قادیانیت پڑھاتے رہے۔ قادیانیوں کے خلاف کئی کتابیں لکھیں اور مناظرے کیے اور ملکی وبین الاقوامی سطح پر انکا تعاقب کیا۔ ختم نبوت کی تحریکوں میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ صوبائی اسمبلی کے ممبر رہے۔

تلاش میں تھا، اس کے متعلق معلومات سننی چاہوں [گا]۔ انہوں نے کہا کہ اس کتاب نے تو ہلچل مچا دی۔ میں نے کہا کہ مجھے عبداللہ عباس[۲۰۲] کی تنقید کی ضرورت ہو رہی ہے، میں نے براہ راست بھی ان کو لکھا تھا اور علی میاں کو بھی لکھا تھا مگر انہوں نے دونوں کو ایک ہی جواب دیا کہ اس کی نقل میرے پاس نہیں۔ میری تو عقل میں نہیں آئی، مگر ایک مسلمان کی تکذیب کی کوئی وجہ بھی میرے ذہن میں نہیں آئی۔ یہ روایت مولانا بنوری صاحب کے دو شاگردوں کی ہے، انہوں نے کہا کہ روایت تو صحیح ہے مگر دونوں کا تعلق رابطہ سے نہیں رہا۔ انہوں نے کچھ زبانی سنانا چاہا تو میں نے کہا کہ مجھے ایک کاغذ پر لکھ دیں۔ میں سمجھ رہا تھا کہ وہ دو چار دن ٹھہریں گے مگر رات انہوں نے ایک دم جانے کے لئے مصافحہ کرلیا، مجھے بڑا تعجب ہوا، میں نے کہا کہ کم سے کم عبداللہ عباس کے متعلق جو معلوم ہو اسے ضرور بتاتے جاؤ۔ انہوں نے بتایا کہ

> "صالح قزاز نے پہلا نوٹ عاصم حداد[۲۰۳] سے اور دوسرا نوٹ عبداللہ عباس سے لکھوایا۔ عاصم نے تنقیدی نوٹ کتاب کے خلاف لکھا ہے لیکن مولانا بنوری صاحب کا احترام مقام بھی ملحوظ رکھا ہے اور ندوی صاحب نے کوئی لحاظ نہیں رکھا بلکہ مولانا کو کذاب تک لکھا ہے اور حضرت مدنیؒ اور حضرت انور شاہ

---

۲۰۲۔ عبداللہ ندویؒ بن ابوالفضل محمد عباس [۱۹۲۵ء۔ ۲۰۰۶ء] پھلواری، پٹنہ، بہار۔ ندوۃ العلماء کے فاضل تھے، سامی زبانوں میں پوسٹ گریجویٹ اور فلسفہ لسانیات میں یونیورسٹی آف لیڈس برطانیہ سے ماسٹر و پی ایچ ڈی تھے۔ مکہ مکرمہ میں مقیم تھے۔ ندوہ العلماء کے استاد ادب عربی، جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ کے پروفیسر، رابطہ عالم اسلامی کے رکن، ندوہ کے معتمد تعلیمات، ماہنامہ رابطہ انگریزی کے ایڈیٹر اور کیمبرج لنگوئسٹک سوسائٹی کے ممبر رہے۔ بیسیوں کتب کے مصنف ہیں۔

۲۰۳۔ شیخ عاصم الحداد [م: ۱۹۸۹ء] مصنف، مترجم، داعی۔ عربی زبان کے ممتاز ادیب تھے، مولانا مودودی [م: ۱۹۷۹ء] کے کئی کتب کا عربی میں ترجمہ کیا، رابطہ عالم اسلامی میں ۱۹ر سال کام کیا۔ اردو میں فقہ السنہ سمیت کئی کتابیں لکھیں۔

صاحبؒ کے نجدی علماء کے متعلق جو کلمات ہیں وہ اس نے اپنے نوٹ میں دیئے ہیں۔"

اس خبر سے مجھے بہت ہی کوفت پہنچی اور چونکہ میں دونوں سے واقف نہیں، اس لئے جناب ہی کو تکلیف دیتا ہوں کہ ان سے جناب کے تعلقات ہیں، اگر انہیں نے براہ راست کوئی اطلاع نہ دی ہو تو بغیر میرا نام لکھے ان سے تحقیق کیجئے۔ میں نے عبد الحفیظ سے بھی اس کی تحقیق کو کہہ رکھا ہے، مگر وہ حج کے بعد سے مشغولی کی وجہ سے یہاں آیا بھی نہیں۔ اس نے لکھا ہے کہ عبد اللہ عباس سے تو میں نے تقاضا کیا مگر ان سے کوئی اطمینان کی بات نہ ہو سکی، وہ ابو ظہبی گئے ہوئے ہیں، واپسی پر بات کروں گا۔

مولوی منظور نے یہ بھی بتایا کہ شیخ عمر[۲۰۴] مدیر جامعہ کو جب کتاب دی تو اس نے دریافت کیا کہ کیا یہ مودودی کے حق میں ہے یا خلاف؟ راقم نے کہا کہ آپ خود پڑھ کر معلوم کر لیں۔ دو تین مرتبہ اصرار کیا لیکن راقم نے کوئی وضاحت نہیں کی۔ شیخ محسن بن عباد[۲۰۵] نائب رئیس جامعہ کو جب دیا تو کہنے لگا کہ اس کے بعد بھی اجزاء ہیں؟ میں نے کہا کہ ہاں دس تک حضرت کا

---

۲۰۴۔ الشیخ ابو محمد عمر بن محمد الفلاتیؒ [۱۹۲۶ء۔ ۱۹۹۳ء] والدین افریقہ سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ آئے، پھر مدینہ منورہ میں مقیم ہوئے، مدرسہ شرعیہ میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۴۸ء میں شہادت عالیہ کی سند مدرسہ دار الحدیث مدینہ منورہ سے حاصل کی۔ مسجد نبوی سمیت کئی سعودی جامعات میں پڑھایا۔ ۱۹۷۵ء میں مدینہ یونیورسٹی کے امین عام بنائے گئے۔ بحث حول الحدیث المدرج، ترجمہ الشیخ عبد الرحمن الافریقی الہندیؒ سمیت ۸ کتب کے مصنف ہیں۔

۲۰۵۔ الشیخ عبد المحسن بن حمد العباد [متولد: ۱۹۳۳ء] ممتاز حنبلی عالم ہیں۔ شیخ امین شنقیطیؒ [م: ۱۹۷۴ء] اور عبد الرحمن افریقیؒ [م: ۱۹۵۷ء] کے شاگرد ہیں۔ جامعہ امام محمد بن سعود کے فاضل ہیں۔ ۱۹۶۱ء میں مدینہ یونیورسٹی کے استاد مقرر ہوئے، ۱۴۰۶ھ سے مسجد نبوی میں بھی درس دے رہے ہیں۔ ۱۹ ر کتب کے مصنف ہیں۔ مولانا ابو الحسن علی ندویؒ [م: ۱۹۹۹ء] سے اچھی رفاقت تھی۔ بقید حیات ہیں۔

ارادہ ہے۔ کہا کہ ایک کا عدد دلالت کرتا ہے کہ اور بھی اجزاء ہوں گے۔ شیخ ابن باز[۲۰۶]، شیخ محمد بن سبیل[۲۰۷]، شیخ ابن حمید[۲۰۸] تمام کو دی لیکن موقع ایسا نہیں ہوا تھا کہ کوئی بات ہوتی۔ شیخ کتانی[۲۰۹] نے بڑے شوق سے لی۔ میں نے کہا کہ حضرت بنوری مدظلہ آپ سے امید رکھتے ہیں کہ اگر آپ اسے حق پائیں تو حق کی حمایت میں آواز اٹھائیں۔ کہا: ضرور اٹھاؤں گا۔ چند اہل حدیث

---

۲۰۶۔ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن بازؒ [۱۹۱۲ء۔۱۹۹۹ء] سعودی قاضی وفقیہ۔ ریاض میں پیدا ہوئے۔ تمام علوم ریاض اور مکہ کی مساجد و جامعات میں عرب اساتذہ سے پڑھے۔ ۱۹۳۸ء میں دلم کے قاضی مقرر ہوئے اور وہیں مسجد شیخ میں خطابت و تدریس بھی کرتے رہے۔ ۱۹۵۲ء میں معہد علمی اور کلیہ شرعیہ ریاض آئے، دس سال پڑھانے کے بعد مدینہ یونیورسٹی اور مسجد نبوی میں تدریس شروع کی اور ۱۹۷۰ء میں رئیس جامعہ بنے۔ رابطہ عالم اسلامی کے صدر اور سعودیہ کے مفتی اعظم رہے۔

۲۰۷۔ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل [۱۹۲۴ء۔۲۰۱۲ء] ۴۴ر سال حرم مکی کے امام و خطیب رہے، مجمع فقہ اسلامی اور ھیئۃ کبار العلماء کے رکن تھے، حرمین شریفین کے امور کے انچارج رہے۔ مسجد حرام سمیت کئی اداروں میں تدریس اور انتظام کی ذمہ داری نبھائی، جیہان نے جب حرم مکی پر فجر کی نماز کے بعد قبضہ کیا تھا، اس نماز کی امامت آپ کررہے تھے، اس واقعہ میں آپ بھی یرغمال تھے۔ رسالۃ فی بیان حق الراعی والرعیۃ رسالۃ حکم الاستعانۃ بغیر المسلمین فی الجہاد سمیت کئی کتب کے مصنف ہیں۔

۲۰۸۔ الشیخ عبداللہ بن حمیدؒ [۱۹۱۱ء۔۱۹۸۲ء] ۱۹۳۸ء میں ریاض اور ۱۹۴۴ء میں بریدہ کے قاضی رہے اور وہیں خطابت اور تدریس سے وابستہ رہے۔ ۱۳۷۷ھ میں مسجد حرام کے مشرف دینی و مدرس مقرر ہوئے۔ ۱۳۹۵ھ میں قاضیوں کی مجلس اعلی کے رئیس بنائے گئے۔ رابطہ عالم اسلامی کے مجلس تاسیس کے رکن تھے۔ مجمع فقہ اسلامی کے بھی رئیس رہے۔

۲۰۹۔ ابوالفضل محمد المنتصر باللہ بن محمد الزمزمی بن محمد بن جعفر ادریس الکتانیؒ [۱۹۱۴ء۔۱۹۹۸ء] مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، تکمیل علوم کے بعد اپنے وطن فاس، مورو کو چلے گئے، وہاں متعدد مقامات پڑھایا، پھر دمشق ہجرت کی اور تدریس وافتا سے وابستہ رہے، بعد ازاں واپس مدینہ طیبہ آئے اور جامعہ مدینہ منورہ میں استاد ہوئے، آپ نے سعودیہ کی متعدد جامعات میں پڑھایا، رابطہ عالم اسلامی کے مشیر رہے، شاہ فیصل کے قریبی لوگوں میں تھے، حرمین میں بھی درس دیا، ۳۴ کتب کے مصنف ہیں۔

حضرات نے جو غالباً اب جامعہ ملک عبد العزیز[۲۱۰] میں پڑھ رہے ہیں، بڑے شوق اور اصرار سے لی ہے اور کہتے ہیں: اسے ہم خود چھپوائیں گے۔ "

(۵۵)

مکرم محترم مدفیوضکم

بعد سلام مسنون!

اس وقت ہدیہ سنیۂ فاخرہ شرح ابواب الوتر معارف السنن پہنچ کر موجبِ منت ہوا، حق تعالیٰ شانہ جزاء خیر عطاء فرمائے۔ علوم و فیوض میں برکات عطاء فرمائے اور معارف کی تکمیل کو باحسن وجوہ سہولت سے پورا فرمائے اور جلد از جلد پوری کتاب کی طباعت میسر فرمائے۔ لوگوں [کو] زیادہ سے زیادہ اس سے تمتع کی توفیق عطاء فرمائے۔ یہ ناکارہ بجز دعاء اور کیا بدل کر سکتا ہے؟ مولانا عبد الرشید[۲۱۱] کی خدمت میں بشرط سہولت سلام مسنون۔ فقط والسلام

۲۴ر ربیع الاول ۸۳ھ [۱۳ر اکتوبر ۱۹۶۳] زکریا مظاہر علوم بقلم عاقل[۲۱۲] غفرلہ

ایک ضروری درخواست یہ ہے کہ اگر شرح میں "وفی الباب عن فلاں وفلاں"[۲۱۳] سے

---

۲۱۰۔ ملک عبد العزیز یونیورسٹی ۱۹۶۷ء میں سعودی شہر جدہ میں قائم کی گئی۔ ابتداءً یہ نجی یونیورسٹی تھی، بعد میں اسے سرکاری تحویل میں لیا گیا۔

۲۱۱۔ مولانا عبد الرشید نعمانیؒ [م: ۱۹۹۹ء] مراد ہیں۔

۲۱۲۔ مولانا محمد عاقل بن حکیم محمد ایوبؒ [متولد: ۱۹۳۷ء] ۱۹۶۰ء میں جامعہ مظاہر علوم سے دورہ حدیث کیا۔ ۱۹۶۲ء میں استاد اور ۱۹۸۷ء میں استاد حدیث مقرر ہوئے۔ ۳۵ سال ابوداؤد شریف کا درس دیا۔ مولانا یونس جونپوریؒ [م: ۲۰۱۷ء] کی وفات کے بعد شیخ الحدیث بنے۔ روایت الحدیث میں اس عہد کے امام ہیں۔ مولانا زکریاؒ [م: ۱۹۸۲ء] کے تصنیفی امور میں معاون رہے۔ الحل المفہم شرح صحیح مسلم اور تقریر ابوداؤد سمیت کئی علمی و تحقیقی کتب کے مصنف ہیں۔ بقید حیات ہیں۔ مولانا زکریاؒ کے خلیفہ مجاز اور داماد ہیں۔

۲۱۳۔ مولانا بنوریؒ [م: ۱۹۷۷ء] کی ایما پر مولانا حبیب اللہ مختارؒ [م: ۱۹۹۷ء] نے کشف النقاب عما یقولہ الترمذی وفی الباب کے

بھی تعرض فرمالیا جائے تو بہت اچھا ہے۔ جناب کے لئے اسباب سہولت موجود ہیں، اس سلسلے کی کتابیں آسانی سے مہیا فرماسکتے ہیں۔ فقط والسلام

زکریا بقلم محمد یونس عفی عنہ[۲۱۴] معین مدرس مدرسہ مظاہر علوم

(۵۵)

باسمہٖ تعالیٰ

المخدوم المکرم حضرت مولانا الحاج محمد یوسف صاحب بنوری زادت معالیکم

بعد سلام مسنون!

عزیز مولوی شاہد کے لفافہ میں جناب کا گرامی نامہ مؤرخہ ۲۶/ صفر یہاں کی ۲/ ربیع الاول ۲۵/مارچ کو پہنچ کر موجبِ منت ہوا۔ عزیز شاہد کے خط سے یہ معلوم ہوا کہ لامع کی طباعت جناب کی سرپرستی میں دوشنبہ کو شروع ہونے والی ہے، بہت ہی مسرت ہوئی، اللہ تعالیٰ جناب کی برکات اور توجہات سے اس کی طباعت کو باحسن وجوہ تکمیل کو پہنچائے اور آپ کی برکات سے کتاب کی اشاعت میں بھی ترقی فرمائے۔ جناب [کو] مشاغل عالیہ کے باوجود اس کے متعلق بھی تقدیم یا اختتام کی جو جناب کی رائے میں مناسب ہو تکلیف دوں گا۔ اوجز پر جناب کی

---

عنوان سے اس موضوع پر ۱۲ جلدوں میں کتاب الصوم کے ختم تک مستقل کام کیا ہے جس کی پانچ جلدیں مولانا کی حیاۃ میں طبع ہوئیں، جبکہ چار جلدیں حال ہی میں جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی کے ذیلی ادارہ مجلس دعوت و تحقیق سے چھپی ہے۔ مجلس کے زیر اہتمام اس کتاب کے تکملہ کا بھی عزم کیا گیا ہے۔

۲۱۴۔ مولانا محمد یونس جونپوریؒ [۱۹۳۷ء۔ ۲۰۱۷ء] ۱۹۵۹ء میں جامعہ مظاہر علوم سہارنپور سے دورہ حدیث کیا اور معین مدرس مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۸ء میں بخاری پڑھانا شروع کی اور تاوفات پڑھاتے رہے۔ آخری عہد میں امیر المؤمنین فی الحدیث کے لقب سے مشہور ہوئے، درایت حدیث میں اپنے عہد کے امام تھے۔ مولانا زکریاؒ اور مولانا محمد اسعد اللہؒ [م: ۱۹۷۹ء] کے خلیفہ مجاز تھے۔ بخاری شریف کی محققانہ عربی تقریر نبراس الساری فی ریاض البخاری اور اردو تقریر الفیض الجاری فی دروس البخاری سمیت کئی کتب لکھیں۔

تقدیم ہے اور بذل پر اختتامیہ ہے، اس پر جو مناسب سمجھیں۔ اس سے بہت ہی قلق ہوا کہ میرا کوئی خط راستہ میں گم ہو گیا۔ یہ آپ نے صحیح فرمایا کہ دستی خطوط گم ہوتے ہیں۔ مگر ڈاک کا بھی یہی حال ہے۔ میرے ہند وپاک کے متعدد خطوط رجسٹری بلا رجسٹری آنے جانے والے دونوں ہی گم ہیں۔ اس ناکارہ کی طبیعت تو روز افزوں امراض کا شکار ہے ہی، مگر سہارنپور میں ہر رمضان میں سات آٹھ سو کا اندازہ ہو جاتا تھا اور پار سال پندرہ بیس آدمی آسکے۔ حالانکہ مولانا منور صاحب [۲۱۵] اللہ تعالیٰ ان کو بہت ہی جزا خیر دے کہ ہمیشہ وہی معتکفین اور مہمانوں کا انتظام کیا کرتے تھے اور مولوی عبد الجبار صاحب شیخ الحدیث مدرسہ شاہی [۲۱۶] اور مولوی عبد المنان دہلوی مرحوم نے بھی پورا رمضان وہیں گزارا اور عزیز طلحہ [۲۱۷] نے مہمانوں کے بلانے کی سعی بھی [کی]، مگر نہ ہو سکا۔ اس وجہ سے ان کا اصرار تو پار سال سے ہی ہو رہا ہے مگر عزیز ہارون کے

---

۲۱۵۔ مولانا منور حسینؒ ابن شیخ منیر الدینؒ [۱۹۰۸ء۔۱۹۸۶ء] ضلع پورینہ، بہار۔ ۱۹۳۱ء میں مظاہر علوم سہارنپور سے دورہ حدیث مکمل کیا۔ مدرسہ خلیلیہ شاخ مظاہر علوم اور دارالعلوم لطیفی کٹیہار میں قریباً نصف صدی حدیث و فقہ کا درس دیا۔ دارالعلوم بہادر گنج، کشن گنج کے بانی و شیخ الحدیث تھے۔ جمعیت علمائے ہند اور امارت شرعیہ بہار کے رکن رہے۔ مولانا زکریاؒ [م: ۱۹۸۲ء] کے اجل خلفاء میں شمار ہوتے ہیں۔

۲۱۶۔ مولانا عبد الجبارؒ بن حاجی عبد الرشید [۱۹۰۷ء۔۱۹۸۹ء] پورہ معروف، اعظم گڑھ۔ ۱۹۲۹ء میں مظاہر علوم سہارنپور سے فراغت حاصل کی۔ مظاہر علوم، ڈابھیل، تعلیم الاسلام آنند کھیڑا گجرات سمیت کئی مدارس میں پڑھایا، ۱۹۵۹ء میں مدرسہ قاسمیہ شاہی مسجد مراد آباد میں بطور شیخ الحدیث و صدر المدرسین تشریف لائے اور تادم آخر اسی منصب پر رہے۔ مولانا زکریاؒ [م: ۱۹۸۲ء] کے اجل خلفاء اور ممتاز تلامذہ میں تھے۔

۲۱۷۔ مولانا محمد طلحہ کاندھلویؒ بن مولانا زکریاؒ [۱۹۴۱ء۔۲۰۱۹ء] ۱۹۶۳ء میں مدرسہ کاشف العلوم نظام الدین دہلی سے علوم کی تکمیل کی۔ مولانا عبد القادر رائے پوریؒ [م: ۱۹۶۲ء] سے سلوک کی تکمیل کرکے اجازت بیعت حاصل کی۔ مولانا زکریاؒ [م: ۱۹۸۲ء] کے بھی مجاز تھے۔ مظاہر علوم، مکاتب تحفیظ کی سرپرستی، تبلیغی جماعت اور سلسلہ تصوف کی خدمات سے وابستہ رہے۔

انتقال کی وجہ سے کچھ نظام الدین کے مسائل میں بھی ضرورت بتائی جارہی ہے، اس لئے باوجود ضعف وناتوانی کے ابھی تک تو ارادہ ہے اور جی چاہتا ہے کہ اگر مملکتین[۲۱۸] کی صلح ہو جائے تو دو ہفتے کے لئے آپ کے یہاں بھی حاضری ہو جائے، اگر مقدر ہے تو شرف زیارت سے مستفید ہوں گا۔ جناب نے معجون کا ہدیہ سنیۂ عظیمہ فاخرہ بھیجنے کا ارادہ فرمایا، جزاکم اللہ تعالیٰ۔ مفید تو بہت ہوا مگر گراں بہت ہونے کی وجہ سے اگرچہ آپ کی شان کے مناسب تو نہیں مگر میری درخواست ہے کہ اس کا خرچہ تو ضرور قبول فرمالیں۔ جناب نے تحریر فرمایا کہ مشک مفقود ہو گیا ہے، بالکل صحیح فرمایا۔ پندرہ بیس سال کا قصہ ہے کہ میرا ایک مخلص بازار گیا، بائع واقف تھا اس سے کہا کہ حضرت شیخ کے لئے دودھ چاہئے، بالکل خالص دیجئے۔ اس نے جواب دیا تھا کہ مولانا صاحب! آج کل کون سی چیز دنیا میں خالص مل رہی ہے؟ آدمی تو خالص ملتے ہی نہیں۔ بالکل سچ کہا۔ عزیز محمد کے لاہور پشاور جانا تو لکھا مگر یہ نہ تحریر فرمایا کہ مقصد سفر کیا ہے؟ خدا کرے کہ کوئی دینی چیز اصل مقصد نہیں تو شاملِ مقصد ضرور ہوئی ہو۔ عزیز موصوف اور دوستوں کو مشورہ دیا کرتا ہوں کہ ہر سفر میں تبلیغ کا ارادہ ضرور کرلیا کریں، متعارف تبلیغ نہ سہی مگر دین کی بات پہنچانا جس طرح بھی ہو، تبلیغ ہے۔ والد صاحب نیز اہلیہ محترمہ کی خدمت میں سلام مسنون فرمادیں۔

---

۲۱۸۔ مراد پاک بھارت

# مکاتیب بنام مولانا محمد بنوریؒ

(۱)

عزیز الحاج مولوی محمد سلمہ

بعد سلام مسنون !

تمہارا محبت نامہ بھی حضرت مولانا کے لفافہ میں پہنچا، یہ روایت صحیح ہے کہ اس ناکارہ کا اقامہ تو جلالۃ الملک کے یہاں سے منظور ہو گیا مگر ابھی تک یہاں باقاعدہ اطلاع نہیں پہنچی۔ سنا ہے کہ وہ وزارت پھر جوازات پھر بہت سی منظوریوں کے چکر ہیں۔ سنا ہے کہ ہفتہ عشرہ میں تکمیل ہو گی۔ یہ ناکارہ تمہارے لئے دل سے دعا کرتا ہے اور اللہ جل شانہ رشد و ہدایت، علم و عمل اور وسعت رزق کے ساتھ اپنے والد ماجد کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور مدرسہ کے لئے تمہیں اپنے والد صاحب زاد مجدہم کا معین و مددگار بنادے، اپنی رضا و محبت عطا فرمائے، مرضیات پر عمل کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے، نامرضیات سے حفاظت فرمائے۔ فقط والسلام

از حضرت اقدس شیخ الحدیث مدفیوضہم بقلم حبیب اللہ ۱۳؍جولائی ۷۳ء

(۲)

عزیز مولوی محمد سلمہ

بعد سلام مسنون!

تمہارا محبت نامہ جس پر سعودی ٹکٹ ہے اور مکہ کی مہر، پہنچ کر موجبِ مسرت ہوا۔ جس میں میرے خط کی رسید تھی۔ کراچی آنے کو تو میرا بھی بہت دل چاہتا ہے اور رائے ونڈ کے اجتماع میں شرکت کے لئے جو وسط شعبان میں ہونے والا ہے، وہاں کے احباب کا بہت ہی

اصرار ہے توچونکہ ہمارے پاسپورٹ پر پاکستان کٹاہواہے اس لئے ابھی تک کوئی صورت میسر نہیں ہوئی۔ احباب کوشش میں ضرور ہیں کہ کوئی صورت اجازت کی مل جائے۔ پہلے سے تو آپ کے یہاں مملکتین کا اجتماع ہورہاتھااور اس سے بہت سی امیدیں وابستہ تھیں، مگر وہ توسنا ۲۰؍اگست کے لئے موئخر ہوگیا۔ خدا کرے اسی میں کوئی صورت نکل آئے، تب بھی کوئی دور نہیں۔ تمہاراخواب مبارک ہے، اللہ تعالیٰ تمہیں ولی کردے، میری توعین خواہش تمنااور دعاءہے، مگر تمہاراسیر کاشوق جس نے تمہیں گرجامیں پہنچادیا، پسندیدہ نہیں۔ یہ پہلے کئی دفعہ تمہیں لکھواچکاہوں کہ کمائی کازمانہ یہی ہے،فليتزود من شبابه لكبره تم نے بھی سن رکھاہوگا۔

؎ یہی دن ہیں دعالے لوکسی کے قلب مضطر سے
جوانی آنہیں سکتی میری جاں پھر نئے سر سے

میرے پیارے!

؎ نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست تر دارند
جوانانِ سعادت مند پند پیر دانا را[219]

اس ضعیف المرگ جولب گورہے بلکہ گور میں پاؤں لٹکائے بیٹھاہے،اس کی نصیحت مان لو، جس کومیں بار بار لکھواچکاہوں کہ اپنے والدِماجد کی صحبت کو بہت ہی غنیمت سمجھو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت جوہر دیئے ہیں، علوم ظاہر یہ کے ساتھ ذائقہ عشق بھی چکھایاہے، کچھ وصول کرناہے تو مان جاؤ اور وصول کرلو، ان شاءاللہ بڑے ہوکر ہم بوڑھوں کی یہ باتیں

---

۲۱۹۔ ترجمہ: ہماری نصیحت سن لے کیونکہ سعادت مند نوجوان، عقلمند بوڑھے کی بات کو جاں سے عزیز رکھتے ہیں۔ غزلیات سعدیؒ۔ غزل:۳

تمہیں کام دیں گی۔ تمہارے لئے دعاؤں سے پہلے نہ دریغ ہوا نہ اب ۔ تمہارے ابا کے لئے اور تمہارے لئے دعا بھی کرتا ہوں اور دونوں کی طرف سے روضۂ اقدس پر صلاۃ والسلام بھی پیش کرتا رہتا ہوں۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث مدفیوضہم بقلم حبیب اللہ ۱۱؍ اگست ۷۳ء

(۳)

باسمہٖ سبحانہ

عزیزم مولوی محمد بنوری سلمہ

بعد سلام مسنون!

ہر آنے والے سے تمہارے حال کی تحقیقات اور تمہارے حالات دریافت کرتا رہتا ہوں اور تعریفیں سن کر دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ بالخصوص مولوی یحییٰ نے تمہارے تفصیلی حالات سنائے۔ ان کو بھی بہت زیادہ مسرت ہوئی اور سب سے زیادہ حضرت مولانا کے کلمات طیبہ سے کہ وہ آپ کے لیے نہ صرف تصدیق بلکہ دعائے خیر بھی ہیں اور والد کی دعا اولاد کے حق میں جتنی زیادہ خیر وشر میں مفید ہے، ظاہر ہے ۔یہ ناکارہ بھی دعا کرتا ہے۔ اللہ جل شانہ زیادہ سے زیادہ ترقیات اور مدارج عالیہ نصیب فرمائے اور والد صاحب زاد مجدہم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بہت ہی تمنا ہے کہ مولانا کے بعد مولانا کے علوم اور محاسن کا کوئی حامل مل جائے، اگر اولاد میں سے ہو تو کیا ہی کہنے۔ اس واسطے کہ اکابر کی اولادیں ایسی نالائق ہوتی جارہی ہیں کہ ان کے علوم کا حامل اولاد میں سے کم ہی ہوتا ہے۔ اجنبی تو پھر اجنبی ہی ہوتا ہے، وہ اتنا اخذ واحراز نہیں کر سکتا جتنا اپنی اولاد کر سکتی ہے اور میں تمہارے لیے بہت اہتمام سے دعائیں بھی کرتا ہوں اور روضۂ اقدس پر صلاۃ وسلام بھی پیش کرتا رہتا ہوں۔ ایک ڈبیہ تمر باللوز پہلے بھی تمہارے نام بھیجی تھی اور ایک تمہارے دادے ابا کے نام بھی۔ اب پھر

تمہارے نام مولانا کے خدام کے ہاتھ بھیج رہا ہوں۔ فقط والسلام

حضرت اقدس شیخ الحدیث مدّ فیوضہم بقلم حبیب اللہ ۱۴ر جنوری ۱۹۷۴ء

(۴)

عزیزم الحاج مولوی محمد بنوری سلمہ

بعد سلام مسنون!

تمہارا مختصر محبت نامہ بھی بھائی یحییٰ کے لفافے میں پہنچا۔ تم نے رائیونڈ جانے کا وعدہ فرمایا، اس سے بہت مسرت ہوئی۔ میرے پیارے! جو کچھ کمانا ہے کما لو۔ کمائی کے دن صرف یہی ہیں۔ علوم تو جتنے لے سکتے ہو ابا جان سے لے لو اور وقت کو غنیمت سمجھو اور جہد وسعی رائیونڈ سے لے لو کہ بغیر مشقت کے کوئی کام ہوتا نہیں۔ آزادی، تن پروری، صاحبزادگی بہت ہی خطرناک چیزیں ہیں۔ آدمی کو کھو دیتی ہیں۔

؎ ندار جانِ پدر گر کسی — کہ بے سعی ہر گز بجائے رسی [۲۲۰]

ع رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ پس جانے کے بعد [۲۲۱]

مجھ ضعیف لیکن کثیر التجربہ کے مشوروں کو ضرور مان لو ان شاء اللہ بہت کام دیں گے۔

؎ نصیحت گوش جاناں کہ از جاں دوست تر دارند

جوانانِ سعادت مند پند پیر دانا را

تم نے بہت ہی ابتداء میں اپنا گرویدہ بنالیا تھا، پھر تمہارے ابا جان کے روز افزوں احسانات نے مجھے بہت ہی مجبور کر رکھا ہے کہ میں تمہارے لیے بہت اہتمام سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ

---

۲۲۰۔ ترجمہ: تو یہ گمان ہر گز نہ کر کہ بغیر کوشش کوئی کہیں پہنچ سکتا ہے۔

۲۲۱۔ پہلا مصرعہ: سرخ رو ہوتا ہے انساں ٹھوکریں کھانے کے بعد (شاعر: سید غلام محمد مست کلکتوی)

تعالیٰ تمہیں والد صاحب کے قدم بقدم چلائے، وما ذلک علی الله بعزیز۔ اپنے ہند جانے کے متعلق تو اباجان کے خط میں تفصیل لکھوا چکا ہوں، اس میں دیکھ لیں۔ میرے خیال میں بھائی یحییٰ کے ساتھ بھی تمہاری مرافقت ان شاء اللہ تمہارے لیے مفید ہوگی۔ اس سے بھی بہت مسرت ہوئی کہ بھائی یحییٰ حادثہ کے باوجود ترمذی بخاری میں اول نمبر آئے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم حبیب اللہ ۱۱/ اپریل ۱۹۷۴ء

(۵)

باسمہ سبحانہ

عزیزم الحاج محمد بنوری سلمہ

بعد سلام مسنون!

حضرت مولانا سے تمہارے اسباق کی تفصیل سن کر بہت ہی خوش ہوا۔ اللہ کرے کہ تم علم و عمل میں مولانا مدّ ظلہ کے قدم بقدم چلو توان شاءاللہ دین و دنیا دونوں ہی میں ترقیات ہیں۔ ایک نہایت اہم اور ضروری بات جو میرے رسائل میں بھی کئی جگہ لکھی گئی ہے اور میرا ذاتی تجربہ بھی ہے اور اکابر کا مشہور مقولہ بھی ہے کہ والدین کا اعزاز واکرام روزی میں ترقی کا سبب ہوتا ہے اور ان کی ناراضی معاشی تنگی کا اور اساتذۂ کرام کا احترام علمی برکات کا سبب ہوتا ہے اور ان کی ناراضی علمی برکات سے محرومی کا سبب۔ میں نے بہت سوں کو دیکھا کہ اساتذہ کا احترام نہ کرنے والا چاہے کتنا ہی بڑا لیڈر ہو گیا ہو اور کتنی ہی جماعتوں کا امیر بن گیا ہو مگر علمی سلسلہ نہیں چل سکا۔ اپنے مدارس میں اس منظر کو خوب دیکھا، چونکہ تم سے خصوصی محبت اور تعلق ہے، اس بناپر بہت اہتمام سے تاکید کرتا ہوں کہ والدین اور اساتذۂ کرام کا جتنا بھی احترام کروگے دین و دنیا اور علمی برکات سے مالا مال ہوگے۔

نصیحت گوش جاناں کہ از جاں دوست تردارند

جوانانِ سعادت مند پند پیر دانا را

حضرت مولانا کی خدمت میں سلام مسنون کے بعد دعا کی درخواست کر دینا اور عزیز مولوی شاہد سلمہ سے کہہ دینا کہ میں نے پہلے بھی لکھا ہے کہ حضرت مولانا کا مقدمہ لامع ایک دو نسخے مجلد کرا کر کسی کے ہاتھ یہاں بھیج دینا کہ یہاں ضرورت ہے۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم حبیب اللہ

(۶)

باسمہ سبحانہ

عزیزم الحاج محمد بنوری سلمہ

بعد سلام مسنون!

تمہارے محبت نامہ سے اولاً ہمشیرہ زادی کا اور اس کے چار روز بعد ہمشیرہ مرحومہ کے انتقال کی خبر سے بہت ہی قلق ہوا، بالخصوص حضرت مولانا کو اس ضعف و پیری میں یہ صدمہ اٹھانا پڑا، جو مولانا کے لئے تو ان شاء اللہ تعالیٰ موجبِ رفع درجات ہے ہی، اللہ تعالیٰ مولانا کو اور تمہیں اور سب اعزہ کو صبر جمیل، اجر جزیل عطا فرمائے۔ دعاءِ مغفرت اور ایصال ثواب بھی کر رہا ہوں اور احباب کو بھی تاکید کر دی۔ تم نے مرحومہ کے جو احوال رفیعہ لکھے، حفظ قرآن کی دولت اور تہجد میں ماہِ مبارک میں پانچ قرآن پڑھنا وغیرہ تو وہ تو ماشاء اللہ تعالیٰ اپنے لئے ذخیرہ خود ہی ساتھ لے گئیں، مگر پسماندگان کا بھی حق ہے کہ وہ جانے والے کو جلدی نہ بھولیں۔ بھول اور غفلت آدمیوں کا شعار ہے لیکن حادثہ کے قرب کے وقت میں جتنا بھی زیادہ جانی مالی ایصال ثواب کیا جائے اس میں قوت بہت ہوتی ہے کہ قلب مجروح ہوتا ہے، دنیا سے انقطاع کی کیفیت ہوتی ہے، آخرت کی طرف رجوع ہوتا ہے، اس وقت کا تھوڑا سا پڑھا ہوا بھی قیمتی ہوتا

ہے۔ تم نے لکھا کہ والد صاحب کو گھر کے اموات پر اتنا صدمہ نہیں ہوا تھا جتنا اس پر ہوا، جوانی اور پیری میں فرق تو ہوا ہی کرتا ہے مگر میرا خیال یہ ہے کہ مولانا زاد مجدہم پر زیادتی کا اثر ان اوصاف جمیلہ کی وجہ سے بھی ہے جو تم نے مرحومہ کے لکھے۔ تم نے بینات کے دو پرچے [بھیجے وہ] اور دونوں رسالے بھی پہنچ گئے جزاکم اللہ تعالیٰ۔ مجھے سفر بالکل راس نہیں آتا، مکہ سے واپسی ائیر کنڈیشن کار میں ہوئی، سفر میں تو کچھ احساس زیادہ نہیں ہوا مگر یہاں پہنچنے کے بعد نزلہ، زکام، کھانسی اور حرارت کئی دن تک رہی۔ تم نے دادا صاحب کی علالت کا حال پہلے لکھا تھا، اس خط میں نہیں لکھا، خدا کرے کہ ان کی طبیعت بالکل اچھی ہو گئی ہو۔ ان کی خدمت میں اور والدہ کی خدمت میں سلام مسنون کے بعد کہہ دیں کہ یہ ناکارہ سب کی طرف سے روضۂ اقدس پر صلوۃ و سلام پیش کرتا رہتا ہے۔ رات بھائی یحییٰ کی وساطت سے مولانا شاہد کو ایک پرچہ لکھوایا تھا، خدا کرے کہ پہنچ گیا ہو۔ میں نے مولانا کی تقدیم علی اللامع کے ۵۰۰/ نسخے زائد چھپوائے تھے، ان کا آنا تو اب مشکل ہو گیا مگر تم بھی خیال رکھنا، کوئی معتبر آنے والا ملے تو پانچ سات نسخے بھیجتے رہیں، مگر اس کا ضرور خیال رہے کہ لانے والا معتبر بھی ہو۔

فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم حبیب اللہ ۲۹/مارچ ۱۹۷۵ء

اپنے اساتذۂ کرام سے میرا سلام مسنون کہہ دیں، ان سب کے لئے اور مدرسہ کے لئے بھی دعا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ہر نوع کے مکارہ سے محفوظ فرما کر ترقیات سے نوازے۔

(۷)

باسمہٖ سبحانہ

عزیزی الحاج محمد بنوری سلمہ

بعد سلام مسنون!

آج کی ڈاک سے مولوی شاہد کے لفافہ میں تمہارا محبت نامہ بھی موصول ہوا۔ میں نے نظام الاوقات لکھنے کی تاکید کی وجہ بھی بتا دی تھی کہ میرا ذاتی تجربہ یہ ہے کہ یہ تحفظ اوقات کے لئے بہت معین ہوتا ہے، ورنہ وقت بہت ضائع ہو جاتا ہے۔

؎ تیرا ہر سانس نخلِ موسوی ہے　　　یہ جزر و مد جواہر کی لڑی ہے

تم نے جو ترتیب لکھی ہے بہت مناسب ہے۔ مگر تم نے اسباق شروع ہونے تک کے معمولات لکھنے کے بعد یہ لکھا کہ "اکثر کوتاہی ہو جاتی ہے۔" اسی سے بچنے کے لئے اوقات کے انضباط کی ضروت ہوتی ہے اور کوتاہی ہو جانے کو اہتمام سے ختم کرنے کی ضرورت ہے۔

؎ پندار جان پدر گر کسی　　　کہ بے سعی ہر گز بجائے رسی

میرا معمول ماہِ مبارک میں دس برس کی بچیوں تک کے لئے تہجد کا اہتمام ہے، بچیوں کو روزے کا شوق تو بہت ہوتا ہے، نماز کا کم۔ ان کے لئے قانون جب تک میں سہارنپور رہا اور اعتکاف مسجد کا شروع نہیں ہوا تھا، اس وقت تک یہ پابندی تھی کہ جب تک وہ تہجد نہ پڑھیں چائے نہ ملے۔ ہمارے یہاں سحر کھانے کا تو زیادہ اہتمام نہیں ہے مگر اس وقت کی چائے کا بہت اہتمام ہے۔ اگر تم اتنی پابندی کر و کہ جب تک سابقہ معمولات پورے نہ ہوں اس وقت تک ناشتہ نہیں ہو گا اور وقت نہ ملے تو ناشتہ حذف، پھر دیکھو کہ پابندی کیسے نہیں ہوتی؟ تم نے ظہر کے بعد ایک گھنٹہ سبق تو لکھا مگر اس کے بعد عصر تک کا کام نہیں لکھا، اگر کوئی نیا کام نہ ہو تو صبح کے ناشتہ سے پہلے کے معمولات میں سے جو رہ جائے اس کی قضاء کا وقت مقرر کر لو۔ تم نے لکھا

تھا کہ تین چار ہفتے سے نہ معلوم کیا ہو رہا ہے کہ معمولات پورے نہیں ہوتے۔ اس کے متعلق تو میں دوسرا شعر لکھوا چکا ہوں کہ کام تو محنت اور کوشش ہی سے ہوتا ہے، یہ ناکارہ تمہارے لئے دعاؤں میں تو تمہارے ابا جان کی وجہ سے کسر نہیں چھوڑتا کہ مولانا کے مجھ پر بہت احسانات ہیں، مگر نری دعا سے اگر کام چلتا تو حضور ﷺ کے زمانے میں مکہ میں ایک بھی کافر نہ رہتا، بلکہ لعلک باخع نفسک[۲۲۲] سے محبت آمیز عتاب ہی ہو گیا۔ دادا صاحب اور والدہ صاحبہ کی خدمات میں سلام مسنون، ان دونوں کے لئے بھی دعا کرتا ہوں اور اپنے اساتذہ سے بھی خاص طور سے میرا سلام مسنون ضرور کہہ دیں۔ ان سب کے لئے مدرسہ کے لئے اور والد دام مجدہم کے لئے دل سے دعا گو ہوں۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم حبیب اللہ ۵/ اپریل ۱۹۷۵

(۸)

باسمہ سبحانہ

عزیز گرامی قدر مولوی محمد بنوری سلمہ

بعد سلام مسنون!

تمہارا محبت نامہ مؤرخہ ۳۰/ ربیع الثانی آج جمادی الاولیٰ کو پہنچا۔ آپریشن کی کامیابی عینک کے بعد معلوم ہو گی، ابھی تک تو صاف نظر نہیں آتا، البتہ ضعف بہت بڑھ گیا۔ والد صاحب کے گرامی نامہ سے یہ معلوم ہو کر کہ تم تقدیم کے لئے مولانا کو یاد دہانی کرتے رہتے ہو بہت جی خوش ہوا، اللہ تعالیٰ ہی تمہیں جزاء خیر عطا فرمائے اور وہ وقت بھی لاوے کہ مجھ جیسے نا اہل تم جیسوں کی خوشامد کیا کریں۔ شہد تو شفاء للناس ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ مولانا کی برکت سے اور

---

۲۲۲۔ سورۃ کہف، آیت:٦۔ تم (ان ایمان نہ لانے والوں کے پیچھے) غم کے مارے اپنی جان کو ختم کر دو گے!!

تمہارے حسن ظن سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ امراض ظاہرہ وباطنہ سے شفاء نصیب فرمائے۔ لامع اول کے دو نسخے اور لامع ثانی کے اوراق پہنچ گئے، بہت ہی نہ صرف مجھ کو بلکہ بہت سوں کو بہت زیادہ پسند آئی، ہر شخص اس کی تعریف میں رطب اللسان ہے۔ داداجان کے ضعف کا حال بھی مولانا کے خط سے معلوم ہوا، مگر تم نے مزید تفصیل لکھی جس سے اور بھی تشویش ہوئی۔ والدہ سے سلام کہہ دیں۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم حبیب اللہ ۲۰ر مئی ۱۹۷۵ء

(۹)

باسمہ سبحانہ

عزیز مولوی محمد بنوری سلمہ

بعد سلام مسنون!

تمہارے دو پرچے پہنچے، تم نے پہلے پرچے میں تو صرف داداصاحب کے حادثہ کی اطلاع لکھی اور "موت کی یاد[۲۲۳] کے "۳۰ ر نسخے بھیجنے کی، وہ بحمد اللہ تعالیٰ پہنچ گئے۔ آج کے خط میں تم نے لکھا کہ میرے اسباق کی شکایت جس نے لکھی بالکل صحیح لکھی، اس سے تو اور بھی قلق ہوا۔ میرے سایۂ عاطفت کو تو آپ نے بہت ہی سراہا، مگر میرے پیارے! سایۂ عاطفت تو حضور اقدس ﷺ کا بھی سارے مکہ والوں پر اثر ڈال نہ سکا، کام تو کرنے ہی سے ہوتا ہے۔ سایۂ عاطفت مسہل کے بعد عرق گاؤزبان کا تو کام دیتا ہے مگر محض عرق گاؤزبان سے پیٹ صاف نہیں ہوتا۔ تمہارے مرسلہ بینات اور "کلمۃ الفصل" تو پہنچ گئے، مگر موت کی یاد کے

---

۲۲۳۔ مولانا زکریاؒ [م:۱۹۸۲ء] کا مؤلفہ رسالہ جو پہلے فقیر بک ڈپو، دہلی سے اور بعد میں کراچی سے طبع ہوا۔ اب متعدد مکتبوں سے طبع ہوتا ہے۔

۶۸ر نسخے نہیں پہنچے، غالباً جو پیکٹ جہاز میں گم ہو گیا اس میں یہ ہو گی۔ مولوی مقبول سے ابھی تک ملاقات نہیں ہوئی، البتہ خطوط پہنچ گئے۔ مولانا انعام الحسن کا آپ کے مدرسہ میں تشریف لے جانے کا حال تو اور بھی متعدد دستوں نے لکھا۔ فقط السلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم حبیب اللہ ۱۳ ر جون ۱۹۷۵ء

(۱۰)

عزیز محمد بنوری سلمہ

بعد سلام مسنون!

تمہارے کئی محبت نامے رمضان کے استفسار کے آئے، آج طے ہو گیا، کیا ہی اچھا ہو کہ تم بھی رمضان سہارنپور گزار لو، اگر چہ دارالاسلام میں رہنے والوں کو دار الکفر کی پیشکش تو نامناسب ہے مگر مجبوراً قضاء حاجت کے لئے بھی تو جانا ہی پڑتا ہے۔ مولوی شاہد کا اور دیگر احباب سے بھی جن کے استفسارات تم نے بھی لکھے، اس تجویز کی اطلاع کر دیں، نیز مولانا شاہد صاحب سے یہ بھی کہہ دیں کہ اگر حجۃ الوداع کے نسخے اس وقت تک ہندوستان نہ گئے ہوں تو ۷، ۵ نسخے مطار پر ضرور لیتے آویں، زیادہ تو لاویں نہیں کہ طیارہ میں لے جانے میں مشکل ہو گی۔ مولوی محمد صاحب اپنی والدہ سے اور مولوی شاہد، والدین اور اہلیہ، مولوی زبیر[۲۲۴] اور ان کی اہلیہ سے سلام مسنون کہہ دیں۔ یہ ناکارہ سب کے لئے دعا بھی کرتا ہے اور سب کی طرف سے روضۂ اقدس پر صلوۃ وسلام بھی پیش کرتا رہتا ہے۔ فقط والسلام

---

۲۲۴۔ مولانا محمد زبیرؒ بن محمد امینؒ [۱۹۴۵ء۔۱۹۸۸ء] ۱۹۶۴ء میں جامعہ بنوری ٹاؤن سے دورہ حدیث کیا۔ ۱۹۶۵ء میں مولانا یوسف کاندھلویؒ [م:۱۹۶۵ء] کی معیت میں سات چلے تبلیغ میں لگائے۔ ۱۴ر سال مخزن العلوم بنارس کراچی اور چار سال انوار القرآن میں درس دیا۔ مولانا زکریاؒ [م:۱۹۸۲ء] کے خلیفہ مجاز تھے، ان کے منہج پر درس وخطابت کے ساتھ خانقاہی کام بھی جم کر کیا۔ ہر سال اصلاحی اعتکاف کرواتے تھے۔

حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم حبیب اللہ ۲۲؍جون ۱۹۷۵ء

(۱۱)

باسمہ تعالیٰ

عزیز گرامی قدر و منزلت الحاج مولوی محمد بنوری سلمہ

بعد سلام مسنون!

آج کی ڈاک سے تمہارے دو محبت نامے پہنچے، تمہارے خط پر تو تاریخ نہیں مگر جن لفافوں میں آئے ان پر تاریخیں ہیں۔ میری طبیعت ویسے تو بحمد اللہ اچھی ہے، مگر آپریشن کے بعد سے ضعف روز افزوں ہے، میرا سایہ تو بہت طویل ہو چکا۔ اب میں حسن خاتمہ کی دعاؤں کا بہت محتاج ہوں۔ حضرت مولانا کے گرامی نامہ سے معلوم ہوا کہ تم میری خواہشات کے پورا کرنے میں بڑی وکالت کرتے ہو، اللہ تعالیٰ ہی دونوں جہاں میں اس کا بہتر سے بہتر بدلہ عطا فرمائے اور حضرت مولانا کے قدم بقدم چلنے کی جلد سے جلد توفیق عطاء فرمائے اور تم نے "موت کی یاد" میرے لکھے ہوئے ناموں پر تقسیم کر دیا، جزاکم اللہ تعالیٰ۔ ان چالیس میں سے تم یا حضرت مولانا کسی کو دینا چاہیں تو دے دیں۔ میرا ابھی جی چاہتا ہے کہ تمہارا ماہِ مبارک اگر سہارنپور میں میرا رمضان گزرے تو مرے ساتھ ضرور گزرے۔ حرمین میں کوئی اجتماعی قیام کی صورت نہیں بنتی، سہارنپور میں بڑی سہولت رہتی ہے۔ اس ناکارہ کا صحیح نظام ابھی تک مجھے معلوم نہیں ہوا، البتہ ہندی احباب کے تقاضے اس مضمون کے آرہے ہیں کہ اکابر کی خانقاہیں بالکل ہی خاموش ہیں اور مدارس کے مدرسین کو رمضان ہی میں فراغت ملتی ہے۔ دادا کی علالت کی خبریں تو مولانا کے خطوط سے تفصیل سے معلوم ہوتی رہتی ہیں، اللہ تعالیٰ ہی صحت و قوت عطا فرمائے اور اپنے وقت پر حسن خاتمہ کی دولت سے نوازیں۔ "بینات" اور "کلمۃ الفصل" کا اشتیاق پیدا ہو گیا، روضۂ اقدس پر تمہارا اور تمہارے ابا جان کا سلام بہت اہتمام کے

ساتھ پہنچاتا ہوں۔ یہ تو پہلا پرچہ تھا۔

تم نے دوسرے پرچہ میں لیبیا کے متعلق جو کاغذات بھیجے ،ان کا بہت ممنون و مشکور ہوں، مجھے تو ان سب کو دیکھ کر مولانا کی خدمت میں اپنے اشتہار کے فوٹو بھیجنے سے بڑی شرم آرہی ہے، یہ ناکارہ کنویں کا مینڈک سمندر کے رہنے والوں کو متوجہ کرے بڑی بے عزتی ہے۔ اہل مدرسہ کی خدمت میں بندہ کی طرف سے بھی سلام مسنون کہہ دیں، والدہ محترمہ سے بھی سلام مسنون کہہ دیں۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث بقلم حبیب اللہ ۵/ رجون ۱۹۷۵

دادا صاحب کی خدمت میں سلام مسنون کے بعد عیادت کر دیں۔

(۱۲)

باسمہ سبحانہ

عزیز مولوی محمد بنوری سلمہ

بعد سلام مسنون!

مولوی مقبول صاحب کچھ کتابیں لائے تھے، مجھے تو یاد پڑتا ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ مولانا کی ہیں، اسی لئے میں نے مولانا کے خط میں لکھوانا شروع کیا تھا کہ انتظار نہ ہو، مگر میرے کاتبوں نے کہا کہ مولانا سے تعلق نہیں اس لئے تمہیں لکھ رہا ہوں کہ تمہارے علم میں ہو یا کوئی دریافت کرے، مولوی شاہد سے بھی کہہ دیں، ان میں کچھ نسخے تو "موت کی یاد" کے تھے اور بہت سی کتابیں قاری عبدالرشید صاحب [۲۲۵] کی جو کسٹم میں کھوئی گئی تھیں، وہ کتابیں مدینہ منورہ

---

۲۲۵۔ قاری محمد عبدالرشیدؒ [م: ۱۹۹۳ء] بن احمد حسین بن مولانا نور محمد حقانی لدھیانویؒ (مصنف نورانی قاعدہ) تقسیم ہند کے بعد لاہور ہجرت کی، حقانی پرنٹنگ پریس کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا، تفسیر عثمانی پاکستان میں سب سے پہلے یہیں سے چھپی، ۱۹۷۰ء میں مدینہ طیبہ ہجرت کی، مسجد نبوی میں قرآن مجید پڑھاتے تھے، ایک زمانہ میں مولانا زکریاؒ

پہنچ گئیں اور قاری عبدالرشید کے حوالہ کردی گئیں، احتیاطاً اس لئے لکھوایا کہ شاید وہاں تم میں سے کسی کو انتظار ہو، تم نے جو نفحۃ العنبر[۲۲۶] بھیجی تھی ابھی تک نہیں پہنچی حالانکہ لانے صاحب کہہ گئے تھے کہ میں آج ہی جدہ جاکر تیرے پاس بھیج دوں گا۔ اس کا تو مجھے اشتیاق ہورہا ہے اس لئے کہ عرصہ ہوا اس کو سنا تھا، آج کل جی چاہ رہا ہے کہ پھر سن لوں، خدا کرے کہ میرے ہند جانے سے پہلے پہلے مل جائے تو لیتا جاؤں۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم حبیب اللہ ۷/ جولائی ۱۹۷۵ء

(۱۴)

باسمہ سبحانہ

عزیز الحاج مولوی محمد بنوری سلمہ

بعد سلام مسنون!

تمہارے بھی دو محبت نامے بیک وقت پہنچے ، تجویزیں تو اس ناکارہ کے ہندوستان جانے کی ہوہی رہی ہیں مقدرات کی خبر نہیں، تمنا تو میری بھی ہے بشرطیکہ مثمرِ ثمرات ہو، ورنہ رمضان اگر ضائع ہو تو جتنی خوشی ہے اس سے زیادہ قلق ہو گا، چونکہ وقت تنگ رہ گیا اور پہنچتے پہنچتے وسط شعبان ہو جائے گا اس لئے میں نے اپنے معمولات کے پرچے خصوصی احباب کو بھیج دیئے ہیں، اس میں ایک اہم چیز ہے اس کی طرف تمہیں خاص طور سے متوجہ کر دوں، اگر عمل کی ہمت ہو تو ارادہ کیجیو ورنہ نہیں کہ میرے یہاں رمضان میں مباح کلام بھی ناپسندیدہ ہے۔

---

[م:۱۹۸۲ء] کے ہاں ایک وقت کا کھانا ان کے گھر سے آتا تھا۔ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

۲۲۶ ۔ نفحة العنبر في حياة امام العصر الشيخ انور۔ مولانا بنوریؒ نے اپنے استاد مولانا انور شاہ کشمیریؒ [م:۱۹۳۴ء] کی حیات، علمی مزایا و خصوصیات پر عربی زبان میں لکھی ہے، سب سے پہلے مجلس علمی کراچی کے زیر نگرانی ۱۹۶۹ء میں ۳۳۹ صفحات پر چھپی۔

کھانے پینے پر کوئی تنگی نہیں، شوق سے، مگر بات مجھے بہت ہی ناگوار ہوتی ہے۔ بینات جمادی الثانیہ والے پہنچ گئے۔ "موت کی یاد"جو کسٹم میں رل گئی تھی وہ خیریت سے پہنچ گئی۔ مفتی صاحب کا فتویٰ بھی پہنچ گیا، جزاکم اللہ تعالیٰ۔

مولانا اسحاق [۲۲۷] کی خدمت میں سلام مسنون کے بعد!

اس سے بھی مسرت ہوئی کہ آپ تفہیم القرآن کے بارے میں لکھ رہے ہیں، بینات میں آرہا ہے، اللہ تعالیٰ پورا فرمائے۔ [۲۲۸] ایک خط اس ناکارہ نے بھی کوئی ۵۰ر برس ہوئے اس سلسلہ میں لکھا تھا، شاہد سہارنپوری صاحب کے خط سے معلوم ہوا کہ اس نے چھاپ دیا ہے۔ میں نے اسے لکھا ہے کہ اگر وہ طبع ہو گیا ہو تو حضرت مولانا کی خدمت میں دس بیس نسخے بھیج دے، خدا کرے کہ پہنچ گیا ہو۔ دوائیں مولوی مقبول کے ہاتھ پہنچ گئی تھیں۔ ملک خالد کا تار بھی پہنچ گیا، اپنے اساتذۂ کرام سے میرا بھی سلام مسنون کہہ دیں۔ فقط والسلام

---

۲۲۷ ۔ مولانا اسحاق صدیقی سندیلویؒ [۱۹۱۳ء۔۱۹۹۵ء] لکھنؤ میں پیدا ہوئے، ندوۃ العلماء لکھنؤ کے فاضل، مہتمم اور مجلس اشاعت و تحقیقات شرعیہ ندوۃ کے ناظم تھے۔ عربی، اردو، انگریزی تینوں زبانوں میں تحریر و تقریر پر عبور تھا۔ مولانا تھانویؒ [م:۱۹۴۳ء] کے مرید، مولانا شاہ وصی اللہ فتح پوریؒ [م:۱۹۶۷ء] اور ڈاکٹر عبدالحئی عارفیؒ [م:۱۹۸۶ء] کے خلیفہ تھے۔ قیام پاکستان سے قبل مسلم لیگ کے اسلامی دستوری خاکہ کے مجلس قانون کے رکن تھے۔ ۱۹۷۰ء میں مولانا یوسف بنوریؒ [م:۱۹۷۷ء] کی دعوت پر جامعہ بنوری ٹاؤن بطور نگران شعبہ دعوت و تحقیق وصدر شعبہ دعوت وارشاد تشریف لائے۔ مولانا بنوریؒ کی وفات کے بعد مسئلہ تعدیل یزید میں اپنے تفرد کے باعث اختلاف پر جامعہ بنوری ٹاؤن سے مستعفی ہو کر مفتی محمد طاہر مکی کے ادارہ مدینۃ العلوم کراچی کے صدر مفتی مقرر ہوئے اور تادم وفات اسی منصب پر رہے۔ اسلامی کا سیاسی نظام، اظہار حقیقت بجواب خلافت وملوکیت سمیت کئی کتب کے مصنف ہیں۔

۲۲۸ ۔ تفہیم القرآن مصنفہ مولانا مودودی [م:۱۹۷۹ء] پر مولانا اسحاق سندیلویؒ [م:۱۹۹۵ء] کا یہ تبصرہ ماہنامہ بینات صفر ۱۳۹۴ھ سے جمادی الثانی ۱۳۹۹ھ تک بیس اقساط میں چھپا، ابتدائی چار اقساط کے بعد یعنی جمادی الثانی ۱۳۹۴ھ سے جمادی الاولیٰ ۱۳۹۵ھ تک ایک سال یہ سلسلہ منقطع رہا، مولانا بنوریؒ [م:۱۹۷۷ء] کے اصرار پر یہ تنقیدی سلسلہ پھر شروع کیا گیا، ابتدائی اقساط میں مولانا مودودی کی تفسیر پر اصولی رد ہے، اس کے بعد تفہیم القرآن پر سورۃ وار تنقیدی تبصرہ ہے۔ سورۂ اعراف تک لکھا گیا یہ تبصرہ تقریباً ۱۵۰ صفحات کی ضخامت پر مشتمل ہے۔

حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم حبیب اللہ ۱۰ر جولائی ۱۹۷۵ء

(۱۴)

باسمہ سبحانہ

عزیزم مولوی محمد بنوری سلمہ

بعد سلام مسنون!

تمہارا محبت نامہ دستی پہنچا، اس سے بہت مسرت ہوئی کہ پاکستان حکومت نے ہند کی اجازت دے دی، اللہ کرے کی ویزا بھی مل جائے اور تم سے زیادہ میری تمنا ہے کہ ایک رمضان میرے ساتھ میرے اصولوں پر گزر جائے، اب تو بیماریوں نے اور مجبوریوں نے بالکل بے کار کر دیا، ورنہ آپ بیتی میں تم نے شاید پڑھا ہو گا کہ میری جوانی میں میرے اوپر رمضان بخار کی طرح سے مسلط ہو تا تھا، تراویح کے بعد کے ایک آدھ گھنٹہ کے علاوہ میرے یہاں گھر والوں سے، باہر والوں سے، نہ اکابر سے، نہ اصاغر سے ملاقات یا بات کا وقت نہیں تھا۔ میرا جی چاہتا ہے کہ میرے دوست اسی طرح رمضان گزارا کریں، اگرچہ یہ ناکارہ مشائخ میں نہیں ہے مگر صورت تو ان ہی کی بنا رکھی ہے اور ان کا مشہور مقولہ ہے کہ جو ہماری ابتدا دیکھے وہ کامیاب اور جو انتہا دیکھے وہ ناکامیاب، بالکل صحیح ہے۔

محمد! تیرے متعلق تو بہت ہی تمنائیں اور امیدیں ہیں کہ حضرت مولانا کو اللہ تعالیٰ بہت دیر تک زندہ سلامت رکھے، ان کے کمالات علمیہ و عملیہ کا کوئی وارث نہیں نظر آرہا ہے۔ نفحۃ العنبر کتاب پہنچ گئی اور مولانا اسحاق کا گرامی نامہ بھی پہنچ گیا، اس کے بعد سنوں گا اور جواب بھی لکھوادوں گا، والدہ محترمہ اور اساتذہ سے سلام مسنون کہہ دیں۔ میں کئی دن سے ارادہ کرتے کرتے آج تک مکہ مکرمہ روانہ ہو رہا ہوں، اس خبر سے بہت قلق ہوا کہ پاکستان میں طوفان بہت شدت سے آرہا ہے، اللہ تعالیٰ ہی محفوظ فرمائے۔ میرے پیارے! ان چیزوں کا آنا

تو حضور اقدس ﷺ کے ارشادات کی تصدیق ہے، جو آنی ہی ہے، رسالہ "اعتدال" تم نے ضرور دیکھا ہوگا اور اس کا چوتھا باب "اسباب السعادۃ" کے نام سے عربی میں طبع ہو گیا ہے،[۲۲۹] اس رسالے کے سنوانے کا اہتمام لوگوں میں کرو تو مفید ہوگا۔ بھائی یوسف رنگ والوں سے مانگ لینا۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث بقلم حبیب اللہ ۲۶/ جولائی ۱۹۷۵ء

(۱۵)

باسمہٖ سبحانہ

عزیزم مولوی محمد بنوری سلمہ

بعد سلام مسنون!

ایک بہت ہی اہم مضمون حضرت مولانا کی خدمت میں یہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ مولانا کی تشریف آوری مدینہ منورہ تو ہو چکی ہے اور سنا ہے کہ حج کے قریب یہاں تشریف آوری ہو گی، ہجوم اتنا ہے کہ معلوم نہیں ملاقات کا وقت مل سکے گا یا نہیں؟ اور ان سے اطمینان سے بات کرنے کا وقت ملے گا یا نہیں؟ اور زبانی گفتگو محفوظ بھی نہیں ہے، اس لئے اس کو بہت احتیاط سے رکھیں اور مولانا کی تشریف آوری پر پیش بھی کریں اور یہ بھی کہہ دیں کہ میں اپنے مضمون کو اپنی کم مائیگی کی وجہ سے کماحقہ ادا کر سکوں یا نہ کر سکوں مگر جناب کے متعلق یقین ہے کہ ان شاءاللہ تعالیٰ میرے مقصد سے آگے سمجھیں گے۔ مدارس کے روز افزوں فتن، طلبہ کی دین

---

۲۲۹۔اسباب سعادۃ المسلمین وشقائھم فی ضوء الکتاب والسنۃ ،مولفہ: شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ۔ تعریب: الشیخ سعید الرحمن الاعظمی۔ ط: مکتبہ الامدادیہ باب العمرۃ مکہ مکرمہ۔کل صفحات ۷۲۔ یہ رسالہ مکتبہ قسم النوادر سے ۶۰ صفحات کے حجم میں چھپا ہے۔

سے بے رغبتی، بے توجہی اور لغویات میں اشتغال کے متعلق میرے ذہن میں ہے کہ مدارس میں ذکر اللہ کی بہت کمی ہوتی جارہی ہے، بلکہ معدوم، بلکہ اس لائن سے بعض میں تو تنفر کی صورت دیکھتا ہوں جو میرے نزدیک بہت خطرناک ہے۔ہندوستان کے مشہور مدارس دار العلوم،[۲۳۰] مظاہر علوم[۲۳۱]، شاہی مسجد مراد آباد[۲۳۲] وغیرہ کی ابتداء جن اکابر نے کی تھی وہ سلوک میں بھی امام الائمہ تھے، ان ہی کی برکات سے یہ مدارس سارے مخالف ہواؤں کے باوجود اب تک چل رہے ہیں۔

میں اس مضمون کو کئی سال سے اہل مدارس، منتظمین اور اکابرین کی خدمت میں تقریراً تحریراً کہتا اور لکھتا رہا ہوں۔ میرا خیال یہ ہے کہ آپ جیسے حضرات اس کی طرف توجہ فرمادیں تو مفید اور مؤثر ہوگا۔ مظاہر علوم میں تو کسی درجہ میں اپنے ارادہ میں کامیاب ہوں اور دار العلوم کے متعلق جناب الحاج قاری محمد طیب صاحب سے عرض کر چکا ہوں اور بھی اپنے سے تعلق

---

۲۳۰۔ دارالعلوم دیوبند، ضلع سہارنپور، اتر پردیش ہندوستان کی بنیاد۱۸۶۶ء میں سید محمد عابد حسین دیوبندیؒ [۱۸۳۴ء۔ ۱۹۱۲ء]، مولانا فضل الرحمن عثمانیؒ [۱۸۳۱ء۔ ۱۹۰۷ء] مولانا ذوالفقار علیؒ [۱۸۱۹ء۔ ۱۹۰۴ء] اور مولانا محمد قاسم نانوتویؒ [م:۱۸۸۰ء] وغیرہ حضرات نے رکھی۔ ملا محمودؒ [م:۱۸۸۶ء] اس کے پہلے مدرس مقرر ہوئے جبکہ پہلے طالبعلم شیخ الہند محمود حسنؒ [م:۱۹۲۰ء] تھے۔ ابتدائی نام مدرسہ عربیہ تھا۔

۲۳۱ ۔ جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کی بنیاد دارالعلوم دیوبند کی تاسیس کے چھ ماہ بعد ۱۸۶۶ء ہی میں سعادت علی فقیہؒ [م:۱۸۶۹ء]، مولانا محمد مظہر نانوتویؒ [۱۸۲۱ء۔ ۱۸۸۵ء] اور مولانا احمد علی سہارنپوریؒ [۱۸۱۰ء۔ ۱۸۸۰ء] وغیرہ حضرات نے رکھی۔ اس کا ابتدائی نام مظہر العلوم تھا۔ دارالعلوم دیوبند کے بعد اسے دیوبندی مکتب کا دوسرا بڑا جامعہ شمار کیا جاتا ہے۔

۲۳۲۔ مدرسہ قاسمیہ شاہی مرادآباد اتر پردیش ۱۸۷۹ء میں مقامی مسلمانوں نے مولانا قاسم نانوتویؒ [م:۱۸۸۰ء] کی تجویز پر قائم کیا تھا، اس کا پہلا نام مدرسۃ الغرباء تھا، مولانا نانوتویؒ کے مایہ ناز شاگرد مولانا احمد حسن امروہیؒ [۱۸۵۰ء۔ ۱۹۱۲ء] اس کے پہلے صدر مدرس مقرر ہوئے۔

رکھنے والے اہل مدارس سے عرض کرتا ہوں، مدارس میں روز افزوں فتنوں کا علاج ذکر اللہ کی کثرت ہے۔ جب اللہ کا نام لینے والا کوئی نہ رہے تو دنیا ختم ہو جائے گی، جب اللہ تعالیٰ کے پاک نام کو اتنی قوت ہے کہ ساری دنیا کا وجود اس سے قائم ہے تو مدارس تو دنیا کے مقابلہ میں دریا کے مقابلہ میں ایک قطرہ بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے پاک نام کو اس کے بقا اور تحفظ میں جتنا دخل ہو گا۔ ظاہر ہے اکابر کے زمانہ میں ہمارے ان جملہ مدارس میں اصحابِ نسبت اور ذاکرین کی کثرت جتنی رہی ہے، وہ آپ سے بھی مخفی نہیں اور اب اس میں جتنی کمی ہو گئی ہے وہ بھی ظاہر ہے، بلکہ اگر یوں کہوں کہ اس پاک نام کے مخالف حیلوں بہانوں سے مدارس میں داخل ہوتے جا رہے ہیں تو میرے تجربہ میں تو غلط نہیں، اس لئے میری تمنا ہے کہ ہر مدرسہ میں کچھ ذاکرین کی تعداد ضرور ہوا کرے۔ طلبہ کے ذکر کرنے کے تو ہمارے اکابر بھی خلاف رہے اور میں بھی موافق نہیں لیکن منتہی طلبہ یا فارغ التحصیل یا اپنے سے یا اکابرین سے تعلق رکھنے والوں کی کچھ مقدار مدارس میں رہا کرے اور مدرسہ ان کے قیام کا کوئی انتظام کر دیا کرے۔ مدرسہ پر طعام کا بار ڈالنا مجھے بھی گوارا نہیں کہ طعام کا انتظام تو مدرسہ کے اکابر میں سے کوئی شخص ایک یا دو اپنے ذمہ لیں یا باہر سے مخلص دوستوں میں سے کسی کو متوجہ کر کے ایک ایک ذاکر کا کھانا کسی کے حوالہ کرے جیسا کہ ابتداء میں مدارس کے طلبہ کا انتظام اسی طرح ہوتا تھا، البتہ اہل مدارس ان کے قیام کی کوئی صورت اپنے ذمہ لے لیں جو مدرسہ ہی میں ہو اور ذکر کے لئے کوئی ایسی مناسب تشکیل کریں کہ دوسرے طلبہ کا کوئی حرج نہ ہو، نہ سونے والوں کا، نہ مطالعہ کرنے والوں کا۔

جب تک اس ناکارہ کا قیام سہارنپور میں رہا تو ایسے لوگ بکثرت رہتے تھے جو میرے مہمان ہو کر ان کے کھانے پینے کا انتظام تو میرے ذمہ تھا لیکن قیام اہل مدرسہ کی جانب سے مدرسہ کے مہمان خانہ میں ہوتا تھا اور وہ بدلتے بدلتے رہتے تھے، صبح کی نماز کے بعد میرے مکان پر ان کے ذکر کا سلسلہ ایک گھنٹہ تک ضرور رہتا تھا اور میری غیبت میں سنتا ہوں کہ عزیز طلحہ کی

کوشش سے ذاکرین کی وہ تعداد اگرچہ نہ ہو مگر ۲۰۔۲۵ کی مقدار روزانہ ہو جاتی ہے۔ میرے زمانہ میں تو سو، سوا سو تک پہنچ جاتی تھی اور جمعہ کے دن عصر کے بعد مدرسہ کی مسجد میں تو دو سو سے زیادہ کی مقدار ہو جاتی ہے۔ ان میں باہر کے مہمان جو ہوتے ہیں جو دس بارہ تک تو اکثر ہو ہی جاتے ہیں، عزیز مولوی نصیر الدین سلمہ اللہ تعالیٰ اس کو بہت جزاء خیر دے ان کے کھانے کا انتظام میرے کتب خانہ سے کرتے رہتے ہیں۔ اسی طرح میری تمنا ہے کہ ہر مدرسہ میں دو چار ذاکرین ضرور مسلسل رہیں کہ داخلی اور خارجی فتنوں سے بہت امن کی امید ہے، ورنہ مدارس میں جو داخلی اور خارجی فتنے بڑھتے جا رہے ہیں، اکابر کے زمانہ سے جتنا بعد ہوتا جائے گا اس میں اضافہ ہی ہو گا۔ اس ناکارہ کو نہ تحریر کی عادت نہ تقریر کی، آپ جیسا یا مفتی شفیع صاحب جیسا کوئی شخص میرے اس مافی الضمیر کو زیادہ وضاحت سے لکھتا تو شاید اہل مدارس کے اوپر اس مضمون کی اہمیت زیادہ پیدا ہو جاتی۔ اس ناکارہ کے رسالہ "فضائلِ ذکر" [۲۳۳] میں حافظ ابن قیمؒ کی کتاب "الوابل الصیب" [۲۳۴] سے ذکر کے سو کے قریب فوائد نقل کئے ہیں جس میں شیطان سے حفاظت کی بہت سی وجوہ ذکر کی گئی ہیں، شیاطینی اثر ہی سارے فتنوں اور فساد کی جڑ ہے۔ فضائل ذکر سے یہ مضمون بھی اگر جناب سن لیں تو میرے مضمون بالا کی تقویت ہو جائے گی، اس کے بعد میرا مضمون تو اس قابل نہیں کہ اہل مدارس پر کچھ اثر انداز ہو سکے، آپ میری درخواست کو زور دار

---

۲۳۳۔ فضائل ذکر: مؤلفہ مولانا زکریاؒ [م: ۱۹۸۲ء]، مولانا الیاس کاندھلویؒ [م: ۱۹۴۴ء] کے تعمیل ارشاد میں ۱۹۶۵ء میں لکھا گیا۔ تین ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلا باب مطلق ذکر، دوسرا کلمہ طیبہ اور تیسرا تسبیحات کے فضائل کے بیان میں ہیں۔ ۲۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ مشہور تبلیغی نصاب فضائل اعمال کا حصہ ہے۔

۲۳۴۔ الوابل الصیب من الکلم الطیب، تالیف: ابن القیم الجوزیہ محمد بن ابی بکر الدمشقیؒ [۱۲۹۲ء۔۱۳۵۰ء] ذکر اللہ کے فضائل پر معروف و متداول ہے، عبد القادر ارنوؤط اور ابراہیم ارنوؤط کی تحقیق سے ۱۹۷۱ء میں مکتبۃ البیان دمشق سے اور ۲۰۰۴ء میں عبد الرحمن بن حسن کی تحقیق سے دار عالم الفوائد مکہ مکرمہ سے ۶۰۲ صفحات پر طبع ہوئی، قاہرہ، ریاض اور بیروت کے مکتبات سے بھی بارہا چھپی، ۱۸۹۵ء میں دہلی سے لیتھو پر بھی طبع ہوئی۔

الفاظ میں نقل کر کے اپنی یا میری طرف سے بھیج دیں تو شاید کسی پر اثر ہو جائے۔ دارالعلوم، مظاہر علوم، شاہی مسجد کے ابتدائی حالات آپ کو مجھ سے بھی زیادہ معلوم ہیں کہ کن صاحب نسبت اصحابِ ذکر کے ہاتھوں ہوئی ہے ان ہی کی برکات سے یہ مدارس اب تک چل رہے ہیں۔ یہ ناکارہ دعاؤں کا بہت محتاج ہے، بالخصوص حسن خاتمہ کا کہ گور میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہے۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم حبیب اللہ ۳۰ ر نومبر ۱۹۷۵ء مکہ مکرمہ

(۱۶)

عزیز مولوی محمد بنوی سلمہ

تمہاری یاد اکثر آتی رہتی ہے، سہارنپور کے قیام اور کراچی کے چند ایام میں تم سے تو میری توقعات بڑھتی ہی جا رہی ہیں۔ کاش! اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے تمہیں اپنے والد صاحب زاد مجدہم کی برکات علمیہ عملیہ اور سلوکیہ کا بھی حامل بنائے، جس کا بہت ہی مختصر علاج اور آسان علاج رمضان میں میرے بار بار سن چکے ہو گے۔ دوستی نہ کرنا ہے، یہ مرض تم میں بہت ہے، حالانکہ رمضان میں کئی دفعہ مختلف عنوان سے تم نے یہ مضمون سنا ہو گا جو میں نے اپنے والد صاحبؒ [۲۳۵] سے بار بار ذکر کیا کہ آدمی جتنا بھی چاہے ذہین، محنتی، شوقین ہو اگر اس میں دوستی کا مرض ہے تو بیکار ہو کر رہے گا۔ دوسرا اہم مضمون جس کو میں نے رمضان میں بھی بار بار ذکر کیا اور تم سے خاص طور سے رمضان میں بھی اور رمضان سے پہلی ملاقاتوں میں بھی

---

۲۳۵۔ مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ بن مولانا اسماعیلؒ [۱۸۷۱ء۔۱۹۱۵ء] مولانا زکریاؒ [م: ۱۹۸۲ء] کے والد تھے، دورہ حدیث مولانا رشید احمد گنگوہیؒ [م: ۱۹۰۵ء] سے کیا۔ بعد ازاں خانقاہ گنگوہ میں ہی تدریس اور امامت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ ۱۹۱۰ء میں مظاہر علوم سہارنپور استاد حدیث کی حیثیت سے آئے، ابوداؤد شریف وغیرہ کا درس آپ سے متعلق تھا، اکابر کی کتب کی اشاعت و ترویج کے لیے سہارنپور میں مکتبہ یحیوی قائم کیا۔ مجتہد فی التدریس تھے، مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ [م: ۱۹۲۷ء] کے خلیفہ تھے۔ مولانا گنگوہیؒ سے دوران درس بخاری، ترمذی، مسلم و ابوداؤد کی تقریریں قلم بند کیں۔

بار بار کہہ چکا ہوں کہ اساتذۂ کرام کا احترام ظاہری بھی مصنوعی نہیں بلکہ قلبی و حقیقی جتنا کروگے اتنا ہی زیادہ کامیاب ہوگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مشہور مقولہ ہے کہ جس نے مجھے ایک حرف بھی پڑھا دیا میں اس کا غلام ہوں، چاہے مجھے بیچ دے چاہے غلام بنا کر رکھ لے۔[۲۳۶] تم میں اللہ تعالیٰ نے جوہر تو بہت رکھے ہیں مگر وہ سارے دوستیوں کے نذر ہو رہے ہیں۔ حضرت مولانا کی قدر بالکل نہیں کر رہے ہو۔ مولانا کے وجود کو میرے پیارے بہت زیادہ غنیمت سمجھو۔ علوم ظاہریہ اور اخلاق حسنہ میں سے جو بھی لے سکتے ہو تمہارے گھر کی دولت ہے اس کو ضائع نہ کرو۔ کراچی میں تمہارے کمرے سے بہت ہی راحت ملی، اللہ تعالیٰ تمہیں بھی دارین میں ایسی راحت پہنچائے، جیسی تم نے مجھے پہنچائی۔ میری وحشی طبیعت کو یکسوئی اور سکون میں جتنی راحت ملتی ہے اتنی مجامع میں نہیں ملتی، اسی لئے قبرستان میں میرا بہت جی لگے۔

؎ شورش سے بھی بھاگتا ہوں دل ڈھونڈتا ہے میرا
ایسا سکوت جس پر تقریر بھی فدا ہو[۲۳۷]

کاش! میری طرح سے اگر تمہیں بھی آدمیوں سے وحشت پیدا ہو جائے تو پھر علم وسلوک دونوں کے خزانے تمہارے لئے کھلے ہوئے ہیں اور پھر مولانا زاد مجدہم جیسے کی تربیت سونے پر سہاگہ۔ میں بار بار اس چیز کی طرف تمہیں متوجہ کرتا رہتا ہوں غنیمت سمجھو۔

فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث بقلم حبیب اللہ ۳۰ ر نومبر ۱۹۷۵ء

دو کارڈ ڈاک میں ڈالنے ہیں اور ایک پرچہ بھائی یوسف رنگ والوں کا ہے، تکلیف فرما کر

---

۲۳۶۔ تعلیم المتعلم، ص: ۲۱، مؤلفہ: برھان الاسلام زرنوجی، ط: البشریٰ۔

۲۳۷۔ شاعر: علامہ محمد اقبال۔ کلیات اقبال، نظم آرزو

ان کو پہنچادیں۔

(۱۷)

عزیز الحاج مولوی محمد بنوری سلمہ

بعد سلام مسنون! تمہارا پرچہ بھی حضرت مولانا کے لفافہ میں ملا، تمہارا تو بہت فکر لگار ہے، اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے والد کے قدم بقدم چلائے۔ پیارے! وقت بہت تیزی کے ساتھ گزر رہا ہے جو کچھ لینا ہو جلدی سے لے لو، ورنہ میری طرح حسرت ہی حسرت رہ جائے گی کہ میرے سب اکابر نے مجھ پر بہت شفقت فرمائی مگر کتے کی دم بارہ سال نلکی میں رہنے کے بعد بھی ٹیڑھی کی ٹیڑھی ہی رہی۔ معمولات کی پابندی سے بہت [خوشی] ہوئی۔ اللہ تعالیٰ استقامت وترقیات سے نوازے، مگر تعلقات کی کمی بہت زیادہ مفید ہے اور تعلقات کی زیادتی بہت زیادہ مضر ہے۔

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست تر دارند
جوانان سعادت مند پند پیر دانا را

تمہارا خواب بہت مبارک ہے، اللہ تعالیٰ تجارت آخرت میں برکت عطا فرمائے، مکہ مکرمہ سے قرعہ میں تمہارا نام نکل آنا بہت امید افزا ہے، دنیوی چادروں کی تجارت کی طرف بالکل واہمہ نہ کرو، تمہاری دوکان کے سامنے خوشنما مسجد بھی بہت امید افزا ہے، مسجد سے خاص طور سے محبت رکھو۔ سبعة يظلهم الله (الحدیث)[۲۳۸] میں اپنے قلب کو مسجد کی طرف خاص طور سے معلق رکھا کرو۔ کوئی کام یکسوئی میں کرنے کا ہو تو مسجد میں بیٹھ کر کیا کرو، بشرطیکہ وہاں تمہارے چاہنے والے بہت

---

۲۳۸۔ صحیح بخاری، رقم: ۶۸۰۶۔ قیامت کے روز سات بندوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سایے میں جگہ دے گا۔ جن میں سے ایک وہ شخص ہو گا جس کا دل مسجد سے لگا ہوا ہو۔

سے جمع نہ ہو جائیں، تمہارا کمرہ تو مجھے اکثر یاد آتا ہے۔ ماہ ذی الحجہ اور ماہ محرم کے بینات کا اشتیاق وانتظار شروع ہو گیا۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم حبیب اللہ ۳۰/۱/۶۷ مدینہ منورہ

(۱۸)

۶۸ء

عزیز گرامی قدر و منزلت مولوی محمد بنوری سلمہ

بعد سلام مسنون!

تمہارا محبت نامہ حضرت مولانا کے لفافے میں پہنچا، تم سے الوداعی ملاقات نہ ہونے کا بہت قلق ہوا، مقدر کی بات تم لوگوں کو خاص طور سے ایک کار میں جس میں بھائی عبد الوہاب اور مدنی ہمراہ تھے اس لئے تجویز کیا گیا تھا کہ میری کار کے پیچھے پیچھے تمہاری کار چلتی رہے، حاجی فرید الدین نے یہ تجویز بتائی تھی کہ جہاں کوئی ٹوکے گا اس وقت دیکھیں گے، مگر مقدر تمہارے بجائے ایک دوسری کار پیچھے ہو گئی، اندر پہنچنے کے بعد میں نے تمہاری کار کی تحقیقات کیں، قاضی صاحب نے بھی تحقیقات کرائیں، حاجی فرید صاحب نے بھی کسی کو بھیجا، مگر تمہاری کار کا پتہ نہ ملا۔ اس ناکارہ کی طبیعت تو وہیں سے خراب تھی، یہاں پہنچنے پر دہلی کے شب قیام رہا، اتنا ہجوم تھا کہ ۹ ربجے سے ۳ ربجے تک تو مصافحے مشکل سے نمٹے اور رات کو ان لوگوں کو متفرق مساجد میں تقسیم کرنا پڑا، اس لئے کہ یہاں بیٹھنے کی جگہ بھی نہ تھی۔ نمازیں بھی سڑکوں پر ہوتی رہیں، تیسرے دن سہارنپور پہنچا، دو تین دن تک تو وہاں بھی وہی حال رہا کہ رات کو دار الطلباء جدید میں مہمانوں کو منتقل کرنا پڑا، اس کی وجہ سے تقریباً ایک ہفتہ بخار بھی رہا جو کبھی کم ہوتا تھا کبھی زیادہ۔ ۱۰ ر اگست کو میوات کا سفر شروع ہو گیا، وہاں بھی کئی مقام کا قیام ایک ایک شب کا تھا، ہر جگہ نظام الدین ہی کا منظر رہا، کل میوات کے سفر سے نظام الدین واپس آیا

ہوں، دو دن کے بعد اتوار کو سہارنپور واپسی کا ارادہ ہے، اللہ تعالیٰ خیریت سے پہنچائے، ابھی تک تو سکون کی نوبت نہیں آئی ہیں۔

گو رہا رہینِ ستم ہائے روز گار　　　پر تمہاری یاد سے غافل نہیں رہا[۲۳۹]

تمہاری پر خلوص محبت و شفقت کثرت سے یاد آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی رضا و محبت عطا فرمائے۔ مرضیات پر عمل کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے، نا مرضیات سے حفاظت فرمائے اور اپنے والد ماجد اعلی اللہ مراتبہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ لیکن ایک بات میں زبانی باربار تم سے کہتا رہا، اس سے پہلے خطوط میں بھی لکھواتا رہا کہ عرق بادیاں مسہل کے لئے معین تو ہے مگر محض عرق سے مادہ نہیں نکلتا اس کے لئے تو مسہل لینا ہی پڑتا ہے۔

پندار جان پدر گر کسی　　　کہ بے سعی ہر گز بجائے رسی

اور خیر و شر جس پر اپنے آپ کو ڈال لوگے وہی سڑک چلتی رہی گی، فلیتزود العبد من شبابہ لکبرہ[۲۴۰] تو ہر جمعہ کے خطبہ میں سنتے ہی رہتے ہوں گے اور ہر تجربہ کار پر گزرے ہے، آج کل مجھ پر گذر رہی ہے کہ جوانی میں جن چیزوں کی عادت پڑ گئی تھی وہ تو طبیعتِ ثانیہ بن کر ایسی آسان ہو گئیں کہ ان میں کوئی دقت نہیں لیکن جن چیزوں کی اس وقت عادت نہ پڑی وہ باوجود آسان ہونے کے پہاڑ معلوم ہوتی ہیں۔ اس لئے پیارے! جتنا بھی ہو سکتا ہو خوبیوں کا اپنے آپ کو عادی بنالو۔ تمہارے اس ناکارہ کو کثرت سے خواب میں دیکھنا تمہاری محبت کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو طرفین کے لئے دینی ترقی کا ذریعہ بناوے، اس سے مسرت ہوئی

---

۲۳۹۔ شاعر: اسد اللہ خان غالب۔ دیوان غالب، ص:۳۵۔ ط: غالب اکیڈمی دہلی

۲۴۰۔ چاہیے کہ بندہ جوانی میں اپنے بڑھاپے کے لیے توشہ تیار کرے۔

کہ معمولات کی پابندی کے ساتھ اسباق کا اہتمام بھی شروع کردیا، آج کل تمہارے لئے علمی مشاغل درجہ اولیٰ رکھتے ہیں اور سلوک درجہ ثانیہ، جب علمی مشاغل میں کچھ پختگی آجائے گی تو ترتیب بدل جائے گی۔ یہ ناکارہ تمہارے لئے دل سے دعا گو ہے، مولانا کے متعلق تنقید یا جواب جو بھی اشتہار ہو وہ ضرور بھیجتے رہیں۔ تمہارا مرسلہ رسالہ پہنچ گیا، مگر ابھی تک ہجوم کی وجہ سے اس کے سننے کی نوبت نہیں آئی، اللہ تعالیٰ مولانا کو جملہ مکارہ سے محفوظ رکھ کر دارین کی ترقیات سے نوازے، صحت وقوت میں اضافہ فرمادے کہ مولانا کے لئے تو علمی مشاغل بہت اہم تھے ایک نیا فتنہ مولانا کے سر پر آگیا،[۲۴۱] اللہ تعالیٰ مدد فرمادے۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم عبد الرحیم ۲۵ رجب ۹۴ھ [۱۴ اگست ۱۹۷۴ء]

(۱۹)

باسمہ سبحانہ

عزیز مولوی محمد بنوری سلمہ

بعد سلام مسنون! یہاں آنے کے بعد تمہارے بخار کی کیفیت سنی تھی جس سے طبیعت بہت بے چین ہے، تم نے اپنی صحت کا مژدہ بھی نہیں لکھا، اس خبر سے بھی بہت مسرت ہوئی تھی کہ تم نے پڑھنا شروع کر دیا مگر اس کے بعد سے اس کی کوئی مزید تفصیلات معلوم نہ ہوئیں۔ تمہیں یاد ہوگا کہ میں گزشتہ سال مدینہ کے قیام میں بھی اور سہارنپور کے قیام میں بھی ایک بات کہی، تمہیں بار بار نصیحت کرتا رہا، بزرگوں سے بھی بار بار سنا اور میرا ذاتی تجربہ بھی ہے کہ اساتذہ کا احترام نہ کرنے والا علم سے محروم رہتا ہے اور والدین کی نافرمانی کرنے والا

---

۲۴۱ ۔ قادیانی جماعت کی طرف سے پیش آنے والے پُر تشدد واقعات کے بعد ان کے خلاف تحریک کی طرف اشارہ ہے۔

رزق سے محروم رہتا ہے۔ میں نے یہ مقولہ اکابر سے بہت سنا ہے اور خود ذاتی تجربہ بھی ہے۔ میرے پیارے! اساتذہ کی طرف سے اگر تمہارے ساتھ بے تکلفی کا برتاؤ ہو تو تم ادب میں ذرا کوتاہی نہ کرنا، یہ بھی ضروری ہے کہ احترام قلبی چیز ہے، دل سے دونوں کی بہت ہی وقعت کرنا، میری بات کو بہت محفوظ رکھنا، بہت زیادہ تجربہ کی ہے۔ اپنے اسباق کی تفصیل بھی ضرور لکھو، کون کون سے گھنٹہ میں کس کس استاد کے یہاں کیا سبق ہو رہے ہیں؟ تاکہ میں ان اساتذہ کرام سے براہ راست تصدیق کرسکوں۔ تمہارے ذریعہ سے اگر پوچھوں گا تو وہ تمہاری خاطر میں تعریف کر ہی دیں گے۔ مجھے تو واقعی دیکھنا ہے کہ تمہیں علم کا شوق ہوا یا نہیں؟ اور ان شاء اللہ اس طرح تحقیق کروں گا کہ تمہیں اس کی ہوا بھی نہ لگے گی۔ میرے پیارے! میں نے پارسال بھی تمہیں یہ مضمون سمجھایا مگر اب تک کوئی اثر میرے سمجھانے کا مجھ تک نہیں پہنچا، کام کرنے کا یہی زمانہ ہے اور جیسی بنیاد ڈالوگے اخیر تک وہی رہے گی، میں نے اساتذہ کا احترام نہ کرنے والوں کو لیڈر تو پایا، مقرر بھی بہت دیکھے، مگر علم سے مناسبت نہیں پائی۔

؎ نصیحت گوش کن جاناں کہ از جان دوست تر دارند
جوانانِ سعادت مند پند پیر دانا را

میں تمہیں اپنے پاس رکھتا مگر اپنے امراض کی کثرت اور ضعف کی وجہ سے نہ تو تمہاری نگرانی کر سکتا ہوں، نہ کسی سبق کے پڑھانے کے قابل ہوں، مگر مجھے تمہاری یہ بات بہت پسند تھی کہ تم نے کسی کی دعوت مجھ سے بغیر پوچھے قبول نہیں کی۔ تم نے یہ شکایت کی تھی کہ فلاں فلاں بزرگ اپنی کار میں مجھے زبردستی لے جاتے ہیں، اس کے بارے میں میں نے غالباً حضرت مولانا کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ میری طرف سے لغاری صاحب اور بھامجی صاحب[۲۴۲] کی خدمات میں

---

۲۴۲۔ مولانا محمد بن اسماعیل بھامجیؒ [م:۲۰۰۹ء] جنوبی افریقہ میں پیدا ہوئے۔ جامعہ بنوری ٹاؤن کے فاضل تھے، مولانا

درخواست کر دیں کہ وہ اپنی کار میں تمہیں نہ لے جایا کریں، اگر کہیں جانا ہو تو آپ ٹیکسی کر کے جا یا کریں اور ان دونوں اکابر کو کہہ دیں کہ آپ کی کار میں جانے کو مجھے زکریا نے منع کر دیا ہے کہ تمہیں کاروں میں لے کر پھرنا تمہاری صاحبزادگی کے لئے مضر ہے اور اگر حضرت مولانا نے اپنی غایت مروت میں ان دونوں حضرات سے نہ فرمایا ہو، تو آپ میری طرف سے عرض کر دیں کہ عزیز محمد سلمہ کے ساتھ جو تعلق آپ کا ہے وہ تو یقینی اور میں اس کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتا، مگر میں تجربہ کار آپ سے زیادہ ہوں، آپ کا اس کو اپنی کاروں میں لئے پھرنا اس کے مستقبل کے لئے مضر ہے، اگر محمد خود بھی آپ سے کہے تو آپ میری طرف سے عذر کر دیا کریں، یہ تو آپ کو بھی پسند ہو گا کہ جو چیز اس کے مستقبل کے لئے ہو گی وہ زیادہ بہتر ہے وقتی دلداری سے۔ اگر میں آپ سے زبانی بات کرتا تو زیادہ اچھا ہوتا، مگر کراچی کا قیام اتنا مختصر ہوا کہ میں کسی سے بات ہی نہ کر سکا۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث بقلم حبیب اللہ ۴ر جنوری ۷۷ ۱۹ء مدینہ طیبہ

(۲۰)

باسمہ سبحانہ

عزیز گرامی قدر و منزلت الحاج مولوی محمد بنوری سلمہ

بعد سلام مسنون! تمہارا مستقل لفافہ پہنچا، ماشاء اللہ تعالیٰ مضمون نگاری تو تمہیں بہت اچھی آگئی، ماشاء اللہ تعالیٰ دو صفحے آپ نے الفاظ بے معنی میں بھر دیئے، مضمون صرف اتنا تھا کہ میں اپنی کاہلی سے اپنی صحت کی خبر نہ دے سکا، مگر اسی کو آپ نے بار بار مکرر، سہ کرر دو

---

بنوریؒ [م:۱۹۷۷ء] نے جامعہ بنوری ٹاؤن کے انتظامی امور کے لیے اپنے دو نائبین مقرر کیے تھے، مولانا محمد بن اسماعیل بھام جیؒ اور سردار میر عالم خان لغاریؒ [م:۲۰۱۷ء] بعد میں آپ جنوبی افریقہ چلے گئے اور مختلف دینی خدمات سے وابستہ رہے۔ لنیشا جوہانسبرگ جنوبی افریقہ میں مدفون ہیں۔

ورق پر لکھا، ایک بات میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور آئندہ بھی خیال رکھیں کہ مجھے کاغذ پر ایک طرف صرف لکھنا بڑا گراں ہوتا ہے کہ دوسرا صفحہ ضائع ہوتا ہے۔ میرے خط میں میری رعایت رکھا کریں اپنی رعایت نہ رکھا کریں، اس کے بعد خط میں کوئی مضمون تو ہے نہیں جس کا جواب دیا جائے، مجھے ہر خط میں تمہاری کارگزاری کا انتظار رہتا ہے، اس سے پہلے خط میں مستقل لکھ چکا ہوں جو حافظ عبدالرشید سورتی کے ہاتھ بھیجا ہے۔ میں نے تم سے بار بار پوچھا ہے کہ کیا کیا پڑھ رہے ہو؟ اور کس کس مدرس کے پاس پڑھ رہے ہو؟ مگر تم نے اس کو چھیڑا نہیں۔ میرے پیارے! میں تم پر دو سال سے مسلط ہوں کہ حضرت مولانا کے وجود کو بہت غنیمت سمجھو اور جو وصول کر سکتے ہو کر۔و مالا یدرک کله لا یترک کله۔[۲۴۳] میں اس پر بھی مصر ہوں کہ ایک سبق چاہے مولانا کی طرف سے کتنا ہی انکار ہو مؤطا امام محمد یا کتاب الآثار حضرت مولانا سے ضرور پڑھ لو، یہ تمہارے سبق میں حضرت مولانا کی علالت بھی مانع نہیں ہوگی، اس لئے کہ دیکھنے کی ضرورت نہیں ہوگی اور جو پڑھو بہت اہتمام سے اس کو غلط، صحیح قلم بند ضرور کرلو اور اپنے لکھے ہوئے کو مولانا کو سنا بھی دو تو کیا ہی کہنے!!سل المجرب ولا تسئل الحکیم[۲۴۴] بڑے تجربے کی بات کہتا ہوں، آیا تو کچھ نہیں مگر تجربہ بہت رکھتا ہوں۔ حضرت گنگوہی نوراللہ مرقدہ سے لے کر ان کے خلفاء اور خلفاء کے خلفاء کے مسالک کو اور طرز کو خوب دیکھا اور ابا جان کو تو خوب بھگتا۔ میرے لیے القاب وآداب کی زیادہ بھرمار نہ کیا کرو اور اپنی بیچارگی اور نااہلیت کو بھی نہ رویا کرو، کام کی بات مختصر الفاظ میں لکھا کرو، مگر یہ میرے ہی ساتھ ہے اور لوگ تو اس کو پسند نہیں کریں گے تمہارے ہی طرز کو پسند کریں گے مگر میں

---

۲۴۳۔ ترجمہ: جو چیز پوری نہ مل سکے تو پوری نہ چھوڑی جائے۔

۲۴۴۔ تجربہ کار سے پوچھا کرو، دانشور و فلسفی سے نہ پوچھو (جس کا عملی تجربہ نہ ہو۔)

ضعیف، بیمار، کمزور۔ گستاخی کی کبھی فکر مت کرو، میری طرف سے تمہاری ساری گستاخیاں اگلی پچھلی سب معاف ہیں۔ مغفرت کا زمانہ تو ابھی دور ہے، اب تو علم حاصل کرنے کا دور ہے، میرے پیارے! جو کر سکتا ہے غنیمت سمجھو۔ یہی دن ہیں کرنے کے، میں بھی بار بار ایک ہی مضمون تاکید کی وجہ سے لکھ رہا ہوں، میرے قیام کراچی میں تمہاری بیماری سے مجھے بھی قلق ہوا، والد صاحب کی آنکھ کے متعلق خود والد صاحب کے خط میں مختصر الفاظ میں اس سے زیادہ آگیا جتنا تم نے اپنے طویل الفاظ میں لکھا۔ حضرت والد صاحب کے طویل سایہ کی دعا تو برحق مگر اس کو وصول بھی تو کرو۔ صلوۃ وسلام تو تمہاری اور ابا جان کی طرف سے نام لے کر پیش کرتا ہوں، پھر بھی ہر خط میں ضرور لکھ دیا کرو، تم نے ایک چوتھائی کاغذ کو محض اپنا نام نامی لکھنے میں ضائع کر دیا۔

ایک ضروری بات یہ ہے کہ مفتی شاہد کو بھی میں نے کئی خط لکھے، مگر ان کے پاس سے بھی کوئی جواب نہیں آیا، میں نے مولوی احسان کو بھی کئی خط لکھے کہ تین ہزار روپے مفتی شاہد کے پاس بھیج دیں، اگر اب تک نہ آئے ہوں تو مفتی صاحب سے کہہ دیں کہ تقاضا کر کے منگالیں، تفصیل اخراجات ان کے خط میں لکھ چکا ہوں، آخری مرتبہ حافظ عبد الرشید سورتی کے ذریعے خط بھیجا ہے۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث بقلم حبیب اللہ ۱۱/۱/۷۷ء

(۲۱)

باسمہ تعالیٰ

عزیزم مولوی محمد بنوری سلمہ

بعد سلام مسنون! تمہارا محبت نامہ بھی پہنچا، استاد مودودی اول و دوم کے تین تین نسخے پہنچ گئے، مگر فتنۂ مودودیت پر حضرت مولانا کا مقدمہ نہیں پہنچا جس سے بڑا قلق ہوا، اس کا تو بڑا

ہی اشتیاق ہے، جلد بھیج دو، استاد مودودی اول دوم ۲۰، ۲۰ نسخے آپ نے بحری سے بھیجنے کو لکھا، وہ نہیں آئے، بھائی یحییٰ سے مطالبہ بھی کیا تھا، انہوں نے کہا کہ میرے ساتھ سامان زیادہ ہو گیا تھا۔ اس سے بھی بہت مسرت ہوئی کہ معرب فتنہ مودودیت عنقریب طبع ہونے والی ہے، خدا کرے جلد طبع ہووے۔ اس کے بعد مولانا جتنے نسخے رکھنا چاہیں رکھ کر یہاں آنے کی جلد کوئی صورت ہو جائے۔ یہاں یہ افواہ ہے کہ مودودیت کے خلاف کوئی کتاب علی الاعلان نہیں آسکتی، کتاب پر مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ اور مکتبہ امدایہ باب مجیدی مدینہ منور کے پتے ہوں گے۔ اپنے اساتذہ سے میرا بھی سلام مسنون کہہ دیں، حضرت مولانا کے خط سے مژدہ جان فزا تمہاری منگنی کی خبر سن کر نہایت ہی مسرت ہوئی، اللہ تعالیٰ بہت مبارک فرمائے، باحسن وجوہ اس تقریب سعید کو جلد از جلد پورا فرمائے اور یہ ناکارہ آمد پر ولیمہ کی قضاء اور واپسی پر عقیقہ کھاتا آوئے۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث بقلم حبیب اللہ ۸ / ۳ / ۱۹۷۷ مدنیہ طیبہ

(۲۲)

باسمہ سبحانہ

عزیز مولوی محمد بنوری سلمہ

بعد سلام مسنون! تم نے مولوی یحییٰ صاحب کے ساتھ جو خط بھیجا تھا اس میں لکھا تھا کہ حضرت مولانا نے معرب فتنہ پر کوئی مختصر بیان تحریر فرمایا ہے، اس کا ایک نسخہ بھیج رہا ہوں، میں نے ان سے اس کا مطالبہ کیا تو انہوں نے کہا کہ مولوی محمد نے مجھے تو دیا نہیں، اس کے بعد سے تمہیں دو پرچے لکھوا چکا ہوں کہ اس کا ایک دو ورقہ یا جتنا ہو کوئی معتبر آنے والا ملے تو اس کے ہاتھ ورنہ ڈاک سے بذریعہ رجسٹری بھیج دیں۔ اس کے دیکھنے کا اشتیاق ہے، تم نے لکھا تھا کہ ہفتہ عشرۃ میں پوری کتاب طبع ہو جائیگی۔ بھائی یحییٰ کو آتے ہوئے بھی دو ہفتے ہو چکے، امید

ہے کہ کتاب پوری ہوگئی ہوگی، اگر دو چار نسخے کسی معتبر کے ذریعے بھیج دیں تو اچھا ہے۔ ڈاک میں ہر گز نہ بھیجیں کہ ڈاک والے پلندہ کتابوں کا کسٹم میں بھیج دیتے ہیں، وہاں سے ملنا مشکل ہوتا ہے، البتہ مولانا کی تقریظ ڈاک کے خط میں آسکتی ہے۔

مولوی شاہد صاحب کی خدمت میں بعد سلام مسنون! میں نے ایک پاکی ۱۵ر والا لفافہ آپ کے نام لکھا تھا، اس میں ایک چوتھائی بھائی یحییٰ کے نام بھی تھا مگر وہ ان کے سامنے نہیں پہنچ سکا۔ میں نے اس میں لکھا تھا کہ مودودی کے متعلق اکابر کے آراء[۲۴۵] جو میں نے ۲۵ر نسخے ہندوستان بھیجنے کو لکھا وہ اگر نہ گئے ہوں تو بھائی یحییٰ کے ذریعے میرے پاس بھیج دیں اور اگر چلے گئے ہوں تو مزید ۲۵ر نسخے خرید کر دام بھائی فیروز سے لے کر میرے پاس بھیج دیں۔ معلوم نہیں وہ خط آپ تک پہنچا یا نہیں؟ اور ہندوستان کوئی نسخہ گیا یا نہیں؟ اگر نہیں گیا ہو تو وہاں بھیجنے کی ضرورت نہیں، میرے ہی پاس بھیج دیں۔ میں نے اس میں یہ بھی لکھا تھا کہ ناشر سے اس کی طباعت کی اجازت لے لیں، اگر وہ دیں تو میرا خیال ہے کہ تین ہزار پاکستان میں اور تین ہزار ہندوستان میں طبع ہوں کہ اس سے کچھ پیسے تو ضرور مل جاتے ہیں، مگر کتاب کی اشاعت کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث بقلم حبیب اللہ۔ ۲۱ر ۳ر ۷۷ مدینہ طیبہ

---

۲۴۵۔ اس سے مراد "مودودی صاحب اکابر امت کی نظر میں" مؤلفہ مولانا حکیم محمد اختر[رحمہ اللہ] [۱۹۲۸ء۔ ۲۰۱۳ء] ہے۔ ۱۹۲ صفحات کا یہ رسالہ مولانا زکریاؒ [م: ۱۹۸۲ء] کا پسند فرمودہ تھا، اس میں مودودی صاحب کے متعلق مختلف اکابر دیوبند کی تنقیدی آراء کو یکجا کیا گیا ہے، رسالہ مولانا یوسف بنوریؒ [م: ۱۹۷۷ء] کی تقریظ کے ساتھ کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی سے پہلی بار ۱۹۷۶ء میں طبع ہوا۔

# مکاتیب بنام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

(۱)

محترم جناب الحاج مولانا یوسف صاحب لدھیانوی مدظلہ

بعد سلام مسنون!

مولوی شاہد کے لفافے میں گرامی نامہ ملا، اس سے بہت مسرت ہوئی کہ "بینات" کا خاص نمبر مکمل ہو چکا[۲۴۶]، آپ کا برقیہ جو علی میاں کے نام یہاں پہنچا تھا، اس وقت میں نے ریاض بذریعہ ٹیلیفون علی میاں کو سنوا دیا تھا، غالباً معذرت نامہ انہوں نے لکھنؤ پہنچ کر لکھا ہو گا۔[۲۴۷] محض طرف داری نہیں، علی میاں بہت ہی مشغول رہتے ہیں اور لکھنؤ کی مدارات کا ان کے یہاں دستور ہے۔ کثرت سے سنتا رہتا ہوں کہ آج فلاں صاحب آ گئے ہیں اور آج فلاں صاحب۔ وہ بہت اہتمام سے ۱۵ر ربیع الثانی کے اجتماع رابطہ[۲۴۸] میں آنے کو کہہ گئے تھے اور اسی وجہ سے میں نے ان کو خط نہیں لکھا تھا جس سے کل ان کا برقیہ ملا کہ خط کا انتظار ہے، دیوبند سے مضمون کا نہ آنا موجبِ تعجب ہے، قاری صاحب[۲۴۹] تو باوجود امراض اور ضعف کے دنیا کے دورے کرتے رہتے ہیں، مگر ان کے یہاں تو بہت سے لوگ لکھنے والے تھے، مولوی انظر صاحب[۲۵۰] کے

---

۲۴۶۔ ماہنامہ بینات کراچی کی خصوصی اشاعت محدث العصر نمبر جنوری، فروری ۱۹۷۸ء مراد ہے۔

۲۴۷۔ خصوصی اشاعت کے لیے مضمون نہ لکھ سکنے کا معذرت نامہ۔

۲۴۸۔ رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ

۲۴۹۔ مراد قاری محمد طیبؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند [م:۱۹۸۳ء]

۲۵۰۔ مولانا انظر شاہ کشمیریؒ [۱۹۲۷ء۔۲۰۰۸ء] بن علامہ انور شاہ کشمیریؒ [م:۱۹۳۴ء] ۱۹۵۲ء میں دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہوئے اور وہیں مدرس مقرر ہوئے۔ ۱۹۸۲ء میں دارالعلوم دیوبند وقف کی بنیاد رکھنے والے اکابر میں سے تھے، ۱۹۹۷ء میں جامعہ امام انور شاہ دیوبند کی بنیاد رکھی، ۵۵ر سال سے زائد عرصہ مختلف علوم وفنون کی تدریس کی، عربی زبان وادب کی خدمات کے صلے میں ۲۰۰۳ء کو صدارتی ایوارڈ سے نوازے گئے۔ مختلف ملی، سیاسی اور مذہبی خدمات سے وابستہ رہے۔

مضمون میں کیا بات قابلِ اشاعت نہیں تھی؟ راز میں مجھے لکھ دیں۔ آپ نے لکھا کہ تنبیہات کے لیے سراپا انتظار رہوں گا، مگر ابھی تو میں نے دیکھا ہی نہیں، تنبیہ کیسے کر دوں؟ آپ کا مضمون "المجاہد فی سبیل اللہ"، بینات میں آئے گا یا مستقل رسالہ کی صورت میں؟ [۲۵۱] حضرت مولانا بنوری نے بینات میں جو سلسلہ شروع کرنے کا حکم دیا تھا اور آپ مجھے حکم دے رہے ہیں کہ میں روک دوں، یہ بالکل نہیں ہو گا! میں تو اس گھاٹی سے خود گزر چکا ہوں۔

۱۳۴۵ھ میں جب میرے حضرت نے مجھے بیعت کی اجازت دی تھی، مجھے اپنی نا اہلیت کا اتنا استحضار تھا کہ بے اختیار چیخ نکل گئی، حضرت مولانا عبد القادر رائے پوری بھی مدینہ پاک میں تھے، میں نے ان کے پاؤں پکڑے کہ آپ ہندوستان میں اس کی خبر نہ کریں، مگر حضرت نے فرمایا کہ "میں تو کروں گا!" اور مدینہ ہی سے خط لکھنے شروع کر دیئے۔ ہندوستان جا کر میں نے اپنے چچا جان، حضرت رائے پوری اور حضرت شیخ الاسلام مدنی قدس سرہ کی بہت خوشامد کی اور یہی درخواست بار بار تینوں حضرات کی خدمت میں پیش کرتا رہا جس کا آپ حکم دے رہے ہیں۔ تینوں حضرات نے علیحدہ علیحدہ مجھے خوب ڈانٹا۔ میرے چچا جان نے تو یہ کیا کہ سامنے بیٹھ کر اپنا عمامہ اتار کر ایک سرا مجھے پکڑایا اور دوسرا عورتوں کو جو بیعت پر مصر تھیں۔ اس طرح حضرت رائے پوریؒ نے پاکستان سے مجھے خط لکھا کہ "حضرت نے جس اہتمام سے تجھے اجازت دی، وہ کسی کو نہیں دی، ہم لوگ بار بار اصرار کر رہے ہیں، اب آپ کی تصدیق کے لیے حضرت جبریل علیہ السلام تو آنے سے رہے!" حضرت مدنیؒ نے بھی ڈانٹ کر یوں فرمایا کہ اپنے کو اہل سمجھ کر کون بیعت کراتا ہے؟ اور جو اپنے کو اہل سمجھے، وہ نا اہل ہے۔ اپنے کو نا اہل سمجھ کر ہی

---

۲۵۱۔ مولانا بنوریؒ [م: ۱۹۷۷ء] کی تحریکی زندگی پر مولانا لدھیانویؒ [م: ۲۰۰۰ء] کا یہ مضمون ماہنامہ بینات کی خصوصی اشاعت بیاد محدث العصر نمبر میں شامل ہے۔

کرانا ہے۔

یہ میں نے ساری تفصیل اس لیے لکھی کہ میں اس وادی سے گزر چکا ہوں، اس لیے میں آپ کے حکم کی تعمیل نہیں کروں گا، بلکہ اس کے بالعکس یہ کہوں گا کہ "کبرنی موت الکبراء!" [۲۵۲] یہ تو بڑوں کے حکم کی تعمیل ہے۔ حضرت بنوریؒ جو حکم دے گئے ہیں، اس کی تعمیل اللہ تعالیٰ کا نام لے کر شروع کیجیے اور میری رائے ہے کہ پہلے احادیث کی "کتاب الرقاق" و"کتاب الزہد" سے شروع کیجیے اور قرآن شریف کو بعد میں رکھیے، اس کا بہت ہی اہتمام کریں کہ سلف کے اقوال سے نکلنا نہ ہو۔ "من قال فی القرآن برأیه فأصاب الخ۔" [۲۵۳] مجھے اب تک یاد نہیں کہ میں نے اپنے کسی رسالے میں اپنے اعتماد پر کوئی ترجمہ کیا ہو، "بیان القرآن" یا اکابرین سے کسی کا ترجمہ لکھ کر اس کا حوالہ دے دیتا ہوں۔ مولانا کی یہ رائے کہ اکابر میں سے کسی کا تذکرہ "بینات" میں آجایا کرے، بہت ہی مناسب ہے، میں بھی اس کا بہت دلدادہ ہوں۔ بریلوی اور دیوبندی فتنے کی خبریں تو میں بھی سن رہا ہوں، اللہ تعالیٰ ہی مدد فرمائے۔ آپ حضرات تو ماشاء اللہ! اہل الرائے ہیں، میرا مشورہ تو یہ ہے کہ ان میں اگر کوئی سمجھ دار ہو تو اس سے زبانی گفتگو کریں اور کرائیں کہ یہ اختلافی مسائل بہت پرانے ہیں، ان کو ہوا دینا مناسب نہیں۔ میرے شباب کے زمانے میں بہت سے اہل حدیث تحریر اور تقریر میں مجھ سے سوال کرتے تھے اور میں جواب دیا کرتا تھا، مگر جب وہ مسائل معروضہ رفع یدین وغیرہ میں سے کسی میں سوال کرتے تو میں لکھ دیتا تھا کہ اس سلسلے میں کچھ نہیں لکھوں

---

۲۵۲۔ بڑوں کی موت نے مجھے بڑا بنا دیا۔

۲۵۳ ۔ من قال فی القرآن برأیه فأصاب فقد اخطا۔اخرجه الترمذی عن جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ۔ رقم:۲۶۵۲۔ ترجمہ: جس نے قرآن مجید کی اپنے رائے سے تفسیر کی تو اتفاقاً درست ہونے کے باوجود اس نے خطا کی۔

گا، سینکڑوں تصانیف ہو چکی ہیں، خود غور کر لیں۔ دعا بڑے اہتمام سے کر رہا ہوں، اللہ تعالیٰ ہی رحم فرمائے۔ دنیا تو پریشانیوں کی ہی جگہ ہے، اس سے دل برداشتہ نہ ہوں، کوئی خاص وقتی بات پیش آئے تو اس میں حسبی الله ونعم الوکیل اور رب انی مسنی الضروانت ارحم الرحمین کثرت سے پڑھا کریں۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث بقلم حبیب اللہ ۲۵ / مارچ ۱۹۷۸ء مدینہ طیبہ

(۲)

مکرم محترم مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی

بعد سلام مسنون!

جناب کا گرامی نامہ مؤرخہ ۱۴/ مئی ۱۹۷۸ء کو پہنچا۔ تبلیغ کے متعلق مضمون آپ نے بھائی فیروز کو دے دیا، بہت اچھا کیا، اگر کوئی اور مضمون مولانا کا ہو تو ضرور شامل کر دیں اور مولوی شاہد سے کہہ دیں کہ میرے نزدیک تو اس کا نام "مولانا محمد یوسف بنوری اور جماعتِ تبلیغ" مناسب ہے۔ مولوی شاہد کو تقاضا کر دیں کہ وہ بھائی فیروز سے پانچ ہزار جلد طبع کرا دیں، میرے حساب میں۔ [۲۵۴] مودودی کے متعلق مولوی اسماعیل کو کہہ دیا کہ "بینات" میں جہاں جہاں یہ مضمون ہے، سب کو جمع کر کے طباعت کے لیے بھیج دے۔ قادیانیت کے متعلق مضمون کے بارے میں بھی آپ کا ارادہ بہت مناسب ہے، مگر مولانا کی برکت سے پاکستان میں قادیانیت مر چکی ہے۔ "دعاۃ لا قضاۃ" [۲۵۵] آپ کے پاس پہنچ گئی، بہت اچھا ہوا۔

---

۲۵۴۔ مولانا یوسف بنوریؒ اور جماعت تبلیغ مفتی شاہد کراچوی کا مقالہ ہے، جو ماہنامہ بینات کی خصوصی اشاعت بیاد محدث العصر مولانا محمد یوسف بنوریؒ میں شامل ہے۔ مولانا زکریاؒ کے ایما پر اسے مستقل بھی طبع کیا گیا تھا۔

۲۵۵۔ دعاۃ لا قضاۃ۔ الاستاد حسن اسماعیل الھضیبیؒ [۱۸۹۱ء۔۱۹۷۳ء] کی تصنیف ہے، جو مصر کی معروف تنظیم الاخوان المسلمون کی دوسرے مرشد عام تھے۔ اس کتاب میں دعوت دین کے درست منہج پر گفتگو کی گئی ہے اور یہ

آپ کے کراچی آنے کے متعلق مفتی ولی حسن صاحب[256] کے اصرار پر آپ نے آنے کا ارادہ کر لیا، مگر مولانا مرحوم[257] کے اصرار پر ارادہ کرتے تو زیادہ اچھا تھا کہ اس میں زیادہ برکت ہوتی۔ تاہم یہ آمد بھی مولانا مرحوم کی خواہش کے موافق ہے، استخارہ ضرور کرتے رہیے، یہ ناکارہ بھی دعا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو خیر ہو، اس کے اسباب پیدا فرمائے۔

مولوی صاحب! ہم لوگ وہابی ہونے کے باوجود عملاً کچھ بدعتی سے ہیں اور میں تو اس میں خاص بڑھا ہوا ہوں، اکابر پرستی تو میری گھٹی میں پڑی ہوئی ہے، مولانا کی تعمیلِ ارشاد میں آپ کی آمد ہوتی تو زیادہ موجبِ برکت تھی۔ میں بہت اہتمام سے دعا کروں گا اور ضرور کروں گا کہ جو آپ کے لیے اللہ تعالیٰ کے نزدیک خیر ہو، اس کے اسباب پیدا فرمائے۔ حدیث پاک کا پڑھانا چھوڑنا بھی بڑا سخت ہے، جس کا بدل مولانا کا حکم تو ہو سکتا تھا۔ کراچی کے قیام میں اگر

---

سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ دینی تحریکات کا بنیادی مقصد لوگوں کو پر امن طریقے سے دعوت دینا ہے، انہیں بزور طاقت راہ ہدایت پر لانا مزاج شریعت نہیں۔ نیز غیر مسلم معاشروں میں رہنے والے مسلمان اپنی نیت و عمل کے مطابق اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہیں ان کے خلاف تکفیر و تفسیق کی مہم جوئی درست نہیں۔ یہ کتاب متشدد اخوانیوں کی نظریاتی تربیت کے لیے لکھی گئی تھی۔

۲۵۶۔ مفتی ولی حسن ٹونکیؒ بن انوار الحسن [۱۹۲۴ء۔۱۹۹۵ء] ریاست ٹونک کے علمی خانوادے سے تعلق تھا، دار العلوم دیوبند کے فاضل تھے، ۱۹۴۸ء میں کراچی ہجرت کر کے ایک سکول میں پڑھانا شروع کیا۔ ۱۹۵۰ء میں مفتی محمد شفیعؒ [م:۱۹۷۶ء] کے قائم کردہ دار الافتاء و مدرسہ امداد العلوم اور بعد ازاں دار العلوم نانک واڑہ کراچی میں ابتدائی کتب کے مدرس ہوئے۔ ۱۹۵۶ء میں جامعہ بنوری ٹاؤن سے وابستہ ہوئے، فقہ و حدیث میں کامل مہارت کے باعث مفتی اعظم پاکستان کا لقب ملا اور شیخ الحدیث کے منصب پر پہنچے، آپ کا درس ہدایہ انتہائی مشہور تھا۔ ۱۹۸۴ء میں اقرا روضۃ الاطفال ایجوکیشنل ٹرسٹ کی بنیاد رکھی۔ کئی کتب کے مصنف ہیں۔ دار العلوم کراچی میں مدفون ہیں۔

۲۵۷۔ مراد مولانا محمد یوسف بنوریؒ [م:۱۹۷۷ء] ہیں۔ مولانا لدھیانویؒ [م:۲۰۰۰ء] مولانا بنوریؒ کی حیاۃ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر ملتان اور جامعہ رشیدیہ ساہیوال سے وابستہ تھے اور مہینے میں دس دن کے لیے ماہنامہ بنیات کے کام کے سلسلے میں جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی جاتے تھے، مولانا بنوریؒ کی وفات کے بعد جامعہ رشیدیہ سے مستعفی ہو کر مستقل جامعہ بنوری ٹاؤن منتقل ہوئے۔

تعلیم کا کوئی سلسلہ ہو سکے تو اچھا ہے، چاہے ایک کتاب ہی کیوں نہ ہو۔ اس سے بہت قلق ہوا کہ آپ مقروض بھی ہو گئے، اللہ تعالیٰ اس بار سے آپ کو سبکدوش فرمائے۔ آپ اس ناکارہ کے لیے دعا فرماتے رہتے ہیں، اس احسان کا اللہ تعالیٰ ہی بدلہ دے۔

مولانا کے تشریف لے جانے کے بعد مولانا کی یاد نے بہت ستایا، ہندوستان کے قیام میں اور یہاں آنے کے بعد وہ برتاؤ کیا، جو میری حیثیت سے بہت زیادہ تھا، میں گستاخانہ ہمیشہ لڑتا بھی رہتا تھا اور تفریح و مذاق بھی کرتا تھا، جس کا اب بہت قلق ہے مگر مولانا کا تعلق دن بہ دن بڑھتا ہی رہا۔ اب بجز قلق اور کیا ہو سکتا ہے۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث بقلم حبیب اللہ ۲۲ر مئی ۱۹۷۸ء مدینہ طیبہ

(۳)

مکرم و محترم [مولانا محمد یوسف لدھیانوی]

بعد سلام مسنون!

گرامی نامہ بہت دن ہوئے پہنچا تھا، مگر اس ناکارہ کی طبیعت روز افزوں ہی ہوتی جا رہی ہے جس کی وجہ سے ڈاک سننا اور جواب لکھوانا بہت مشکل ہو گیا ہے، مگر دوستوں کے لیے دعا سے کبھی دریغ بہت کرتا۔ معمولات بالخصوص ذکر بارہ تسبیح[۲۵۸] کی پابندی سے بہت مسرت ہوئی، اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے، استقامت و ترقیات سے نوازے۔ توکل علی اللہ تعالیٰ آپ کو

---

۲۵۸۔ بارہ تسبیح: سلاسل تصوف میں مشائخ چشت کا معمول ہے جس میں اولاً ۱۱ر بار درود شریف، ۳ر بار یہ دعا اللھم طھر قلبی عن غیرک ونور قلبی بنور معرفتک۔ بعدہ لا الہ الا اللہ ۲۰۰ر بار الا اللہ ۴۰۰ر بار، اللہُ اللہُ ۶۰۰ر بار، اللہُ ۱۰۰ر بار، آخر میں ۱۱ر بار دورود پاک اور دعا۔ اس ذکر کے ساتھ سر کو گردن سمیت حرکت دینے اور تصور کرنے کا مخصوص طریقہ ہے جو مشائخ سے براہِ راست سیکھا جاتا ہے۔

بیعت کی اجازت دیتا ہوں، جو کوئی طالب آئے اس کو بیعت کرلیا کریں۔"تربیت السالک[259]، اکمال الشیم[260]، ارشاد السلوک[261] "اپنے مطالعہ میں رکھیں،"آپ بیتی"نمبر ۶ میں جو اجازت کے متعلق مضمون ہے، اس کو بھی مطالعہ میں رکھیں۔ اجازتِ بیعت کی حیثیت ایک سند کی سی ہے، اس کو دلیلِ کمال نہیں سمجھ لینا چاہیے، بہت سے لوگوں کو اس گمان میں مبتلا ہو جانے کی وجہ سے ملأ اعلیٰ سے تحت الثریٰ میں گرتے ہوئے دیکھا کہ انہوں نے اس کو دلیلِ کمال سمجھ کر

---

۲۵۹ ۔ تربیت السالک: مولانا اشرف علی تھانویؒ [م:۱۹۴۳ء] نے مریدوں کے احوال پر مشتمل خطوط میں ان کے نفسیاتی، نفسانی، روحانی اور سماجی مسائل کی تشخیص کرکے ان کے جوابات فراہم کیے ہیں۔ یہ مسلم علم نفسیات کا ایک شاہکار انسائیکلوپیڈیا ہے، جو لیتھو پر ہندوستان سے دو جلدوں میں شائع ہوا، بعد ازاں دارالاشاعت کراچی نے بھی وہی نسخہ چھاپا۔ مولانا ارشاد احمد فاروقی استاد مدرسہ باب الاسلام کراچی نے اس کی تسہیل کی ہے جو زمزم پبلشرز کراچی سے چار جلدوں میں مطبوع ہے۔ مفتی محمد زید مظاہری ندوی استاد ندوۃ العلماء لکھنؤ نے بھی اسے ترتیب جدید سے مع اضافات مدون کیا ہے جو ادارہ افادات اشرفیہ لکھنؤ سے مطبوع ہے۔

۲۶۰ ۔ اکمال الشیم: دراصل یہ کتاب شیخ ابن عطاء اللہ سکندریؒ [م:۷۰۹ھ/۱۳۰۹ء] کا علم تصوف واخلاق میں الحکم العطائیہ کے نام سے ایک مختصر عربی رسالہ تھا، اس کے مضامین متفرق تھے۔ کنزالعمال کے مصنف شیخ علی متقیؒ [م:۹۷۵ھ/۱۵۶۷ء] نے اسے تبویب الحکم کے نام سے مبوب کیا۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ [م:۱۸۹۹ء] کے حکم پر مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ [م:۱۹۲۷ء] نے اس کا اردو ترجمہ کیا جسے مولانا اشرف علی تھانویؒ [م:۱۹۴۳ء] نے اتمام النعم ترجمہ تبویب الحکم کے نام سے طبع کرایا، تاہم اس کی تسہیل وتشریح کی ضرورت تھی جسے مولانا عبداللہ گنگوہیؒ [م:۱۹۲۶ء] نے پورا کیا جس کا نام اکمال الشیم شرح اتمام النعم تجویز ہوا، کتاب مولانا زکریاؒ [م:۱۹۸۲ء] کے مقدمہ کے ساتھ ادارہ اسلامیات لاہور سے مطبوع ہے۔

۲۶۱ ۔ ارشاد السلوک: شیخ عبداللہ بن محمد بن ایمن المعروف قطب الدین دمشقیؒ [م:۷۸۰ھ/۱۳۷۸ء] کا علم تصوف واخلاق میں مشہور رسالہ "رسالہ مکیہ" عربی زبان میں ہے۔ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ [م:۱۹۰۵ء] نے حافظ ضامن شہیدؒ [م:۱۸۵۷ء] کے حکم پر اس کے چند ابواب کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا، جو حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ [م:۱۸۹۹ء] کی نسبت سے امداد السلوک کے نام سے طبع ہوا۔ فارسی زبان متروک ہونے کے باعث مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ [م:۱۹۴۱ء] نے اسے اردو قالب میں ڈھالا جو ارشاد السلوک کے نام سے مولانا زکریاؒ [م:۱۹۸۲ء] کے مقدمہ کے ساتھ ادارہ اسلامیات سے مطبوع ہے۔

معمولات چھوڑدیئے، حالانکہ اس کے بعد تو ذمہ داری اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ یہ تو دلیل مناسبت ہے کہ آدمی اس کے بعد اگر محنت و مجاہدہ سے اس نسبت کو بڑھائے تو ترقی کرتا ہے، ورنہ ظاہر ہے کہ نسبت ختم ہوجاتی ہے۔ چنانچہ حضرت گنگوہی قدس سرہ کا واقعہ "تذکرۃ الرشید"[۲۶۲] میں بھی اور میری دوسری تالیفات میں بھی کثرت سے مذکور ہے کہ حضرت کو حضرت حاجی صاحب نے بیعت کے ایک ہفتے کے بعد فرمادیا تھا کہ "میاں رشید احمد! مجھے تو جو کچھ دینا تھا، دے دیا، اب بڑھانا تمہارا کام ہے اور دوسرے موقع پر کسی کے استفسار پر کہ حضرت پھر کیا ہوا؟ حضرت گنگوہیؒ نے ارشاد فرمایا کہ "پھر تو میں مر مٹا!" حضرت گنگوہی قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ "جب حضرت حاجی صاحب نے فرمایا تھا کہ جو کچھ مجھے دینا تھا، دے دیا۔ اس وقت تو مجھے کچھ پتا نہیں چلا کہ حضرت نے کیا چیز مجھے دی؟ مگر اب ۱۵ر سال کے بعد معلوم ہوا کہ وہ کیا چیز تھی؟" میرا تو جی چاہتا تھا کہ بہت تفصیل سے لکھوں مگر میری طبیعت بہت خراب ہے، بہت مشکل سے یہ چند سطور لکھوا سکا ہوں، آپ کے لیے دل سے دعا کرتا ہوں۔ فقط والسلام

شیخ الحدیث بقلم حبیب اللہ۔ ۷ر جون ۱۹۸۰ء مدینہ منورہ

---

۲۶۲۔ تذکرۃ الرشید: مولانا رشید احمد گنگوہیؒ [م: ۱۹۰۵ء] کا دو جلدوں میں مبسوط تذکرہ جو مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ [م: ۱۹۴۱ء] کا مؤلفہ ہے۔ کتاب پاک و ہند میں مطبوع و متداول ہے۔

# مکاتیب بنام مفتی احمد الرحمنؒ

(۱)

مکرم و محترم مولانا الحاج احمد الرحمن صاحب مدفیوضکم

بعد سلامِ مسنون! آج ۲۸ر مارچ کو آپ کے ایک افریقی طالبِ علم کے ذریعے گرامی نامہ اور "خدام الدین نمبر"[۲۶۳] پہنچ کر موجبِ بشاشت و مسرت ہوا۔ میری طبیعت آج کل خراب چل رہی ہے، مگر "خدام الدین نمبر" سے بہت مسرت ہوئی، اور ایک دفعہ تو کمر لگا کر فہرست سن ہی لی، ان شاءاللہ عصر کے بعد کی مجلس میں اس کو شروع کروں گا۔ "بینات کے نمبر" کا مزید اشتیاق ہے، اللہ تعالیٰ نہایت خیر وخوبی کے ساتھ جلد پورا کرا دے۔ مدرسے کی خیر وعافیت سے بہت مسرت ہے، آپ کے مدرسہ کا تو بہت فکر لگا رہتا ہے اور بہت اہتمام سے دعائیں کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ جملہ مکارہ سے محفوظ فرما کر مولانا مرحوم کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اتنے کوئی استقلال پیدا نہ ہو جائے، بہت فکر رہے گا۔ عزیز محمد سلمہ کی اہلیہ کی بیماری کی خبر سے بہت قلق ہے، اللہ تعالیٰ اس کو صحتِ کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ عزیز موصوف کو، مولانا حبیب اللہ مختار صاحب[۲۶۴]

---

۲۶۳۔ ہفت روزہ خدام الدین لاہور کی خصوصی اشاعت علامہ بنوری نمبر مارچ ۱۹۷۸ء میں ۴۰۲ر صفحات پر مولانا سعید الرحمن علویؒ [م: ۲۰۰۴ء] کے زیر ادارت طبع ہوئی۔

۲۶۴۔ مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ [۱۹۴۴ء۔۱۹۹۷ء] بن حکیم مختار حسن خان۔ دہلی سے ہجرت کی، ابتدائی تعلیم دارالعلوم کراچی سے حاصل کی۔ ۱۹۶۳ء میں جامعہ بنوری ٹاؤن سے علوم درس نظامی کی تکمیل کی، بعد ازاں تخصص فی الافتاء اور تخصص فی الحدیث کیا۔ ۱۹۶۶ء میں جامعہ مدینہ میں داخلہ لیا اور چار سال وہاں زیر تعلیم رہے۔ واپس آکر جامعہ بنوری ٹاؤن میں استاد اور شعبہ دعوت و تحقیق کے رکن بنے۔ مولانا بنوریؒ کے داماد اور معاونِ تحقیق تھے۔ ۱۹۷۳ء میں جامعہ کراچی سے ایم اے اور ۱۹۸۱ء میں پی ایچ ڈی کیا۔ مفتی احمد الرحمنؒ [م: ۱۹۹۱ء] کے انتقال کے بعد جامعہ بنوری ٹاؤن کے مہتمم اور ۱۹۹۵ء میں شیخ الحدیث بنے۔ کشف النقاب عما یقوله الترمذی: وفی الباب سمیت ۵۰ سے زائد چھوٹی بڑی کتابیں لکھیں۔

مولوی عبد الرشید نعمانی، مفتی ولی حسن، مولوی یوسف لدھیانوی سے سلام مسنون فرما دیں، سلیمان سلمہ اور اس کی والدہ کی خیریت سے بہت مسرت ہوئی، ان سے بھی میرا سلام کہلا دیں۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث بقلم حبیب اللہ ۲/۳/۸ ۱۹۷ء مدینہ طیبہ

(۲)

مکرم محترم جناب الحاج مفتی احمد الرحمن صاحب مدفیوضکم

بعد سلام مسنون!

میری طبیعت کئی ماہ سے خراب چل رہی ہے، اور کام بھی کچھ نہیں ہو رہا ہے، ڈاک بھی بند ہے، مگر اس موقع میں آپ کا مرسلہ "خدام الدین" کے "مولانا بنوری نمبر" نے بلا توریہ، بلا مبالغہ بروقت میری مدد کی، جب طبیعت کچھ زیادہ گری ہوئی ہوتی ہے، تو اپنے کسی رفیق کو بالخصوص مولوی اسماعیل بدات[۲۶۵] کو بلا کر اور سب کو چلتا کر کے دو چار ورق سنتا ہوں، بہت ہی سکون ہوتا ہے۔ لوگوں کے حالات میں "خصوصی نمبر" تو بہت پڑھے اور بہت سنے، مگر جہاں تک مولانا کی ملاقات اور احوال کے اخیر چند سالوں میں دیکھنے اور سننے کی نوبت آئی، میرا خیال یہ ہے کہ اس نمبر میں کوئی مبالغہ نہیں۔ بہت سے واقعات تو مولانا کی زبانی میں خود سن چکا ہوں براہ راست۔ اور چونکہ مولانا مرحوم کی شفقتوں سے بہت ہی بے تکلفی کا برتاؤ ہو گیا تھا، اس لیے اور بھی ان واقعات میں لطف آتا ہے کہ مولانا کی عادتیں جو دوسروں نے ذکر کی ہیں قریب قریب ساری مجھ پر بھی گزر چکی ہیں، حجاز کے ایک رمضان کے اعتکاف میں مولانا کے ساتھ

---

۲۶۵۔ مولانا اسماعیل بدات[م: ۱۹۱۷ء] نانی نرولی، ضلع سورت، گجرات ہند۔ جامعہ حسینیہ راندیر، سورت کے فاضل تھے۔ مولانا زکریا[م: ۱۹۸۲ء] کے خلفاء اور خاص خدام میں سے تھے، مدینہ منورہ میں مقیم تھے، انتہائی ذاکر شاغل انسان تھے، روزانہ ایک قرآن کریم کے ختم کا معمول تھا۔ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

شرکت تھی، صبح کو میرے رفقاء نے بڑے کثرت سے بقیع کے اوپر چاند دیکھا اور عشاء کی تراویح کے بعد امام صاحب نے بہت ہی دبی ہوئی زبان میں کل کو عید کا اعلان کیا۔ میں نے مولانا سے پوچھا کہ تمہاری وہ ہیئت کہاں جاتی رہی کہ اجماعی مسئلہ ہے کہ ایک رات چاند کا چھپنا ضروری ہے اور دوسری میں محتمل، یہاں تو ایک رات بھی نہ گزری، گزشتہ رات رمضان کی تھی، آج عید کی ہوگی۔ بہت ہنس کر فرمایا کہ یہ حجاز ہمارے ہندوپاک کے مسائل کا پابند نہیں۔ بلاتوریہ، بلامبالغہ تم سب دوستوں کے لیے اور سب سے بڑھ کر مدرسے کے لیے بہت اہتمام سے دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ مدرسے کو ہر نوع کی ترقیات سے نوازے، مکارہ سے محفوظ فرماکر مولانا کے منصوبوں کو پورا فرمائے، ہر نوع کے مکروہ سے مدرسے کو محفوظ فرمائے۔ احباب سے بھی سلام مسنون کہہ دیں۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث بقلم حبیب اللہ ۶/۴/۱۹۷۸ء مدینہ طیبہ

(۳)

مکرم محترم مولانا مفتی احمد الرحمن صاحب مدفیوضکم

بعد سلامِ مسنون!

آج کل طبیعت خوب خراب ہو رہی ہے، کوئی کام نہیں ہو رہا ہے، البتہ پڑے پڑے "خدام الدین" کا "مولانا بنوری نمبر" ضرور سنتا ہوں اور اس سے طبیعت میں اضمحلال کم ہوتا ہے۔ کل ص: ۳۵۱ پر "فاران"[۲۶۶] کے مضمون میں ایک چیز سنی، اس میں لکھا ہے کہ "میں نے مولانا بنوریؒ سے کہا کہ حضرت شیخ الہندؒ نے اس آیت کے حاشیہ میں کس قدر شدید قابلِ

---

۲۶۶۔ماہنامہ فاران کراچی ماہر القادریؒ [۱۹۰۷ء۔۱۹۷۸ء] کی ادارت میں چھپنے والا ایک علمی وادبی مجلہ۔ خط میں فاران کے اس شذرہ کی طرف اشارہ ہے، جو مولانا بنوریؒ کی وفات پر ماہر القادری مرحوم نے لکھا تھا۔ یہی شذرہ ماہنامہ خدام الدین کے مولانا بنوریؒ نمبر میں بھی چھپا ہے۔

اعتراض عبارت لکھ دی ہے۔ مولانا مرحوم نے وہ پوری عبارت توجہ کے ساتھ پڑھی، اس کے بعد اس تفسیر کی تاویل کی۔ میں نے تیز لہجے میں عرض کیا کہ آپ کی تاویل صحیح نہیں ہے۔ اس پر مولانا بنوریؒ نے فرمایا کہ شیخ الہند سے غلطی ہوئی۔ "یہ مضمون بہت مجمل لکھا ہے، کم از کم آیت اور اس کی غلط تفسیر، مولانا مرحوم کی تاویل کا اجمالی ذکر تو ضروری تھا، اگر بہ سہولت ممکن ہو تو "فاران" سے آیت، تفسیری غلطی، مولانا مرحوم کی تاویل معلوم کر کے مجھے ضرور مطمئن فرما دیں اور اگر کوئی دقت ہو تو جانے دیں۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث بقلم حبیب اللہ۔ ۱۶/۴/۱۹۷۸ء مدینہ طیبہ

(۴)

مکرم محترم مولانا مفتی احمد الرحمن صاحب مدفیوضکم

بعد سلام مسنون!

دستی گرامی نامہ پہنچا۔ میری طبیعت گرم سرد چل رہی ہے اور مسلسل امراض کا شکار ہوں۔ آج کل تقریباً پندرہ دن سے زیادہ خراب ہے۔ تمہارے لیے، تمہارے رفقاء کے لئے، تمہارے مدرسے کے لیے اور مولانا کے اعزہ کے لیے دل سے دعا کرتا ہوں۔ روضہ اقدس پر بہت اچھا کیا صلوۃ وسلام کا کہہ دیا، ابھی جا رہا ہوں، ضرور پیش کروں گا۔ والدہ سلیمان کی خدمت میں میری طرف سے بہت اہتمام سے فرما دیں کہ اپنے امراض ومشاغل کی وجہ سے خط لکھنا تو مشکل ہے، مگر تمہارے لیے بہت اہتمام سے دعا کرتا ہوں۔ رسالہ "بینات" کا "مولانا بنوری نمبر" پہنچ گیا تھا، البتہ ذرا دیر میں پہنچا تھا اور اس کی رسید بھی لکھوا چکا ہوں۔ آپ کا عطیہ شیشی عطر بھی پہنچی، جزاکم اللہ تعالیٰ۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث بقلم حبیب اللہ ۲ مئی/۱۹۷۸ء مدینہ طیبہ

# مکتوب بنام مولانا اشتیاق احمد مدظلہ

باسمہ سبحانہ

مکرم و محترم مولانا اشتیاق احمد[۲۶۷] زادت معالیکم

بعد سلام مسنون!

گرامی نامہ موجبِ عزت ہوا۔ آپ کا تشریف آوری کا اشتیاق، آپ کی محبت کی علامت ہے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے آپ کی اس محبت کو طرفین کے لیے اپنی ترقیات کا ذریعہ بنائے۔ یہ آپ نے صحیح فرمایا کہ تم علماء کی جماعت کے لیے معاشی مشکلات بھی ایک مستقل مجبوری ہے۔ کاش! ہم لوگ سید الکونین ﷺ کے اس پاک ارشاد کی قدر کرتے کہ "جو مجھ سے محبت کرے، فقر اس کی طرف پانی کے نیچان پر اترنے سے بھی زیادہ چلتا ہے۔"[۲۶۸] ہم لوگوں کی کم ظرفی ہے اور یہ سیاہ کار تو اس میں سب سے زیادہ مبتلا ہے کہ ذراسی تنگی کا بھی تحمل نہیں ہوتا۔ کاش! اللہ مجھ میں بھی فقر و فاقہ کی محبت عطا فرمادے۔ آپ نے لکھا کہ درسِ حدیث اور صحابہ کرام کے حالات کے وقت میں بعض دفعہ رقت کا غلبہ ہو جاتا ہے، بہت مبارک ہے اللّٰھم زدفزد۔ طلبہ کے سامنے اس کیفیت سے شرم نہ کیا کریں، کیا بعید ہے اللہ جل شانہ اس مبارک اثر کو متعدی کرے اور اس کی وجہ سے دوسروں سے روکنے کی بھی

---

۲۶۷۔ مولانا اشتیاق احمد بن مولانا نصیر الدین [متولد: ۱۹۴۱ء] ۱۹۶۱ء میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی۔ مختلف مدارس میں پڑھاتے رہے۔ مولانا زکریاؒ [م: ۱۹۸۲ء] کے خلفاء میں سے ہیں۔ بقید حیات ہیں، مظفر نگر، بہار، ہندوستان میں مقیم ہیں۔

۲۶۸۔ فان الفقر اسرع الی من یحبنی من السیل الی منتهاہ۔ اخرجه الترمذی فی السنن کتاب الزہد باب ماجاء فی فضل الفقر۔ رقم: ۲۳۵۰

ضرورت نہیں۔ "دیوان متنبی "[۲۶۹] کے پڑھانے میں طبیعت کے روکنے کی ضرورت نہیں، عشقی مادے کا جوش میں آنا اچھا ہی ہے، اللہ تعالیٰ اس کے شر سے محفوظ رکھے:

مرحبا! اے عشق خوش سودائے ما

دے دواءِ نخوت و ناموس ما

اے تو افلاطون و جالینوس ما

اے طبیب جملہ علتہائے ما[۲۷۰]

عشق تو بڑے کام کی چیز تھی، مگر ہم لوگوں کی بداعمالیوں نے اس کا ناس کر دیا۔ آپ نے لکھا کہ اور حالات تو کچھ نہیں مگر ذکر کے بغیر صبر وسکون نہیں ملتا اس سے بڑی حالت اور کیا ہو؟ یہ ناکارہ اب بجائے صحت اور طویل عمر کے، حسن خاتمہ اور مغفرت کی دعا کا زیادہ محتاج ہے۔ یہ ناکارہ آپ کے لیے دل سے دعا کرتا ہے اللہ جل شانہ استقامت وترقیات سے نوازے، آپ کے خلوص وبرکات سے لوگ کو زیادہ سے زیادہ متمتع فرمائے۔

فقط والسلام

حضرتِ اقدس شیخ الحدیث صاحب مدظلہم بقلم حبیب اللہ

یکم ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ

---

۲۶۹۔ دیوان متنبی۔ ابو طیب احمد بن حسین کوفی المعروف متنبی[۹۱۵ء۔۹۶۵ء] کا مشہور زمانہ عربی دیوان۔ جو درس نظامی میں شامل نصاب، معروف اور متداول ہے۔

۲۷۰۔ ترجمہ: مرحبا اے ہمارے اچھے جنون والے عشق کہ تو ہماری تمام بیماریوں کا معالج ہے۔ تو ہماری نفرت اور ناموس حاصل کرنے کی ہَوس کی دوا ہے (یعنی تیری ہی بنیاد پر ہم کسی سے نفرت یا کسی کی عزت کرتے ہیں) تو ہی ہمارا افلاطون اور جالینوس ہے۔ (مثنوی مولانا رومؒ)

# مکاتیب بنام مولانا عبد الجبار اعظمیؒ

(۱)

مکرم و محترم مدفیوضکم

بعد سلام مسنون!

کئی دن ہوئے، لفافہ اور کارڈ بیک وقت پہنچے تھے، جن میں متعدد منامات تحریر فرمائے تھے۔ جواب بھی لکھ چکا ہوں کہ یہ مبشرات قابلِ شکر تو ہوتے ہیں، لیکن اتنی اہمیت ان کی نہیں ہوتی کہ ان کو بہت مہتم بالشان سمجھا جائے۔ اللہ جل شانہ اپنے فضل و کرم سے مزید ترقیات سے نوازے اور استقامت عطا فرمائے۔ شیطان کے مکائد سے محفوظ رکھے کہ وہ کمبخت، آدمی جتنی ترقی کرتا ہے، اتنا ہی وہ دشمنی میں بڑھتا ہے۔ مولانا عبد الرحمن صاحب [۲۷۱] کی چادر والا خواب ظاہر ہے، کسی تعبیر کا محتاج نہیں کہ مولانا سے بھی آپ نے علم حاصل کیا ہے۔ کارڈ میں جو خواب لکھا، وہ بھی بہت مبارک ہے اور حدیثِ پاک میں خصوصی اشغال وانہماک کی طرف اشارہ ہے۔ نیز اس طرف بھی کہ اپنے مواعظِ حسنہ میں احادیثِ پاک کا زیادہ معمول رکھا کریں۔ اس سیہ کار کو بھی اپنی دعوات میں یاد فرمالیا کریں۔

فقط والسلام

زکریا۔

مظاہر علوم ۱۹؍ صفر ۷۳ھ

۲۷۱۔ مراد مولانا عبد الرحمن کاملپوریؒ [م:۱۹۶۵ء] ہیں۔

(۲)

مکرم و محترم مدفیوضکم

بعد سلام مسنون!

اس وقت گرامی نامہ پہنچا، مشاغل کے ہجوم میں خط کی تاخیر کا کوئی مضائقہ نہیں، اس میں طلبِ معافی کی کوئی بات نہیں۔ فریبِ نفس کا خوف مبارک ہے۔ ضرور اس سے خائف رہنا چاہیے۔ اہلِ علم میں بالخصوص جب کہ عوام میں کچھ پوچھ شروع ہو جائے یا طلبہ میں وقعت پیدا ہو جائے تو شیطان کو عجب پیدا کرنے کا بہت موقع ملتا ہے۔ اس سے ضرور ڈرتے رہنا چاہیے۔ صحابہ کرام اور اسلاف کے احوال اس سلسلے میں بہت ہی عبرت انگیز ہیں۔ اس ناکارہ کو بھی دعواتِ صالحہ میں یاد فرمالیا کریں۔ یہ ناکارہ بھی دعا گو ہے۔ فقط والسلام

زکریا۔ مظاہر علوم ۱۰ ربیع ۲، ۱۳۷۵ھ

(۳)

بعد سلام مسنون!

اس وقت گرامی نامہ پہنچا، عافیت اور احوال سے مسرت ہوئی، اس سے اور بھی زیادہ مسرت ہوئی کہ حضرت اقدس مدنی زاد مجدہم[۲۷۲] کی خدمت میں متفرق حالات میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ اپنے احوال اور منامات بھی حضرتِ اقدس سے ذکر کیجیے اور اس دوران سفر میں جتنا وقت بھی آپ زیادہ سے زیادہ ہم رکاب رہ سکیں، غنیمت سمجھیں، چاہے مدرسے سے کچھ چھٹی لینی پڑے۔ آپ کے مدرسے میں حضرتِ اقدس کے وعدۂ تشریف آوری اور درسِ بخاری سے مسرت ہوئی۔ حق تعالیٰ شانہ مبارک فرمائے اور باحسن وجوہ تکمیل کو

---

۲۷۲۔ مراد مولانا سید حسین احمد مدنیؒ [م: ۱۹۵۷ء] ہیں۔

پہنچائے۔ اس ناکارہ کی طرف سے بھی سلام کے بعد دعا کی درخواست کر دیں اور یہ بھی کہ اس ناکارہ کی درخواست ہے کہ حضرتِ والا مولوی عبد الجبار سلمہ پر خصوصی توجہ فرمادیں، اگر آپ کو براہ راست عرض کرنے میں دقت ہو تو مکرم مولانا اسعد صاحب سے بندے کی طرف سے سلام مسنون کے بعد یہ پیغام دلادیں۔ فقط والسلام

زکریا۔ مظاہر علوم

۴ر ربیع ۲، ۱۳۷۶ھ

# مکاتیب بنام مفتی محمد اسماعیل کچھولوی مدظلہ

(۱)

عزیز گرامی قدر و منزلت مفتی اسماعیل صاحب سلمہ

بعد سلامِ مسنون!

آج کی ڈاک سے محبت نامہ پہنچا، تمہارے سابقہ خطوط سے سہ ماہی امتحان کے موقع پر تمہاری ملاقات کا اشتیاق بڑھ گیا، لیکن یہ معلوم ہو کر مہتمم صاحب نے چھٹی نہیں دی قلق تو طبعی چیز ہے، لیکن تمہیں میرا ذوق معلوم ہے کہ میرے نزدیک آدمی جہاں رہے، وہاں کے قواعد کا لحاظ بہت ضروری ہے۔ اب تو نوعیت اس ناکارہ کی کچھ اور ہے، لیکن جس زمانے میں یہ ناکارہ چھوٹا مدرس شمار ہوتا تھا اور تنخواہ اس وقت بھی نہیں لیتا تھا، مجھے یاد نہیں، بلکہ فخر ہے کہ کبھی کسی کی زبان سے یہ نہیں نکل سکا کہ اس نے فلاں قاعدے کی پابندی نہیں کی۔ اس ناکارہ کی بیماری کا سلسلہ رمضان کے بعد سے چل ہی رہا ہے۔ تمہارا خط اور یہ جواب کا لفافہ رکھ لیا ہے۔ مفتی صاحب ان شاء اللہ حسبِ معمول شام کو آئیں گے، یہ خط مع لفافہ کے ان کو دے دوں گا۔ وہ کچھ لکھنا چاہیں گے تو لکھ دیں گے۔ اپنی گراوٹ کا احساس اور فکر ضرور ہونا چاہیے، بہت مبارک ہے۔ سب کچھ چھوڑ کر تنہائی کا خیال ہر گز نہیں کرنا چاہیے، تعلیمی مشغلہ بہت مبارک ہے اور یہاں آنے کے واسطے سب کچھ چھوڑنے کا ارادہ ہر گز نہ کریں۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث بقلم محمد اسماعیل[۲۷۳] ۱۶ محرم ۱۳۸۸ھ

---

۲۷۳۔ ڈاکٹر محمد اسماعیل بن موسیٰ میمن مدنی [متولد: ۱۹۳۶ء] مانگرول ضلع جوناگڑھ کاٹھیاواڑ ہند میں پیدا ہوئے، کراچی سے ایم بی بی ایس کیا، دوران تعلیم اسلامی جمعیت طلبہ اور جماعت اسلامی سے وابستہ ہوئے۔ ۱۹۵۶ء میں مولانا زکریاؒ [م: ۱۹۸۲ء] سے ملاقات ہوئی اور تبلیغی جماعت سے وابستہ ہوئے، مولانا عبد القادر رائے پوریؒ [م: ۱۹۶۲ء]

(۲)

بگرامی خدمت حضرات مدرسین جامعہ ڈابھیل

زادت معالیکم والف اللہ بینی و بین قلوبکم

عزیز مفتی اسماعیل سلمہ سے آپ حضرات کا متفقہ جواب اس ناکارہ کے معروضہ کے جواب میں موصول ہوکر موجب منت وموجب مسرت ہوا۔ اللہ جل شانہ آپ حضرات کو دارین کی ترقیات سے نوازے۔ آپس کے تعلقات کو بہتر سے بہتر بناوے۔ مجامع میں سب کی رائیں اور خیالات کبھی متحد نہیں ہوتے، اختلافِ طبائع کا اثر تو ملائکہ اور انبیاء اور شیخین تک میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمادیا۔ "اعتدال" تو آپ حضرات کے پاس ہے، اس میں ص:۱۹۹ پر حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیاہے کہ آسمان میں دو فرشتے ہیں۔ ایک سختی کا حکم کرتے ہیں دوسرا نرمی کا اور دونوں صواب پر ہیں: ایک جبرائیل علیہ السلام، دوسرے میکائیل علیہ السلام۔ اور دو نبی ہیں، ایک نرمی کا حکم کرتے ہیں دوسرے سختی کا اور دونوں صواب پر ہیں: ایک ابراہیم علیہ السلام دوسرے نوح علیہ السلام اور میرے دونوں ساتھی ہیں، ایک نرمی کا حکم کرتے ہیں اور دوسرے سختی کا، ایک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔[۲۷۴] اس لیے اگر حضراتِ مدرسین میں یا مہتمم صاحب میں کسی صاحب کی طبیعت سختی کی طرف چلتی ہو تو اس کا طبعی اثر سمجھنا چاہیے، اس طرح اگر مدرسے

---

سے بیعت ہوئے، ان کی وفات پر مولانا زکریاؒ سے بیعت کی اور خلافت پائی۔ مولانا مودودی کے متعلق مولانا حسین احمد مدنیؒ [م:۱۹۵۷ء] کے مکاتیب سے مواد یکجا کرکے شائع کیا۔ مولانا زکریاؒ کے خاص خادم اور معالج تھے۔ بقید حیات ہیں۔ کینیڈا میں مقیم ہیں۔

۲۷۴۔ اخرجه الطبرانی فی الکبیر۲۳۔ رقم :۵۱۷۔ وابن عساکر فی تاریخه تحت ترجمة عمر بن الخطاب رضی الله عنه رقم:۱۰۳۹۴۔ عن ام سلمة رضی الله عنها، قال الهیثمی فی المجمع (۹۔۵۱): رواہ الطبرانی ورجاله ثقات۔ وانظر الجامع الصغیر، رقم: ۵۹۲۸

کے معاملات میں یا دیگر معاملات میں کوئی صاحب نرمی برتتے ہوں تو ان پر جانب داری یا بے جا مراعات کا الزام نہیں لگانا چاہیے۔ میرے والد قدس سرہ نے اکثر یہ بات ارشاد فرمائی اور اسی کے اتباع میں میرے چچا جان نور اللہ مرقدہ کے ملفوظات میں بھی ضرور ملے گی کہ آدمی کو ہر وقت یہ فکر ضرور رہنی چاہیے کہ میرے ذمہ مدرسے کا یا کسی دوسرے کا مالی یا عرضی حق باقی نہ رہے کہ یوم الجزاء میں اس کی ادائیگی بہت مہنگی ہے اور اگر اپنا حق کسی دوسرے کے ذمہ رہ جاوئے، مدرسہ ہو یا احباب، تو اس کا قلق ہرگز نہ ہونا چاہیئے، بلکہ خوش ہونا چاہیے، اس لیے کہ یوم الجزاء میں جو اس کا بدلہ ملے گا، وہ اندازے سے بہت زائد ہو گا۔ کاش! اللہ جل شانہ اپنے لطف و کرم سے اس ناکارہ کو بھی اس اصول پر پابندی کی توفیق عطا فرمائے۔

بلا توریہ و تصنع کہتا ہوں کہ خود ان چیزوں میں بہت مبتلا ہوں اور میرا منہ اس قسم کی باتیں کہنے کا ہرگز نہیں، لیکن اس امید پر کہ دوستوں کے یہاں بھی اور دوسرے مواقع کے حضرات کو بھی جس میں آپ بھی شامل ہیں، اس امید پر کہتا رہتا ہوں کہ شاید کوئی ان پر عمل کر لے تو اس کی صلاح و فلاح اس سیہ کار کے لیے بھی سیئات میں کچھ کمی کا سبب بن جاوے۔ آپ حضرات نے اس سیہ کار کا شکریہ ادا کیا، اس میں کوئی شکریہ کی بات نہیں، آپ میں سے اکثر احباب سے اس سیہ کار کو خصوصی تعلق و محبت ہے۔ اس لیے میرا فریضہ تھا کہ جو بات اپنے خیال میں ایسی سنوں یا سمجھوں کہ قابل تنبیہ ہو، اس پر متنبہ ضرور کر دوں، مبادا مجھ سے مطالبہ ہو کہ تو نے اپنے تعلق کی بنا پر متنبہ کیوں نہ کیا؟ آپ نے اس سیہ کار کی تحریر کا جو اہتمام فرمایا کہ شیخ الحدیث صاحب[۲۷۵] کے کمرے میں صبح کو بھی اجتماع فرمایا اور بعد عشاء بھی اجتماع

---

۲۷۵۔ اس زمانہ میں جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل کے شیخ الحدیث مولانا محمد ایوب اعظمیؒ بن محمد صابر [۱۹۰۱ء۔۱۹۸۴ء] تھے۔ جو مئوناتھ بھنجن ضلع اعظم گڑھ یوپی میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۹ء میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی۔ فراغت کے بعد شیخ الہندؒ [م: ۱۹۲۰ء] کی تحریک ترک موالات میں سرگرم عمل رہے۔ بعد ازاں

فرمایا، یہ آپ حضرات کی اس نابکار سے تعلق ومحبت کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے آپ کی اس محبت کا بہترین بدلہ عطا فرمائے اور آپ کی اس محبت کو طرفین کے لیے دینی ترقیات کا ذریعہ بنا دے، یہ ناکارہ دل سے دعا کرتا ہے۔ آپ نے جو فیصلہ فرمایا ہے کہ "کونوا عباداللہ اخوانا"[٢٧٦] کی طرح رہیں گے، بہت مبارک ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو پورا فرما دے۔ اس میں بھی مجھے انکار نہیں کہ غلط بات کی شہرت زیادہ کی جاتی ہے، یقیناً جو چیزیں آپ کے آپس کے اختلاف کی وجہ سے شہر میں مدرسے کی مخالفت کے زور میں مجھ تک پہنچی ہیں، یقیناً اس میں مبالغہ ہوگا، اس میں ذرا تردد نہیں کہ خود بھی ان اخباراتِ کاذبہ کا شکار ہوتا رہتا ہوں۔ اس سے بہت مسرت ہوئی اور بہت زیادہ مسرت ہوئی کہ آپس کے اختلاف کا سبب طلبہ پر یا ان کے امتحان نہیں پڑا۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ اس ناکارہ کو اس روایت کا پہلے بھی یقین نہ آیا تھا، جیسا کہ سابقہ عریضے میں میں نے خود بھی لکھ دیا تھا کہ اس روایت پر مجھے بالکل یقین نہیں ہے اور خدا کرے! کہ وہ غلط ہو، الحمدللہ! وہ غلط نکلی مگر چونکہ میرے پاس بعض طلبہ نے یہ شکایت لکھی تھی، اس لیے آپ حضرات کی خدمت میں عرض کر دی تھی، آپ کے متفقہ جواب سے کلی اطمینان ہوگیا۔ آپ نے آخر میں دعا کا حکم فرمایا، اس ناکارہ کا اندازہ تو آپ حضرات کو پہلے بھی ہو گا اور میرے دو سالہ خطوط سے جو میرے دوستوں کے نام جاتے رہتے

---

مقام اکڑا کلکتہ میں دارالعلوم قدسیہ کے انتہائی کم عمری میں صدر مدرس منتخب ہوئے، اس کے بعد مفتاح العلوم اعظم گڑھ تشریف لائے اور نظامت واہتمام کے منصب پر ٣٤ سال جبکہ ٧ سال شیخ الحدیث وصدر مدرس رہے۔ جامع مسجد مئو میں ہفتہ وار درس قرآن دیتے تھے جو بیس سال میں مکمل ہوا، دو سال ندوۃ العلماء لکھنو کے شیخ الحدیث رہے۔ ١٩٦٤ء میں جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے شیخ الحدیث مقرر ہوئے اور ١٩٨٣ء تک بخاری وترمذی پڑھاتے رہے۔ ندوۃ العلماء لکھنو کے موجودہ مہتمم مولانا سعید الرحمن اعظمی ندوی [متولد: ١٩٣٥ء] آپ کے فرزند ہیں۔

٢٧٦۔ اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔

ہیں، معلوم ہو گیا ہو گا۔ یہ ناکارہ آپ کے لیے، آپ کے جامعہ کے لیے دل سے دعا کرتا رہتا ہے، اللہ جل شانہ جامعہ کو، آپ سب حضرات کو ان جملہ مکارہ سے محفوظ فرما کر دارین کی ترقیات سے نوازے اور اس سیہ کار کو بھی تم دوستوں کے حسنِ ظن، اخلاص و محبت سے کسی قابل بنادے۔ حضرت شیخ سعدیؒ[۲۷۷] کے دو شعروں پر عریضے کو ختم ہوں:

مرا پیرِ دانائے مرشد شہاب
دو اندوز فرمود بر روئے آب
یکے آنکہ بر خویش خود بیں مباش
دیگر آنکہ بر غیر بد بین مباش[۲۷۸]

فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث بقلم عبد الرحیم ۱۰/ جمادی الاول/ ۱۳۸۸ھ

---

۲۷۷۔ شرف الدین مصلح بن عبد اللہ شیر ازیؒ [۱۲۱۰ء۔ ۱۲۹۱ء] صوفی، شاعر، ادیب، فلسفی۔ ایران کے شہر شیر از میں پیدا ہوئے۔ تعلیم مدرسہ نظامیہ بغداد میں حاصل کی۔ سلوک کی تکمیل عمر بن محمد شہاب الدین سہر وردیؒ [م: ۱۲۳۴ء] سے کی۔ شافعی المسلک تھے۔ سیاحت کا شوق تھا، علم و سلوک کے لیے تیس سال اسفار میں رہے۔ گلستان و بوستان سمیت کئی کتب لکھیں۔

۲۷۸۔ ترجمہ: میرے دانش مند مرشد شیخ شہاب الدین سہر وردیؒ نے دو قیمتی نصیحتیں فرمائیں، ایک یہ کہ اپنے بارے میں خود بین مت بنو اور دوسرا یہ کہ اپنے علاوہ دوسروں کی برائیاں مت دیکھو۔

(۳)

عزیز گرامی قدر و منزلت مفتی محمد اسماعیل صاحب ڈابھیل سلمہ

بعد سلامِ مسنون!

محبت نامہ مؤرخہ ۱۶ رجب پہنچ کر موجبِ مسرت ہوا۔ اس سے پہلے تمہارا ایئرلیٹر جس میں مدرسہ کی شوریٰ کی قرار داد تھی، پہنچا تھا، اس کا جواب اسی روز لکھوا چکا ہوں، جس میں لکھوایا تھا کہ تمہاری رائے بالکل صحیح ہے کہ اگر فقہ اور حدیث کے ایک سبق کے ساتھ ترتیبِ فتاویٰ کا کام دیں تو مناسب ہے، ورنہ نہیں۔ تمہارے دس روپے کا ہدیہ کا قبول کرنا میرے ورع اور تقویٰ کے کیا خلاف! جس پر آپ نے اتنا زور دکھایا، ماشاء اللہ! شاعری کی طرف بھی طبیعت چلنے لگی، یہ تو معلوم نہیں کہ شعر کہتے ہو یا نہیں، مگر شاعرانہ مضمون ضرور لکھتے ہو۔ اللہ کا شکر ہے کہ کتابیں باحسن وجوہ ختم ہوگئیں اور اب ہمہ تن اوراد وظائف کی طرف لگ گئے ہو۔ ماہ مبارک مفتی صاحب [۲۷۹] کے پاس گزرے یا کہیں اور، مگر بہت ہی زیادہ وصول کرنے کی کوشش کرنا۔ تمہارے اور تمہارے رفیقوں کے لیے بہت اہتمام سے دعا میں مشغول رہتا ہوں کہ اب تم ہی دوستوں کی مساعی پر اپنی امیدوں کا مدار ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ تم سب دوستوں کو زیادہ سے زیادہ کام میں لگنے کی توفیق عطا فرمادے۔

اگر یہ خط جلسے سے پہلے پہنچ جاوے تو عزیز مولانا اسعد صاحب، مولانا ابو الوفا صاحب [۲۸۰]

---

۲۷۹۔ مراد مفتی محمود حسن گنگوہیؒ [م:۱۹۹۶ء]

۲۸۰۔ مولانا ابو الوفا علی احمد بن محمد حسین شاہجہانپوریؒ [۱۹۰۱ء۔۱۹۸۰ء] ضلع سیتاپور میں پیدا ہوئے، مستقل قیام شاہجہانپور میں رہا۔ ۱۹۲۳ء میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت پائی، وہیں معین مدرس ہوئے، بعد میں جامعہ قومیہ شاہجہانپور سے وابستہ ہوئے اور صدر مدرس قرار پائے۔ بلا کے خطیب و مناظر تھے، قادیانیت کے خلاف مشہور مقدمہ بہاولپور کی مولانا انور شاہ کشمیریؒ [م:۱۹۳۴ء] کی وفات کے بعد تین سال تک پیروی کر کے کامیابی حاصل کی۔ ۱۹۴۱ء میں دارالعلوم دیوبند کے شعبہ تبلیغ کے ناظم و مبلغ بنے۔ انجمن اصلاح المسلمین شاہجہانپور کے پلیٹ فارم سے رد

اورآنے والے احباب سے بھی سلامِ مسنون کہہ دیں اور مہتمم صاحب[۲۸۱] سے بھی۔ یہ ناکارہ تمہارے مدرسے کے لیے اور تمہارے جلسۂ دستار بندی کی کامیابی کے لیے دل سے دعا کرتا ہوں۔ فسادات کے متعلق حالات سے بہت ہی رنج و فکر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہمارے حال پر رحم فرمادے۔ جہاں تک ہوسکے واقفین سے استغفار اور صدقاتِ مخفیہ کی بہت تاکید کرتے رہیں۔ اللہ تعالی ہی رحم فرمادے۔ بہت اچھا کیا کہ یٰسین شریف اور ختمِ خواجگان کا اہتمام شروع کردیا۔ دوسروں کو بھی تاکید کرتے رہیں، فسادات کے سلسلے میں مولانا اسعد مدنی صاحب کی مساعی جمیلہ سے بہت مسرت ہوئی، اللہ جل شانہ ان کی مدد فرمادے۔

واپسی کے متعلق ابھی تک کچھ نہیں کہہ سکتا کہ کب ہے؟ ابھی مولوی اسماعیل کی زبانی معلوم ہوا کہ ان کے خط میں تم نے مفتی صاحب کی اپنے ساتھ رمضان گزانے کی منظوری لکھی ہے لیکن وہاں مجمع ہو گا، بہت ہی یکسو رہنے کی کوشش کرنا بلکہ اگر مفتی صاحب کی رائے ہو جائے تو دارالعلوم کی مسجد میں اعتکاف کرنا کہ وہاں مفتی صاحب کا قرب بھی بروقت رہے گا اور یکسوئی بھی ہو جائے گی اور ان شاء اللہ کام بھی اچھا ہو گا۔ والدین، اہلیہ محترمہ سے سلامِ مسنون کہہ دیں۔ یہ ناکارہ ان سب کے لیے بھی بہت اہتمام سے دعا کرتا ہے اور تمہاری اور ان کی طرف سے روضۂ اقدس پر صلوۃ و سلام بھی پیش کرتا ہے۔ آئندہ مجھے خط لکھنے کا اردہ نہ کریں

---

قادیانیت و تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء ہند کے پلیٹ فارم سے سیاست میں قائدانہ کردار ادا کیا۔

۲۸۱۔ مہتمم جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل سملک، ضلع سورت، گجرات۔ اس زمانے میں مولانا محمد سعید بزرگؒ [۱۹۱۷ء۔ ۱۹۹۰ء] تھے۔ جو جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے تیسرے مہتمم مولانا احمد بزرگؒ [۱۸۸۱ء۔ ۱۹۵۱ء] کے بیٹے تھے۔ جامعہ ڈابھیل ہی میں مکمل تعلیم حاصل کر کے ۱۹۴۰ء میں فراغت حاصل کی۔ دارالعلوم دیوبند کے رکن شوریٰ اور جمعیت علماء سورت کے صدر تھے، ملکی و ملی امور میں قائدانہ کردار کے حامل رہے، ۱۹۶۰ء میں جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے مہتمم منتخب ہوئے، اپنے دور میں جامعہ کو علمی و تعمیری اعتبار سے ترقی دی۔

کہ مجھے اپنے قیام اور سفر کا حال معلوم نہیں۔ اگر یہاں قیام ہوا تب بھی حرمین شریفین مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ تقسیم کا ارداہ ہے۔ مہتمم صاحب کی خدمت میں بھی سلامِ مسنون۔ یہ ناکارہ ان کے لیے اور مدرسے کے لیے دل سے دعا کرتا ہے۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم محمد اسماعیل

(۴)

عزیزم سلمہ

سلام مسنون!

کل دوشنبہ تمہارا محبت نامہ مؤرخہ ۱۰ ر جنوری کو پہنچا، سفر کی بخیریت تکمیل کی خبر سے مسرت ہے، اللہ تعالیٰ آئندہ بھی خیریت سے رکھے۔ اس سے بہت مسرت ہوئی کہ جہاز میں جماعت سے نماز کراتے رہے اور تعلیم بھی ہوتی رہی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ جسمانی دوری، دوری نہیں ہے، جب کہ قلبی، روحی قرب موجود ہے۔ تم نے لکھا کہ یہاں پر جگہ جگہ اندھیرا ہے، اللہ تعالیٰ تمہاری برکت سے وہاں بھی نور پھیلا دے۔[۲۸۲] لوگوں کو ابتداءً درود شریف کی تاکید کرتے رہو اور "فضائل درود شریف"[۲۸۳] سنانے کا اہتمام کرو، ان شاء اللہ تمہاری برکت سے وہاں کا ماحول بدلنا شروع ہو جائے گا۔ مجاہدہ کا شوق تو مبارک ہے مگر اس میں صحت اور دماغ کی ضرورت ہے ہم لوگوں کی صحت خصوصاً دماغ زیادہ مجاہدہ کا متحمل نہیں۔

---

۲۸۲۔ مفتی اسماعیل کچھولوی مد ظلہم مدرسہ ڈابھیل سے مستعفی ہو کر برطانیہ قیام کے ارادے سے چلے گئے تھے، وہاں کا ذکر ہے۔

۲۸۳۔ فضائل درود شریف مؤلفہ مولانا زکریاؒ [م: ۱۹۸۲ء] مولانا شاہ یاسین نگینویؒ [م: ۱۹۴۱ء] کی وصیت کے مطابق ان کے خلیفہ شاہ عبدالعزیز دعاجوؒ [م: ۱۹۶۹ء] کے اصرار پر ۱۹۶۴ء میں لکھا گیا، قرآن و حدیث سے درود پاک کے فضائل اور درود کا التزام کرنے والوں کے عجیب واقعات پر مشتمل ہے۔

والدین کی خدمت میں میرا اسلام مسنون کہہ دیں اور ان کو تمہاری علمی اور عملی کامیابی پر مبارک باد بھی کہہ دو، ان شاءاللہ تمہارے ذریعے سے لوگوں کو جو فائدہ ہوگا، اس کا ثواب ان کو ضرور ملے گا۔ میں نے پہلے بھی لکھا تھا کہ اپنے ہر خط میں مولانا یونس صاحب[۲۸۴] کو سلام ضرور لکھا کرو، اس لیے کہ تمہارے تعلق کی وجہ سے میں تمہارا خط ان کو بھیجا کرتا ہوں مگر ان کے علاوہ بہت سے سلاموں کی فہرست نہ لکھو کہ ان کا پہنچانا مشکل ہے۔ اپنا نظام اور اوقات آئندہ خط میں ضرور لکھنا کہ چوبیس گھنٹے کے کیا معمولات ہیں؟ ہمارے دیہات کی شہادت کی بنا پر دوشنبہ کو عید ہوگی، اگرچہ دیوبند دہلی، میرٹھ وغیرہ میں منگل کو ہوگی۔ فقط والسلام

حضرت اقدس شیخ الحدیث مدظلہ بقلم حبیب اللہ ۲/ ذوالحجہ ۱۳۹۲ھ

(۵)

عزیزم سلمہ

بعد سلام مسنون! اس وقت تمہارا محبت نامہ پہنچا، خبر صحیح ہے کہ یکم مئی کو بمبئی سے بذریعہ طیارہ حجاز کا ارادہ ہے، یہ خبر نہیں حاضری مقدر ہے یا نہیں؟ تم نے لکھا یہ خبر سن کر کے طبیعت بے چین ہوگئی، میری سمجھ میں تو بے چینی کی وجہ نہیں آئی، تم مجھ سے اتنا ہی دور ہو کہ تمہارے لیے میرا سہارنپور رہنا اور حجاز رہنا برابر ہے، بلکہ تم دوستوں کے لیے میرا حجاز رہنا زیادہ مفید اور مؤثر ان شاءاللہ ہوگا کہ یہاں فضولیات میں وقت ضائع ہوتا ہے، وہاں خالی اوقات میں تم دوستوں کے لیے دعا کرتا رہوں گا۔ اس سے بہت مسرت ہوئی کہ تم نے مدرسے میں تعلیم بھی شروع کر دی اور وظیفہ مقرر ہو گیا۔ تعلیم بہت مبارک ہے اور صدقہ جاریہ ہے، مگر

---

۲۸۴ مراد مولانا یونس جونپوری [م: ۲۰۱۷ء]

وظیفے کو مقصود ہرگز نہ سمجھنا۔ محض اللہ کا احسان اور فضل سمجھو، اگر تم اس کو معاوضہ سمجھوگے تو تمہارا اجر کم ہو جائے گا اور اس پر بار بار غصہ آئے کہ کام اتنا زیادہ، معاوضہ اتنا کم۔ اللہ جل شانہ تمہیں جملہ مکارہ سے محفوظ فرما کر دارین کی ترقیات سے نوازے، اپنی رضا اور محبت عطا فرمائے اور رات میں سونے سے پہلے کم سے کم دس پندرہ منٹ موت کی یاد کر لیا کرو کہ بہر حال آنے والی چیز ہے اس کے واسطے کیا تیاریاں ہیں!

"سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائے جب لاد چلے گا بنجارہ"[۲۸۵]

فقط شیخ الحدیث مدظلہ بقلم حبیب اللہ ۱۳؍ ربیع الاول ۱۳۹۲ھ

(۶)

عنایت فرمائم سلمہ

بعد سلام مسنون! عنایت نامہ پہنچا، اس سے بہت مسرت ہوئی کہ آپ کی طبیعت الحمدللہ اچھی ہے، اللہ تعالیٰ آئندہ بھی اچھی رکھے آپ نے لکھا کہ اس جمعہ کو گھر جا رہا ہوں، بہت مسرت ہوئی۔ اللہ جل شانہ اپنے فضل وکرم سے صحت وعافیت کے ساتھ گھر پہنچائے۔ ماشاء اللہ تم نے بہت ہی راستے میں دعوتیں وصول کیں، تم نے تو ماشاءاللہ خوابوں میں یہاں کون سی کسر چھوڑی، اب تو ماشاءاللہ اور ترقی کر گئے ہو، تمہارے متعلق لوگ جتنے بھی اونچے خواب دیکھیں کم ہے۔ تمہیں میں نے بار بار ہمیشہ نہایت تاکید سے یہاں بھی روکا کہ خوابوں کو تم اہمیت نہ دیا کرو، مجھے ان خوابوں سے ڈر ہے کہ کہیں تم میں تکبر پیدا نہ ہو جائے، جو سراسر گمراہی ہے۔ اپنی بہت زیادہ حفاظت رکھنا، مالک کے یہاں تکبر اور عجب بہت ہی مذموم اور

۲۸۵۔ شاعر: سید ولی محمد نظیر اکبر آبادی [۱۷۲۵ء۔ ۱۸۳۰ء]۔ بنجارہ نامہ، کلیات نظیر اکبر آبادی

خطرناک ہے، "الکبریاء ردائی" تم نے حدیث پڑھی ہو گی۔[۲۸۶] مالک کے یہاں فقر واحتیاج، اپنی نالائقی، معاصی پر رونا جتنا پسندیدہ ہے، اتنی کوئی چیز پسندیدہ نہیں! اور عجب و تکبر جتنا نقصان دہ ہے اور گڑھے میں ڈال دینے والا ہے اتنی کوئی چیز نہیں۔ تم نے لکھا کہ معمولات کے بعد تیرا ہی ذکر میری زبان پر رہتا ہے۔ ذکر تو اللہ اور اس کے رسول ہی کا زبان ہونا چاہیے۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ بقلم حبیب اللہ ذیقعدہ ۱۳۹۲ھ

(۷)

عنایت فرمائم سلمہ

بعد سلام مسنون! کئی دن ہوئے تمہارا محبت نامہ پہنچا تھا، مگر یہ ناکارہ آج کل مہمانوں کے ہجوم کے علاوہ ڈاک کے ہجوم میں مبتلا ہے، اس لیے کہ کئی ماہ سے اس کے سفر حجاز کی خبریں گرم ہیں۔ بدعتی تو ہر جگہ اہل سنت کے مخالف ہیں، ان کی ایذارسانی پر صبر و تحمل کیا جائے اور مناظرہ اور گفتگو ہرگز نہ کی جائے اور اگر وہ مناظرہ کرنے کی دعوت دیں تو کہہ دیں کہ میرے پاس کتابیں نہیں، دیوبند سے مراجعت کریں۔ اس سے مسرت ہوئی کہ آپ کی جزیرہ میں تبلیغی جماعت پہنچ گئی، اللہ کا شکر ہے اس لیے مرکز سے مراجعت کرنی چاہیے۔ آپ کی صحت کے لیے دل سے دعا کرتا ہوں، طبیعت کے گرنے کے لیے اور سکون کے لیے درود شریف کی پانچ تسبیحیں باوضو قبلہ رخ بیٹھ کر پڑھا کریں۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ بقلم حبیب اللہ ۳ر صفر ۱۳۹۲ھ

---

۲۸۶۔ الکبریاء ردائی فمن نازعنی فی ردائی قصمته۔ بخاری، رقم: ۴۳۰۹۔ ترجمہ: تکبر میری چادر ہے، جو اسے (چھیننے کے لیے) مجھ سے جھگڑے گا (یعنی تکبر کرے گا) میں اسے توڑ دوں گا۔

(۸)

بعد سلام مسنون! اہلیہ کی صحت کے لیے دعا گو ہوں، ایک تعویذ ارسال ہے، ان کے گلے میں ڈال دیں۔ نیز فجر کی نماز کے بعد اور مغرب کی نماز کے بعد اور سوتے وقت بسم اللہ سمیت الحمد شریف تین مرتبہ، آیت الکرسی تین مرتبہ، سورۃ فلق اور سورۃ ناس تین تین مرتبہ، اول و آخر درور شریف تین تین مرتبہ وہ خود پڑھیں، یا اور کوئی پڑھ کر ان پر اس طرح دم کرے کہ لعاب کا کچھ حصہ اس پر گرے۔ نیز ایک بوتل میں پانی بھر کر رکھیں جو پڑھا جاوے، اس پر بھی دم کرلیں اور نہار منہ ان میں سے ایک گھونٹ پلا دیں، جب آدھی بوتل رہ جاوے تو نئے پانی سے پر کرلیں۔ آپ کے لیے بھی دعا گو ہوں، درود شریف کی کثرت کا اہتمام رکھیں اور آئندہ خط لکھیں تو ماہ مبارک کے بعد لکھیں۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ بقلم احمد گجراتی[۲۸۷] ۲۰ر شعبان ۱۳۹۴ھ

۲۸۷۔ مولانا احمد لولات گجراتیؒ بن ابراہیم لولاتؒ [۱۹۴۵ء۔۲۰۰۱ء] ہتھوان، ضلع سورت گجرات۔ مدرسہ اشرفیہ راندیر اور جامعہ آنند کھیڑا میں ابتدائی تعلیم پائی، ۱۹۷۰ء میں جامعہ مظاہر علوم سہارنپور سے فراغت حاصل کی۔ اس کے بعد مدرسہ امداد العلوم وڈالی ضلع سابرکانٹھا گجرات اور دارالعلوم تاراپور ضلع کھیڑا گجرات میں پڑھاتے رہے۔ بعد ازاں دارالعلوم بروڈا گجرات تشریف لائے اور ۱۵ سال شیخ الحدیث رہے۔ مولانا زکریاؒ کے خلیفہ، خادم خاص اور کاتب تھے۔ تقریر بخاری، کربلا کی حقیقت سمیت پانچ کتابیں لکھیں۔

# مکاتیب بنام مولانا محمد اشرف خان سلیمانیؒ

(۱)

باسمہٖ تعالیٰ

عنایت فرمائم جناب مولانا محمد اشرف صاحب[۲۸۸] اسلامیہ کالج پشاور

بعد سلام مسنون!

آپ کا محبت نامہ بوساطت عزیز احسان پہنچا۔ جب رائے ونڈ کے حضرات آپ کو فضائل کے رسائل کو فارسی ترجمہ کے لیے فرمارہے ہیں تو پھر کیا تأمل ہے؟ ضرور کریں، اللہ تعالیٰ اس مبارک کام کو آپ کے لئے بھی صدقہ جاریہ بنائے اور لوگوں کو زیادہ سے زیادہ متمتع فرمائے۔[۲۸۹] البتہ میرا مشورہ یہ ضرور ہے کہ ترجمہ کے بعد کسی دوسرے پشاوری عالم سے ضرور نظر ثانی کروالیں کہ ترجمہ میں بسا اوقات غلطیاں رہ جاتی ہیں میں نے تو ہمیشہ اس کا اہتمام کیا کہ میری کوئی تألیف عربی ہو یا اردو جب تک اپنے احباب کو حرفاً حرفاً نہیں سنایا شائع نہیں کیا۔ یہ

---

۲۸۸۔ مولانا محمد اشرف خانؒ بن محمد اکبر خان [۱۹۲۵ء۔۱۹۹۵ء] پشاور کے مہمند گھرانے میں پیدا ہوئے، عصری تعلیم کے بعد مولانا نورالاعظم باجوڑیؒ [م:۱۹۶۰ء] سے صحاح تک دینی تعلیم حاصل کی۔ پشاور مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری اور مسلم لیگ جنرل کونسل کے رکن تھے۔ تحریک پاکستان میں اہم کردار ادا کیا۔ پشاور یونیورسٹی سے ایم اے عربی، فارسی کر کے پہلے لیکچرار عربی اور بعد ازاں صدر شعبہ عربی بنے۔ تبلیغی جماعت پشاور کے ۲۵ سال امیر رہے۔ ملکی وملی سطح پر اصلاح وارشاد اور دینی رہنمائی کے لیے صف اول میں رہتے۔ سلوک سلیمانی، فضائل اعمال فارسی مترجم اور مقالات اشرف سمیت کئی کتب یادگار چھوڑیں، علامہ سید سلیمان ندویؒ [م:۱۹۵۳ء] کے مسترشد اور مولانا عبد العزیز دعاجوؒ [م:۱۹۶۹ء] اور مولانا فقیر محمد پشاوریؒ [م:۱۹۹۱ء] کے خلیفہ تھے، جامعہ امداد العلوم پشاور قائم کیا۔

۲۸۹۔ تبلیغی جماعت کے اکابر نے مولانا زکریاؒ کی کتاب فضائل اعمال اردو کے فارسی ترجمہ کے لیے مولانا محمد اشرف سلیمانیؒ کا انتخاب کیا اور اس وقت کے امیر الحاج بشیر احمدؒ [م:۱۹۹۱ء] نے آپ کو باقاعدہ خط کے ذریعے مطلع کیا تھا۔ اسی کی طرف اشارہ ہے۔

ناکارہ دل سے دعا کرتا ہے اللہ جل شانہ آپ کی مدد فرمائیں۔ سہولت کے اسباب پیدا فرمائے ہر نوع کی آپ کی مدد فرمائے صحت وقوت اور اوقات میں برکت فرمائے۔ یہ ناکارہ اب طولِ عمر کی دعاء کے بجائے دعاءِ مغفرت اور حسنِ خاتمہ کی دعاء کا زیادہ محتاج ہے عمر تو بہت زیادہ پائی ہے مگر ہاتھ خالی ہے سفر کے لئے تیار ہوں اللہ تعالیٰ ہی مدد کرے۔ یہ ناکارہ نہ صرف اجازت بلکہ رائے ونڈ کے حضرات کے ساتھ درخواست کا شریک ہے اور دل سے دعا کرتا ہے کہ اللہ جل شانہ اس مبارک کام کو آپ سے باحسن وجوہ لے اور قبول فرمائے۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب مدفیوضہم بقلم حبیب اللہ

۲۹ر صفر ر ۹۳ھ [۳ا اپریل ۱۹۷۳ء]

(۲)

مکرم محترم مدفیوضکم

بعد سلام مسنون!

کئی دن ہوئے جناب کا گرامی نامہ آیا تھا، بڑی ندامت ہے کہ آپ کو انتظار کی تکلیف ہوئی ہوگی مگر اولاً تو میری آنکھوں کا آپریشن ہوگیا اس کے بعد مولانا انعام الحسن صاحب کی افریقہ سے واپسی کا زمانہ قریب آگیا میرا خیال ہوا کہ دو چار دن ان کی آمد میں باقی ہیں ان کو سنا کر ان سے مشورہ بھی لے لوں چنانچہ ان کی تشریف آوری ۶ر مئی کو ہوگئی اور دو تین مکہ مکرمہ میں رہ کر مدینہ منورہ تشریف آوری ہوگئی اور آپ کا خط بہت اہتمام سے ان کو بھی سنوایا اور میں تو پہلے ہی سے بہت مسرور ہو رہا تھا جناب نے جو اضافات فرمائے ہیں ماشاء اللہ بہت کافی ہیں، ان میں کسی حذف یا اضافہ کی ضرورت نہیں۔ مولانا انعام الحسن صاحب کی بھی یہی رائے ہے۔ اللہ جل شانہ آپ کو بہت جزاء خیر دے کہ آپ نے فارسی میں ترجمہ کرکے وہاں کہ لوگوں کے لیے بھی انتفاع کا سبب بنادیا، اللہ تعالیٰ دونوں جہاں میں اس کی بہترین جزاء خیر عطا فرمائے۔

آپ نے اچھا کیا کہ مولوی یوسف [۲۹۰] کو شریک ترجمہ فرمالیا، دو کے مشورے سے سہولت بھی ہوتی ہے اور صحت بھی زیادہ ہوتی ہے، آپ نے بہت اچھا کیا کہ قدیم فارسی زبان میں ترجمہ فرمایا، حادث زبان میں ترجمہ نہیں فرمایا کہ اصل زبان تو وہی ہے۔ آپ نے بہت اچھا کیا کہ فارسی زبان کا ترجمہ شاہ ولی اللہ صاحب [۲۹۱] کے ترجمہ [۲۹۲] سے لیا، بندہ کے خیال میں تو جہاں حوالہ بیان القرآن اور ترجمہ عاشقیہ [۲۹۳] کا ہو اس میں بھی حضرت شاہ ولی اللہؒ کا ترجمہ زیادہ مقدم ہے، آپ نے بہت اچھا کیا کہ فارسی اشعار کو بدستور رہنے دیا ان کے ترجمہ کی تو فارسی والوں کو ضرورت نہیں۔ آپ نے بہت اچھا کیا کہ مفتی زین العابدین صاحب کے مشورہ کے مطابق

---

۲۹۰۔ مولانا ڈاکٹر محمد یوسف برجویؒ بن مولانا محمد یونسؒ [م:۲۰۱۱ء] برج ناصر خان پشاور میں پیدا ہوئے، ابتدائی دینی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی، جامعہ امدادالعلوم پشاور سے دورہ حدیث کیا، پشاور یونیورسٹی سے عربی، اسلامیات اور فارسی میں ایم اے کیا۔ بعد ازاں مولانا محمد اشرف سلیمانیؒ [م:۱۹۹۵ء] کی نگرانی میں شعر الصحابہ پر پی ایچ ڈی مقالہ لکھ کر ڈگری حاصل کی۔ جامعہ پشاور شعبہ عربی کے لیکچرار تھے۔ مولانا محمد اشرفؒ کے خلفاء میں سے تھے۔

۲۹۱۔ شاہ قطب الدین احمد ولی اللہ دہلویؒ بن شاہ عبد الرحیمؒ دہلوی [۱۷۰۳ء۔ ۱۷۶۲ء] محدث، مفسر، مجدد۔ پھلت، مظفر نگر میں پیدا ہوئے۔ تعلیم اپنے والد کے مدرسہ رحیمیہ دہلی میں مکمل کی۔ ۱۷ سال کی عمر میں والد نے اجازت بیعت دی۔ ۳۰ سال کی عمر میں حرمین جاکر مشائخ عرب سے علوم حدیث میں استفادہ کیا۔ ہند میں قرآن و حدیث کی اشاعت، افغان بادشاہ احمد شاہ ابدالیؒ [۱۷۲۲ء۔ ۱۷۷۲ء] کے ذریعے مرہٹوں کو شکست اور ہندوستانی مسلمانوں کی سماجی، سیاسی و معاشی اصلاح و سدھار کے لیے تصنیفی و تبلیغی کاوشیں آپ کے نمایاں کارنامے ہیں۔ حجۃ اللہ البالغہ، ازالۃ الخفاء سمیت کئی کتابیں لکھیں۔

۲۹۲۔ ترجمہ شاہ ولی اللہؒ۔ شاہ ولی اللہ کا فارسی ترجمہ قرآن، جو کسی دوسری زبان میں قرآن پاک کا پہلا ترجمہ ہے۔ معروف و متداول ہے۔

۲۹۳۔ مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ [م:۱۹۴۱ء] کا ترجمہ قرآن، جو محض ۱۹ سال کی عمر میں کیا۔ اس کو حرف بحرف شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ [م:۱۹۲۰ء] نے ملاحظہ فرمایا۔ آپ کو سب سے کم عمر مترجم قرآن ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ ترجمہ معروف و متداول ہے۔

مولانا فضل الرحمن صاحب [۲۹۴] کو دیکھا دیا، آپ نے بہت اچھا کیا کہ تفصیلی حالات لکھ دیئے، مثنوی مولانا جامی [۲۹۵] کے ترجمہ کی ضرورت نہیں تھی کہ وہ تو خود ہی فارسی ہے اللہ جل شانہ اپنے فضل سے آپ کی مساعی جمیلہ کو مثمر ثمرات وبرکات بنائے لوگوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ متمتع فرمائے اور اپنے وقت پر حسن خاتمہ کی دولت سے نوازے۔

فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث بقلم حبیب اللہ

۱۷ر مئی ر ۷۵ء

(۳)

بعد سلام مسنون!

گرامی نامہ پہنچا، آپ کے لئے دل سے دعا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ترقیات سے نوازے آپ کی مرسلہ کتاب [۲۹۶] مدینہ طیبہ میں پہنچ گئی تھی سن لی تھی، اس قسم ہی کے ہدایا میرے لئے بھی مفید

---

۲۹۴۔ مولانا فضل الرحمنؒ بن زیارت میر [۱۹۱۰ء۔۱۹۹۹ء] المعروف سول کوارٹر بابا۔ شنگل دار چغرزئی پشاور میں پیدا ہوئے۔ فتح پوری مسجد دہلی اور جامعہ امینیہ میں تعلیم حاصل کی۔ آپ مفتی کفایت اللہ دہلویؒ اور علامہ صدیق نجیب آبادیؒ کے شاگرد تھے۔ دارالعلوم سرحد پشاور میں استاد حدیث اور سول کوارٹر پشاور میں امامت وخطابت کے منصب پر فائز رہے۔ مولانا عبدالغفور نقشبندیؒ [م:۱۹۶۹ء] سے خلافت حاصل تھی۔

۲۹۵۔ مثنوی مولانا جامیؒ۔ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامیؒ [۱۴۱۴ء۔۱۴۹۲ء] کی ایک نعت کی طرف اشارہ ہے جو فضائل درود شریف میں شامل ہے۔ اس کا سرنامہ ہے: زمہجوری بر آمد جانِ عالم، ترحم یا نبی اللہ ترحم۔ مولانا جامیؒ نے سلسلۃ الذہب، سلاماں وابسال، تحفۃ الاحرار، سبحۃ الابرار، خردنامہء اسکندری، لیلیٰ ومجنوں اور یوسف زلیخا کے نام سے سات مثنویاں لکھیں جو "ہفت اورنگ" کے نام سے مشہور ہیں۔ مذکورہ نعت مثنوی یوسف زلیخا میں ہے۔

۲۹۶۔ مراد فضائلِ اعمال مترجم فارسی ہے جو سلیمان اکادمی پشاور سے مطبوع ہے، اس میں فضائل درود شریف سمیت تبلیغی نصاب میں شامل جملہ رسائل کا فارسی ترجمہ کیا گیا ہے، یہ ترجمہ مولانا محمد زکریاؒ [م:۱۹۸۲ء] کا مصدقہ اور پسند

ہیں اور آپ کے لئے بھی، اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور لوگوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ متمتع فرمائے مدینہ منورہ میں فارسی پڑھنے والا کوئی نہیں ۶۰ نسخے تو بہت ہیں، دس نسخے بہت کافی ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو جزاء خیر دے۔

فقط والسلام

دعا گو جو حضرت شیخ الحدیث بقلم حبیب اللہ

۱۰؍جولائی؍۸۰ء

---

فرمودہ تھا اور تبلیغی اکابر کے ایماء پر کیا گیا تھا، اس پر مولانا انور بدخشانی مدظلہ شیخ الحدیث جامعہ بنوری ٹاؤن نے بھی نظر ثانی کی تھی۔ تاہم بعد میں حاجی عبدالوہاب[رح] [م:۲۰۱۸ء] کی تلقین پر ایک دوسرے صاحب نے فضائل اعمال کا فارسی ترجمہ کیا جو فارسی بولنے والوں میں تبلیغی جماعت کے ذریعے رائج کیا گیا، اس کی خوبی یہ بیان کی جاتی ہے کہ وہ حادث زبان میں ہے۔ لہذا مولانا سلیمانی[رح] کے ترجمہ کی اشاعت تبلیغی حلقوں میں عمومی طور پر نہ ہو سکی۔ تاہم مولانا اشرف سلیمانی[رح] [م:۱۹۹۵ء] نے اپنے مصارف پر اس کے تین ایڈیشن طبع کرائے جو کافی مقبول ہوئے۔ اس وقت ندوۃ التحقیق الاسلامی میں اس کی جدید کتابت جاری ہے، ان شاء اللہ اسے ثوب جدید میں از سر نو شائع کیا جائے گا۔

# مکاتیب بنام مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ

(۱)

مکرم و محترم الحاج مفتی محمد شفیع صاحب مدفیوضہم

بعد سلام مسنون!

آپ کی صحت وعافیت کا شدت سے انتظار رہتا ہے، آپ کی صحت کاملہ اور قوت تامہ کے لئے یہ ناکارہ خود بھی دعا کرتا ہے اور احباب سے بھی کراتا رہتا ہے۔ دہلی کے واسطہ سے دو پیکٹ مرسلہ سامی ایک پر مدرسہ کا پتہ لکھا ہوا تھا، دوسرے پر دارالعلوم[۲۹۷] کا۔ مدرسہ کا نسخہ تو مدرسہ میں داخل کر کے مدرسہ کی رسید اس عریضہ کے ساتھ ارسال ہے، دارالعلوم کا پیکٹ الحاج مفتی محمود حسن مفتی دارالعلوم کے ہاتھ بھیج دیا تھا اور یہ کہلا دیا تھا کہ رسید آپ براہ راست بھیج دیں یا میرے پاس بھیج دیں تو میں مفتی صاحب کی خدمت میں بھیج دوں گا، مگر ابھی تک تو آئی نہیں، اگر آگئی تو ان شاء اللہ بھیج دوں گا، مظاہر کی رسید ارسال ہے۔ یہ ناکارہ حجاز سے واپسی کے بعد سے خود بھی صاحب فراش ہے۔ مدینہ پاک میں گرنے کی وجہ سے پاؤں کی ہڈی میں جو ضرب آئی تھی وہ تو بحمد اللہ جلد ہی اچھی ہوگئی تھی مگر اس کے بعد سے سہارنپور آکر چھ ماہ تک مسلسل پلاسٹر بندھے رہنے کی وجہ سے پاؤں میں جمود ہو گیا جس کی وجہ سے زمین پر پاؤں رکھنا مشکل ہو گیا۔ چار آدمی قدمچہ پر کرسی کی طرح بٹھا دیتے ہیں اور اٹھا لیتے ہیں، دو سال سے زمین پر پاؤں نہیں رکھا گیا۔

صاحبزادگان[۲۹۸] کی خدمت میں سلام مسنون!

---

۲۹۷۔ مراد مدرسہ مظاہر علوم اور دارالعلوم دیوبند۔

۲۹۸۔ مراد مفتی محمد رفیع عثمانیؒ صدر دارالعلوم کراچی اور مفتی محمد تقی عثمانی نائب صدر دارالعلوم کراچی

یہ ناکارہ ان کے لئے اور آپ کے لئے اور آپ کے مدرسہ کے لئے دل سے دعا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ ہر نوع کے مکارہ سے محفوظ فرما کر ہر نوع کی ترقیات سے نوازے۔ مولانا اکبر علی صاحب[۲۹۹] کی خدمت میں سلام مسنون۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث مدفیوضہم بقلم حبیب اللہ

۱۵ر محرم ر ۱۳۹۳ھ [۱۸ فروری ۱۹۷۳ء]

(۲)

مکرم و محترم حضرت الحاج مفتی محمد شفیع صاحب مدفیوضکم

بعد سلام مسنون!

عزیزی الحاج اختر علی سلمہ کی معرفت گرامی نامہ پہنچ کر موجب منت ہوا اور حیلہ ناجزہ[۳۰۰] بھی پہنچ گئی جس کی مجھے بہت تلاش تھی مگر اب تک کوئی کام کا آدمی نہ ملا۔ سید علوی مالکی[۳۰۱] کا تو انتقال ہو گیا، ان کے صاحبزادے[۳۰۲] ان کے قائم مقام ہیں مگر تقریریں تو بہت

---

۲۹۹۔ مولانا اکبر علی سہارنپوریؒ بن شیخ احسان علیؒ [۱۹۰۸ء۔۱۹۷۷ء] سہارنپور یوپی۔ ۱۹۲۸ء میں مظاہر علوم سہارنپور سے دورہ حدیث کیا اور اسی سال یہاں فارسی مدرس مقرر ہوئے۔ بیس سال بعد مدرس عربی کے عہدے پر ترقی کی، ۱۹۵۷ء میں دارالعلوم کراچی میں مدرس مقرر ہوئے۔ مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ [م: ۱۸۹۱ء] کی ردعیسائیت پر شہرہ آفاق تصنیف اظہار الحق (عربی) کا اردو ترجمہ محض چھ ماہ میں مکمل کیا جو "بائبل سے قرآن تک" کے نام سے مولانا مفتی تقی عثمانی کی تعلیقات کے ساتھ مطبوع ہے۔ ایک سال زمیندار اخبار کے مدیر معاون بھی رہے۔

۳۰۰۔ حیلہ ناجزہ یعنی عورتوں کا حق تنسیخ نکاح، مؤلفہ: مولانا اشرف علی تھانویؒ۔ جن عورتوں کا شوہر غائب ہو گیا ہو، انہیں فسخ نکاح کا حق کب ہو گا؟ اس باب میں حنفی فتویٰ عملاً بہت مشکل ہے، مولانا تھانویؒ [م: ۱۹۴۳ء] نے اس مسئلہ میں تحقیق کر کے مالکی مسلک پر فتویٰ دیا ہے۔ اس سلسلے میں مالکی کتب سے تمام حوالہ جاتی مواد یکجا کر کے عالم عرب کے مالکی علماء سے ان پر تصدیق لی گئی ہے نیز جن خواتین کا نان نفقہ شوہر ادا نہ کرے، یا شوہر مجنون و نامرد ہو ان کے لیے فسخ نکاح کے احکام بھی ذکر کر دیئے گئے ہیں۔ یہ رسالہ ۲۴۳ صفحات پر مکتبہ دارالاشاعت کراچی سے مطبوع ہے۔

۳۰۱۔ سید علوی بن عباس مالکیؒ بن عبدالعزیز الادریسی الحسنی المالکیؒ [۱۹۱۰ء۔۱۹۷۱ء] مدرسہ الفلاح جدہ سے ۱۳۴۷ھ

زیادہ زور دار اور سبق اپنے والد سے بھی زیادہ جوش و خروش سے پڑھاتے ہیں مگر ابھی تک ان مسائل میں ان سے بات کرنے کو ہمت نہ پڑی،[۳۰۳] آپ کے خط سے اور بھی طبیعت سرد ہوگئی۔ جناب نے گرامی نامہ میں تراجم بخاری جلد دوم[۳۰۴] کے ساتھ بذل المجہود جلد اول لکھی اور رسید میں اوجز المسالک جلد اول ہے، میرے خیال میں اس وقت تو رسید کی ہی عبارت صحیح ہے، بذل تو بہت دنوں پہلے بھیجی تھی، مگر میرا کاتب یوں کہتا ہے کہ خط کی عبارت صحیح ہے کہ سہارنپور سے تو بذل جلد اول ہی روانہ ہوئی تھی، اوجز جلد اول تو رائے ونڈ پہنچی ہوگی ورنہ پہنچ

---

میں فارغ ہوئے اور اسی سال حرم پاک میں مدرس مقرر ہوئے، مدرسہ الفلاح میں فریضہ تدریس انجام دیتے رہے، سعودی حکومت میں حرم پاک کے متعلق کئی انتظامی عہدوں پر رہے۔ اکابر دیوبند سے بڑا قریبی تعلق رہا۔

۳۰۲۔ مراد سید محمد علوی مالکیؒ [۱۹۴۴ء۔ ۲۰۰۴ء] بن علوی بن عباس مالکیؒ ہیں۔ مالکی فقہ کے سرکردہ علماء میں سے تھے، محدث الحرمین کے لقب سے معروف تھے، مصطفی رضاخان بریلوی کے خلیفہ تھے، مفاہیم یجب ان تصحح سمیت کئی کتب کے مصنف ہیں۔ اکابر دیوبند سے بھی قریبی تعلق رہا۔

۳۰۳۔ مراد وہ بعض مسائل جنہیں ہمارے اکابر بدعت کہتے ہیں اور شیخ علوی مالکیؒ کے ہاں وہ بدعت نہیں۔ ہمارے بعض اکابر ان مسائل کی وجہ سے محمد علوی مالکیؒ پر تنقید کرتے تھے، انہوں نے ان مسائل کو اپنی کتاب "مفاہیم یجب ان تصحح" میں بالتفصیل ذکر کیا ہے جس کا اردو ترجمہ "اصلاح مفاہیم" کے نام سے مولانا انیس مظاہری نے کیا ہے۔ ان مسائل پر سید محمد علوی مالکیؒ کے بارے میں علمائے دیوبند کا اختلاف آراء مولانا یوسف لدھیانویؒ [م:۲۰۰۰ء] کی کتاب "آپ کے مسائل اور ان کا حل" جلد دہم صفحہ ۱۰۰ تا ۲۲۵ اشاعت جولائی ۲۰۰۲ء۔ پر تفصیل سے ذکر ہے۔ خط سے مترشح ہے کہ مولانا زکریاؒ [م:۱۹۸۲ء] اور مفتی شفیعؒ [م:۱۹۷۶ء] کا رجحان ان مسائل پر بحث و تمحیص کا نہ تھا۔

۳۰۴۔ تراجم بخاری سے مراد الابواب والتراجم للبخاری مؤلفہ مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ ہے، جو چھ جلدوں پر مشتمل ہے، اس میں ابواب و تراجم کے ان جملہ اصول و قواعد کا ذکر ہے جو حافظ ابن حجرؒ [۱۳۷۲ء۔ ۱۴۴۹ء] اور حافظ بدر الدین عینیؒ [۱۳۶۱ء۔ ۱۴۵۱ء] نے اپنی شروح میں ذکر کیے ہیں، مولاناؒ نے ان میں ایسے اصول و قواعد کا اضافہ کیا ہے جو خالص آپ کے ذوق کا شاہکار ہیں۔ ان کی تعداد ستر تک پہنچ گئی ہے، بخاری کے ابواب و تراجم کے جملہ لطائف و نکات اور حقائق و دقائق کو سمجھنے کے لیے یہ کتاب سب سے فائق کہی جاسکتی ہے۔ یہ عربی ٹائپ نسخے میں ندوہ پریس سے تین جلدوں میں بھی چھپی ہے۔

جائے گی۔

اس ناکارہ کے طواف تو دوستوں کے رہین منت ہیں، میں تو دو سال سے زمین پر پاؤں بھی نہیں رکھ سکتا۔ ایک مکی عزیز نے کرسی پر طواف کی اجازت لے رکھی ہے اور میرے دوست اللہ تعالیٰ انہیں بہت ہی جزائے خیر دے، مجھے کھینچے کھینچے پھرتے ہیں۔ جناب نے اس گرامی نامہ میں حیلۂ ناجزہ کے متعلق جو تحریر فرمایا، مدینہ پاک کے سفر میں تو اس پر غور کرنے کا وقت نہیں ملے گا، اس لئے کہ بغیر اعوان کے میں اب بالکل ہی معطل ہو چکا ہوں، سہارنپور بشرط زندگی واپسی پر وہاں کے احباب کی مدد سے غور کر سکوں گا، اگرچہ وہاں بھی بچے ہی رہ گئے ہیں۔ آپ نے اپنے امراض کے متعلق جو گرامی نامہ میں تحریر فرمایا، یہ ناکارہ ان سب چیزوں میں کچھ آگے ہی ہے، دعاؤں کا بہت ہی محتاج ہے۔ آپ کے لیے، آپ کے دارالعلوم کے لئے، صاحبزادگان کے لئے دل سے دعا کرتا ہوں، ابھی مسجد شریف میں حاضر ہو رہا ہوں۔ ان شاء اللہ جناب کی طرف سے خاص طور سے صلوٰۃ و سلام پیش کروں گا، اگرچہ پہلے بھی عرض کرتا رہا ہوں۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث مدفیوضہم بقلم حبیب اللہ ۳؍ جون ؍ ۷۳ء ۱۹

(۳)

مکرم و محترم حضرت مفتی صاحب زادت معالیکم

بعد سلام مسنون!

اسی وقت جناب کا گرامی نامہ جو کسی شخص نے عنیزہ سے بھیجا پہنچ کر موجب منت ہوا، ثمر مدینہ اور تسبیح کے پہنچ جانے سے مسرت ہوئی، دستی چیزیں جو بھیجی جاتی ہیں وہ اکثر راستہ میں گم ہو جاتی ہیں اس لیے رسید کا انتظار رہتا ہے۔ آپ نے اس ہدیہ پر استعجاب فرمایا، اس میں کوئی تصنع یا توریہ نہیں کہ مجھے اپنے اکابر اور اکابر سے تعلق رکھنے والوں کا خیال بہت اہتمام سے آتا ہے۔ آپ

کے لئے دعاء صحت اور تادیر فیوض وبرکات کے ساتھ، بقاء کے ساتھ روضہ اقدس پر صلوۃ وسلام بھی پیش کرتا رہتا ہوں کہ اکابر تو چلے گے اب یادگاریں آپ ہی دو چار حضرات باقی ہیں۔

آپ نے اپنے ضعف کے متعلق جو تحریر فرمایا اس میں تو یہ ناکارہ آپ کے ساتھ ہی ساتھ چل رہا ہے بلکہ ٹانگوں کی معذوری نے تو آپ سے آگے ہی بڑھا رکھا ہے۔ دعاؤں کا یہ ناکارہ آپ سے زیادہ محتاج ہے۔ آپ بیتی کے متعلق بہت سے اکابر اور خصوصی احباب کے خطوط پسندیدگی کے آئے، مگر ہمیشہ تعجب ہی ہوا کہ یہ تو کوئی مستقل تالیف نہیں تھی مگر اللہ جل شانہ نے اکابر کے قلوب میں اس کی وقعت ڈال رکھی ہے۔

آپ نے تحریر فرمایا کہ اس میں تیرا خط مظاہر علوم کے مدرسین کے متعلق بہت پسند آیا۔ مجھے تو یاد نہیں تھا، ایک صاحب نے بتایا کہ تو نے اکابر کے معمولات اس میں لکھے ہیں۔ بہت ہی اچھا کیا کہ آپ نے مدرسین کو سنایا، میری رائے یہ ہے کہ اکابر کے معمولات کانوں میں تو ضرور پڑتے رہیں اگرچہ عمل ان پر نہ ہو سکے۔ میں نے تو آپ بیتی آپ کی خدمت میں نہیں بھجوائی، طابع نے خود بھجوائی ہوگی۔ میں نے تو مولانا عبدالماجد دریابادی[۳۰۵] وغیرہ کو مانگنے پر بھی انکار

---

۳۰۵۔ مولانا عبدالماجد دریابادیؒ [۱۸۹۲ء۔۱۹۷۷ء] ضلع بارہ بنکی کے دوردراز دیہات دریاباد کے قدوائی خاندان کے ایک مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئے، آپ فلسفہ وسماجیات کے گہرے عالم اور صاحب طرز مصنف تھے، آپ نے زندگی کے دس سال دہریت کے ظلمات میں گزارے، اللہ کی رحمت نے دست گیری فرمائی اور دوبارہ اسلام قبول کیا، مولانا اشرف علی تھانویؒ [م:۱۹۴۳ء] سے اصلاحی تربیت پائی۔ آپ کئی دینی، سیاسی اور تعلیمی تحریکات اور اداروں کے سرگرم رکن رہے۔ تحریک خلافت، رائل ایشاٹک سوسائٹی لندن، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، شبلی اکیڈمی، دارالمصنفین اعظم گڑھ، ندوۃ العلماء لکھنو اور دیگر کئی اداروں سے وابستہ رہے۔ آپ نے تین جلدوں میں تفسیر ماجدی کے نام سے انگلش، اردو میں تفسیر لکھی، جو فلسفہ جدید کے اعتراضات کا بڑی حد تک جواب فراہم کرتی ہے۔ آپ کا اداریہ سچی باتیں سیاسی، دینی، سماجی اور ادبی حیثیت سے ہندوستان کا معروف صحافتی کالم شمار ہوتا تھا، جو آپ کے اخبار "سچ" میں ۱۹۲۵ء سے شروع ہوا، اس کے بعد صدق اور پھر صدق جدید میں ۱۹۷۴ء تک چھپتا رہا۔ ۷۴ء میں آپ پر فالج کے حملے کے بعد یہ سلسلہ رک گیا، آپ نے قرآنیات، سیرت، نفسیات، فلسفہ، ادب وتنقید، سفرناموں اور خودنوشت حالات پر مشتمل

کر دیا تھا کہ یہ آپ حضرات کے کام کی نہیں یہ تو بچوں کے واسطے ہے۔ البتہ عربی کی میری کوئی کتاب چھپتی ہے تو میں اس کا بڑا اہتمام کرتا ہوں کہ آپ کے مدرسے میں ضرور وقف ہو جائے۔ تقریباً ایک ماہ ہوا ایک حاجی کی معرفت بذل المجہود محشی مطبوعہ ٹائپ، آپ کے مدرسے کے لیے بھیج رکھی ہے۔ گرامی نامہ سے معلوم ہوا کہ اب تک نہیں پہنچی۔ آج بھی واسطہ کو یاد دہانی کا خط لکھ رہا ہوں، آپ بھی کسی طالب علم کے ذریعے سے مولوی یحییٰ مدنی متعلم مدرسہ مولانا بنوری سے دریافت کرلیں کہ وہ کتاب اب تک کیوں نہیں پہنچی؟ تو زیادہ اچھا ہے۔ صاحبزادگان کی خدمت میں سلام مسنون کے بعد! یہ ناچیز ان کے لئے بھی دعا کرتا ہے۔

فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث مدفیوہم بقلم حبیب اللہ مدینہ منورہ ۱۹۷۴ء

(۴)

مکرم و محترم حضرت مفتی صاحب زادت معالیکم

بعد سلام مسنون! آج ۲۴ مارچ کو عصر کے بعد کی مجلس میں ایک صاحب نے آپ کا ہدیہ سنیہ مجالس حکیم الامت[۳۰۶] مرحمت فرمایا، جو فرط شوق میں اسی مجلس میں سننا بھی شروع کر دیا۔ میرا سہارنپور کا دستور تو کئی سال سے یہ ہو گیا کہ عصر کے بعد کی مجلس میں اکابر کے حالات ملفوظات بہت اہتمام سے سنا کرتا ہوں۔ انفاس عیسیٰ[۳۰۷]، تربیت السالک وغیرہ حضرت

---

۵۰ کتابیں چھوڑیں۔

۳۰۶۔ مجالس حکیم الامت، مرتبہ: مفتی محمد شفیعؒ [م:۱۹۷۶ء]، قیام تھانہ بھون کے زمانے میں حکیم الامت مولانا تھانویؒ [م:۱۹۴۳ء] کے علمی، اصلاحی افادات کو مختلف مجالس کے دوران محفوظ کر کے کتابی شکل میں مرتب کیا۔ ۱۹۷۶ء میں پہلی دارالاشاعت کراچی نے شائع کیا۔

۳۰۷۔ انفاس عیسیٰ، مرتبہ: پروفیسر مولانا سید محمد عیسیٰ الہ آبادیؒ [م:۱۹۴۴ء] نے حکیم الامت مولانا تھانویؒ [م:۱۹۴۳ء] کے مواعظ سے شریعت وطریقت کے اسرار اور اصلاح نفس سے متعلق اہم مباحث کو دو حصوں میں یکجا کیا۔

حکیم الامت کے اور حضرت مولانا وصی اللہ صاحب[۳۰۸] کے متعدد رسائل اسی مجلس میں سنے گئے۔ اس لیے کہ عوام کا مجمع بہت ہو جاتا ہے، میرا جی چاہتا ہے کہ اکابر کے حالات ان کے کانوں تک پہنچ جائے مگر مدینہ پاک کے اسفار میں یہ تسلسل باقی نہیں رہتا جس کا بہت ہی قلق بھی ہوتا ہے اور اس کی اصل وجہ یہ ہوتی ہے کہ ہندوستان میں تو ہم وہابی ہیں اور حجاز میں بدعتی۔ ہمارے اکابر کے ملفوظات میں کوئی مضمون، کوئی ملفوظ نجدیوں کے اصول کے خلاف آجاتا ہے تو اس کا چرچا شروع ہو جاتا ہے۔ بار بار کے سفروں میں کئی مرتبہ یہ سلسلہ شروع ہوا اور جب کسی چیز کا میں نے یہ سنا کہ فلاں چیز پر مجالس میں گفتگو شروع ہو گئی تو چھوڑ دیا۔ آج بھی بسم اللہ تو کر دی خدا کرے پوری ہو جائے۔ میری نگاہ میں تو میرے اکابر کے ارشادات، ملفوظات اور افعال سنت کی عملی تربیت ہوتی ہے اور گلدستہ کے مختلف پھولوں کی طرح ہر پھول کی رنگ وبو الگ ہونے سے اور بھی لطف آتا ہے، مگر ساری دنیا کا ذوق تو یکساں نہیں۔ آپ کے ابتدائی مضمون سے پرانے دور کی یادگاریں بھی ساری نگاہوں کے سامنے پھر گئیں اور سہارنپوری، دیوبندی، رائپوری اکابر کا یکجائی اجتماع بھی جو بہت ہی پر لطف ہوتا تھا خوب یاد آیا اور چونکہ سننے والوں میں بھی ہند و پاک کا مجمع تھا اس لیے انہیں بھی لطف آیا ہی ہو گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے فیوض وبرکات سے لوگوں کو زیادہ سے متمتع فرمائے۔ آپ کے لیے، آپ کے مدرسہ کے لیے، پڑھنے پڑھانے والوں کے لیے بھی دل سے دعا کرتا ہوں اور روضۂ اقدس پر بھی صلوۃ و سلام

---

جو متعدد مطابع سے مطبوع ہے۔

۳۰۸۔ مولانا شاہ وصی اللہ فتح پوری بن محمد یعقوبؒ [۱۸۹۷ء۔۱۹۶۷ء] ابتدائی عربی تعلیم کانپور میں حاصل کی۔ ۱۹۱۷ء میں دارالعلوم دیوبند سے دورہ حدیث کیا۔ بعد از فراغ مدرسہ احیاء العلوم مبارکپور اعظم گڑھ، مدرسہ اشرف العلوم فتح پور اور خانقاہ تھانہ بھون میں تدریس کی۔ مولانا تھانویؒ [م:۱۹۴۳ء] کی وفات کے بعد گورکھپور، الہ آباد اور بمبئی میں قیام رہا، عمر بھر درس و تدریس اور اصلاح خلق سے وابستہ رہے، مولانا تھانویؒ کے اجل خلفاء میں سے تھے۔ آپ کے جملہ رسائل مجموعہ تالیفات مصلح الامۃ کے نام سے تین جلدوں میں مولانا عبدالرحمن جامیؒ کی ترتیب سے مطبوع ہیں۔

پیش کرتا رہتا ہوں۔ ایک ضروری امر یہ ہے کہ بذل المجہود محشیٰ ٹائپ پر طبع ہو کر ۲۰ جلدوں میں پوری ہو گئی، جس کا ایک نسخہ میں نے آپ کے مدرسے کے لیے بھی وقف کرا کر بھیجا تھا مگر اب تک اس کے پہنچے کا کوئی حال معلوم نہیں ہوا، اگر اب بھی نہ پہنچا ہو تو دوسرا پرچہ اسی لفافہ میں بھائی یحییٰ کراچوی ثم المدنی جو آج کل مولانا بنوری کے مدرسہ میں کچھ پڑھ رہے ہیں، کسی طالب کے ہاتھ ان کے پاس بھیج دیجئے۔ صاحبزادگان سے بھی سلام مسنون کہہ دیجئے، یہ تو علم ہو گیا ہو گا کہ ہمارے یکم رمضان جمعہ کے دن عزیز ہارون کا انتقال ہو گیا۔ دعاءِ مغفرت اور ایصال ثواب کی درخواست ہے۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم حبیب اللہ ۲۴ر مارچ ۱۹۷۴ء

(۵)

مکرم و محترم مدفیوضہم

بعد سلام مسنون! اسی وقت گرامی نامہ مؤرخہ ۷ ربیع الثانی، ۲۲ ربیع الثانی کو ملا۔ ۲۴ اپریل کو اس ناکارہ کی آنکھ کا آپریشن ہوا، ابھی تک پٹی نہیں کھلی اور ڈاک سے بھی ممنوع ہوں مگر احباب سے یہ ضرور معلوم کر لیتا ہوں کہ کس کس کا خط ہے؟ سہارنپور، دہلی وغیرہ تو پندرہ دن ہوئے یہ لکھ دیا تھا کہ ایک ماہ تک میرے خط کا انتظار نہ کریں، دوسرے لوگ میری خیریت اعزہ احباب کو لکھتے رہتے ہیں۔ ڈاک میں آپ کا اسم گرامی سن کر بے اختیار جی چاہا کہ اس کو سن لوں اور مختصر جواب بھی لکھواؤں۔ اگرچہ ڈاک کی طرف سے ممانعت سخت ہے۔ حادثہ فاجعہ کے بعد[۳۰۹] آپ کے ضعف و امراض کی وجہ سے طبیعت تو بہت بے چین رہی اور متعدد خطوط بھی جناب کی خدمت میں اس وقت لکھوائے گرامی نامہ سے ان کا پہنچنا معلوم ہو کر موجب طمانیت ہوا۔ اس میں نہ توریہ ہے

---

۳۰۹۔ مفتی محمد شفیعؒ کو ہونے والے قلبی دورہ کی طرف اشارہ ہے۔

نہ مبالغہ کہ حادثہ کی خبر سننے کے بعد صحت اور قوت برداشت کے لیے بہت اہتمام سے دعا بے اختیار نکلتی رہی۔ گرامی نامہ سے افاقہ کا حال معلوم ہوکر بہت مسرت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل وکرم سے صحت وقوت کے ساتھ تادیر ذاتِ گرامی زندہ سلامت رکھے۔ البتہ گرامی نامہ سے اہلیہ محترمہ کی شدتِ علالت موجبِ فکر ہوئی، اللہ تعالیٰ ان کو بھی صحت عاجلہ کاملہ مستمرہ عطا فرمائے۔ جناب کا لاہور تشریف نہ لے جانا بھی جتنا موجب قلق ہے، ظاہر ہے اور جانا اس سے زیادہ مشکل۔ صاحبزادگان کی خدمت میں سلام مسنون کے بعد ان کے لیے بھی دل سے دعاء کرتا ہوں۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث مدظلہم بقلم حبیب اللہ ۴/ مئی/ ۱۹۷۵ء

# مکتوب بنام مولانا محمد امین اورکزئیؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم ومکرم جناب الاخ مولانا محمد امین صاحب [۳۱۰] مد فیوضکم

سلام مسنون! آج کل بینات بہت اہتمام سے سن رہا ہوں، خدام الدین نمبر بھی باوجود طبیعت خراب ہونے کے بہت ذوق وشوق سے سنا، اس میں طحاوی [۳۱۱] پر جناب کے کارنامے کا ذکر بھی سنا بہت ہی جی خوش ہوا، اللہ تعالیٰ بہت ہی مدد فرمائے اور اس مبارک کام کو تکمیل کو پہنچائے، اس کے متعلق ایک آپ بیتی میری بھی سن لیجئے، میرے والد صاحب نوراللہ تعالیٰ مرقدہ کو بھی اس کا بہت اہتمام تھا، ۱۳۲۰ھ میں انہوں نے اس کی تلخیص اُردو میں تالیف فرمانی شروع کی تھی اور اس کا اشتہار بھی دے دیا تھا اور خیال یہ تھا کہ چھوٹے چھوٹے اجزاء شائع کیے جائیں، تقریباً پہلی جلد کا مسودہ بھی ہو گیا تھا، میری عمر اس وقت چھ برس ہی کی تھی مگر میں نے وہ مسودہ اور اشتہار دیکھا تھا وہ تو نہیں لکھ سکے مگر اپنے حدیث پڑھنے کے زمانے میں میرے

---

۳۱۰۔ مولانا محمد امین اورکزئی شہیدؒ بن تاج الدین [۱۹۴۶ء۔۲۰۰۹ء] محدث۔ اورکزئی ایجنسی میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم ہنگو اور کوہاٹ کے مدارس میں حاصل کی۔ ۱۹۶۷ء میں جامعہ بنوری ٹاؤن سے دورہ حدیث کیا، بعد ازاں تخصص فی الحدیث بھی یہیں سے کیا اور جامعہ میں مدرس ورکن مجلس دعوت وتحقیق مقرر ہوئے، ۱۹۸۰ء میں شاہو وام ہنگو میں جامعہ یوسفیہ قائم کیا۔ نثر الازہار شرح شرح معانی الآثار اور مسانید الامام ابی حنیفہؒ اہم مصنفہ کتب ہیں۔ مولانا سراج الیوم سواتیؒ المعروف گڑھئی بابا جی [م:۱۹۸۷ء] سمیت کئی مشائخ کے مجاز تھے۔ جملہ دینی تحریکات کے سرپرست اور علاقے کی متفقہ علمی وسماجی شخصیت تھے۔

۳۱۱۔ شرح معانی الآثار امام طحاویؒ [۲۳۹ھ/۸۵۳ء۔۳۲۱ھ/۹۳۳ء] کی لاجواب شرح نثر الازہار کی طرف اشارہ ہے۔ جو مولانا بنوریؒ کے ایما پر لکھی گئی، مؤلف کتاب السیر تک لکھ چکے تھے کہ شہادت ہوگئی۔ شرح کی دو جلدیں کتاب الصلوٰۃ کے باب القراۃ فی رکعتی الفجر تک جامعہ یوسفیہ، ہنگو سے چھپ چکی ہیں۔ اس کے تکملہ پر جامعہ بنوری ٹاؤن کے شعبہ دعوت وتحقیق میں کام جاری ہے۔ مع تکملہ مکمل شرح چھاپی جائے گی۔ ان شاء اللہ

شیخ میرے حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ کو بھی طحاوی کا اہتمام تھا، اس ناکارہ نے طحاوی انہی سے پڑھی ہے اور مولانا انور شاہ صاحب کا قصہ تو میں الحاوی [۳۱۲] کے شروع میں لکھ چکا ہوں۔ [۳۱۳] وہ تو آپ کے پاس ہوگی، اس لئے کہ قاری سعید الرحمن صاحب [۳۱۴] کا مرتب کیا ہوا ہے، اس کے بعد جب تدریس حدیث کا زمانہ آیا اور مولانا عبد الرحمن صاحب پاکستان تشریف لے گئے تو میں نے بہت چاہا کہ مدرسہ والے طحاوی کا سبق مجھے مستقل دے دیں۔ مگر بخاری، ابو داؤد کے بدلے میں دینے پر اہل مدرسہ راضی نہ ہوئے اور تیسرا سبق لینے کی میری ہمت نہ ہوئی، اس لئے صبح کا وقت میرا سارا تالیف میں مشغول رہتا تھا۔ اوجز، کوکب، لامع وغیرہ کا سلسلہ ہو رہا تھا، البتہ میں نے عزیزی مولانا محمد یوسف صاحبؒ امیر تبلیغ کو اصرار سے اس میں

---

۳۱۲۔ الحاوی علی مشکلات الطحاوی مرتبہ قاری سعید الرحمنؒ [م:۲۰۰۹ء] مولانا عبد الرحمن کاملپوریؒ [م:۱۹۶۵ء] طحاوی کی تدریس کے دوران مشکل مقامات پر پیش آنے والے اشکالات تحریری طور پر مولانا زکریاؒ [م:۱۹۸۲ء] کی خدمت میں پیش کرکے جوابات حاصل کرتے، اسی طرح دیگر اکابر اساتذہ سے بھی بعض اوقات مذاکرہ کی نوبت آتی، ان اشکالات وجوابات پر مشتمل تمام مجموعہ آپ کے فرزند قاری سعید الرحمنؒ نے مرتب کیا ہے، جو پاکستان میں موتمر المصنفین اکوڑہ خٹک نوشہرہ سے مطبوع ہے۔

۳۱۳۔ قصہ یہ ہے کہ مولانا انور شاہ کشمیریؒ چاہتے تھے کہ شرح معانی الآثار طحاوی مکمل پڑھائی جائے، انہوں نے مولانا زکریاؒ [م:۱۹۸۲ء] کو لکھا کہ دار العلوم دیوبند میں میں اتنا با اختیار نہیں جتنا آپ مظاہر علوم میں ہیں۔ اس لیے آپ مظاہر علوم میں مکمل طحاوی شامل نصاب کرلیں۔

۳۱۴ مولانا قاری سعید الرحمنؒ بن مولانا عبد الرحمن کاملپوریؒ [۱۹۳۴ء۔۲۰۰۹ء] سہارنپور میں پیدا ہوئے، بہبودی اٹک آبائی وطن تھا، ۱۹۵۳ء میں دار العلوم ٹنڈو الہ یار سے فراغت پائی، مختلف مدارس میں تدریس کے بعد ۱۹۶۲ء میں جامعہ اسلامیہ راولپنڈی صدر کی بنیاد رکھی، مختلف علوم وفنون کی تدریس اور تصنیف وتالیف کے ساتھ تحریکی وسیاسی سرگرمیاں بھی روز افزوں رہیں۔ جمعیت علماء اسلام، تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ میں اہم کردار ادا کیا۔ تجلیات رحمانی سوانح مولانا عبد الرحمن کاملپوریؒ اور معارف ترمذی سمیت کئی تحریری یادگاریں چھوڑیں۔

مشغول کیااور ان کی تالیف[۳۱۵] ساڑھے تین جلدیں طبع بھی ہو گئیں، آپ سے تو وہ بیکار ہے، اس لئے کہ آپ تو طحاوی کی جلد اول نمٹا چکے اور وہ غالباً ابواب الوتر تک پہنچی ہے، نیز میں نے حکیم ایوب صاحب مظاہری[۳۱۶] کو بھی اس کے متعلق کچھ لکھنے کو تجویز کیا تھا، انہوں نے کئی چیزیں اُس کے متعلق لکھی تھیں، ایک رسالہ انہوں نے تصحیح اغلاط الطحاوی[۳۱۷] لکھی تھی، وہ

---

۳۱۵۔ یعنی "امانی الاحبار فی شرح معانی الآثار" چار جلدوں میں مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ[م:۱۹۶۵ء] کی تصنیف ہے، جو لیتھو پر پاک وہند میں مطبوع و متداول ہے۔ اس شرح میں مصنفؒ نے اسماء رواۃ اور ان پر کلام، لغات غریبہ اور معانی احادیث کی توضیح، احادیث میں ایسے اضافے جن کا ذکر طحاوی کے ذکر کردہ متونِ حدیث میں نہیں، احادیث سے امام طحاوی کی استنباطات کے علاوہ مزید مسائل کی تخریج، مسائل خلافیہ کی توضیح اور دلائل خصم کے جوابات، نظر طحاوی کی تلخیص، احادیث مرفوعہ و آثار موقوفہ کی تخریج اور ہر باب کے آغاز میں مناط اختلاف کی مدلل وضاحت سمیت کئی امور کا التزام کیا ہے۔ یہ شرح نامکمل رہ گئی تھی، مولانا عبد الحفیظ مکیؒ نے اپنے متعلقین کے ذریعہ اس کا تکملہ شروع کیا تھا جو قریب التکمیل ہے۔ ان شاء اللہ یہ چاروں جلدیں جدید کتابت میں مع تکملہ پیش کی جائیں گی۔

۳۱۶۔ مولانا حکیم محمد ایوب سہارنپوریؒ بن حکیم محمد یعقوبؒ [۱۹۰۰ء۔۱۹۸۶ء] سہارنپور کے مشہور طبیب خانوادے سے تعلق تھا، ابتدائی تعلیم مولانا محمد یحیٰ کاندھلویؒ[م:۱۹۱۵ء] اور مولانا محمد الیاسؒ [م:۱۹۴۴ء] سے حاصل کی۔ ۱۹۲۵ء میں مظاہر علوم سے فراغت پائی، پھر یہیں طب کی تعلیم پائی، طب اور سرجری کی اعلیٰ تعلیم کے لیے دہلی گئے۔ ۱۹۲۶ء میں اعلیٰ تعلیم سے فارغ ہو کر دارالشفاء یعقوبی کی بنیاد رکھی۔ مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ[م:۱۹۲۷ء] سے بیعت ہوئے اور مولانا اسعد اللہؒ[م:۱۹۷۹ء] سے خلافت پائی۔ ۱۹۵۲ء جامعہ مظاہر علوم کے مجلس سرپرستان میں شامل کیے گئے اور ۳۵ سال سرپرست رہے۔ تصنیف و تالیف کا بھی شغل رہا۔ تراجم الاحبار، تصحیح اغلاط طحاوی، طحاوی کا حاشیہ، الفتح السماوی فی مولد الطحاوی اور تصویب التقلیب الواقع فی تھذیب التھذیب اہم کتابیں ہیں۔

۳۱۷۔ تصحیح اغلاط طحاوی۔ اس رسالہ کا نام "تصحیح الاغلاط الکتابیہ الواقعہ فی نسخ الطحاویہ" ہے۔ مصنفؒ مولانا حکیم محمد ایوب سہارنپوریؒ نے طحاوی کے متعدد نسخوں کے مطالعہ و تقابل اور دیگر متون حدیث سے موازنہ میں متن شرح معانی الآثار طحاوی میں اٹھارہ سو اغلاط کی نشان دہی و تصحیح کی ہے۔ رسالہ کے آخر میں امام طحاویؒ کے ان چھیاسی مشائخ کا بھی مختصر ذکر کیا ہے جو امام طحاویؒ سے روایت کرتے ہیں۔ مصنفؒ نے صاحب کشف الاستار کی سہو کو بھی مدلل واضح کیا ہے جنہیں متن کی اغلاط کے باعث رجال طحاوی کی تعیین میں غلطی لگی ہے۔

چھپ گئی، رجال پر بھی انہوں نے ایک کتاب لکھی تھی[۳۱۸]، اس کی ایک جلد چھپی ہے، ان چیزوں کے متعلق معلومات کرنا چاہیں تو عزیز مولوی شاہد کتب خانہ اشاعت العلوم محلہ مفتی سہارنپور سے معلوم کرلیں کہ طحاوی کے متعلق حکیم ایوب کی کیا کیا چیزیں ہیں؟ ان میں سے کوئی چیز آپ کو کارآمد ہو تو ضرور منگائیں۔ عزیز شاید کے نام اس کاغذ کے چوتھائی حصہ پر ایک مضمون لکھ رہا ہوں، وہ اپنے گرامی نامہ کے ساتھ شاہد کے نام بھیج دیں۔ بینات کے اس نمبر پر نہ تو قیمت کہیں ملی، نہ یہ پتہ چلا کہ ہندوستان میں خریدوانی چاہوں تو کس پتہ سے مل سکے گی، یا آپ ہی کے ہاں سے خرید کر بھیجنی پڑے گی؟ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی جمیلہ کو جلد از جلد تکمیل کو پہنچائے اور دونوں جہانوں میں اس کا بہترین اجر عطا فرمائیں۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب بقلم حبیب اللہ، مدینہ طیبہ ۱۹/ اپریل ۷۸ء

ملحوظہ: حضرت شیخ الحدیث صاحب نے مولانا شاہد سہارنپوری مدظلہم کے نام جس خط کا ذکر کیا وہ درج ذیل ہے:

باسمہٖ تعالیٰ

عزیز شاہد سہارنپوری سلمہ

---

۳۱۸۔ مولانا محمد ایوب سہارنپوریؒ نے بعد از فراغت مولانا محمد زکریاؒ [م:۱۹۸۲ء] کے ایما پر رجال طحاوی پر روزانہ بعد از ظہر کام شروع کیا اور ۱۳۴۱ھ [۱۹۲۲ء] سے ۱۳۷۱ھ [۱۹۵۱ء] تک متواتر ۳۰ سال کی محنت سے "تراجم الاحبار من رجال معانی الآثار" لکھی، جس میں رجال طحاوی پر محققانہ کلام کیا گیا ہے۔ ہر راوی کا ترجمہ، مشائخ و تلامذہ کا ذکر نیز صحاح اور دیگر کتب حدیث میں جہاں جہاں اس کی روایات تھیں ان کی نشاندہی کی گئی ہے، یہ کتاب چار جلدوں میں دو ہزار تین سو بیس صفحات پر لکھی گئی، اس میں مجموعی طور پر چار ہزار سات سو نناوے رواۃ کا ذکر ہے۔ مکتبہ خلیلیہ ہندوستان سے طبع ہوئی۔ بنگلہ دیش ڈھاکہ یونیورسٹی کے پروفیسر مولانا ڈاکٹر اسحاق نے اس پر ایک کمیٹی کے ساتھ تحقیق و تعلیق کا کام کیا ہے۔ جو غالباً تاحال طبع نہیں ہوا۔

بعد سلام مسنون!

اس وقت معلوم ہوا کہ مولانا محمد امین صاحب حضرت مولانا بنوری صاحبؒ کی تعمیل ارشاد میں طحاوی پر کچھ کام کر رہے ہیں، میں نے ان کو ابھی خط لکھا ہے کہ مولانا یوسف نوراللہ مرقدہ کی امانی الاحبار ساڑھے تین حصے چھپ گئے ہیں اور حکیم ایوب صاحب کے تصحیح اور رجال کے بھی کچھ حصے چھپ گئے ہیں، ان کتابوں میں سے یا اور کوئی کتاب طحاوی کے متعلق تمہارے یا نصیر کے کتب خانہ میں ہو تو مولانا جو جو کتابیں منگانا چاہیں، میرے حساب میں کسی آنے والے کے ہاتھ کراچی بھیج دو، کراچی آنے والے نظام الدین آتے رہتے ہیں، مولوی اظہار[۳۱۹] کی معرفت آسکتی ہیں۔ فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب، بقلم حبیب اللہ مدینہ طیبہ

۱۹/ اپریل ۱۹۷۸ء

۳۱۹۔ مولانا اظہار الحسنؒ بن مولانا رؤوف الحسن کاندھلویؒ [۱۹۱۹ء۔ ۱۹۹۶ء] ۱۹۴۰ء میں جامعہ مظاہر العلوم سہارنپور سے دورۂ حدیث کیا، تبلیغی جماعت سے وابستہ ہوئے اور مدرسہ کاشف العلوم نظام الدین دہلی میں بحیثیت مدرس تشریف لائے اور استاد حدیث کے منصب تک ترقی کی۔ عرصہ دراز تک ابوداؤد شریف کا درس دیا۔ ۱۹۷۲ء میں مدرسہ کاشف العلوم کے متولی مقرر ہوئے۔ مولانا یوسف کاندھلویؒ [م:۱۹۶۵ء] کی وفات کے بعد مرکزِ نظام الدین کی عملی نگرانی آپ ہی کے سپرد تھی۔ مولانا زکریاؒ [م:۱۹۸۲ء] کے خلیفہ تھے۔ آپ نے حیاۃ الصحابہ کا اردو زبان میں صوتی ترجمہ بھی کیا۔

## مکتوب بنام مولانا عبد الرشید ارشدؒ[۳۲۰]

مکرم محترم مدفیوضکم

بعد سلام مسنون!

آج کی ڈاک سے گرامی نامہ اور دارالعلوم کے اشتہار پہنچے۔ مختصر اشتہار تو الرشید کے ٹائیٹل پر پہلے بھی سن چکا تھا مگر جو تفصیل آج کے اشتہار سے معلوم ہوئی یہ پہلے نہیں سنی تھی، بہت ہی طبیعت خوش ہوئی، اللہ تعالیٰ بہت مبارک فرمائے۔ یہ ناکارہ دعا کرتا ہے اللہ جل شانہ جلد از جلد اس کی تکمیل فرما کر لوگوں کو زیادہ سے زیادہ متمتع فرمائے۔ اس ناکارہ کو اپنے بزرگوں کے حالات پڑھنے کا بہت بچپن سے شوق عشق کے درجہ تک پہنچا ہوا ہے۔ اکابر کی جو بھی سوانح چھپی میں نے اس کو ایک رات یا دو رات میں پوری پڑھی۔ جب زندگی تھی اور صحت تھی۔ اب جب سے معذور ہو گیا ہوں اشتیاق تو بدستور ہے مگر سننے میں دیر لگتی ہے۔ سب سے پہلے تو اپنا نام عمدہ کاغذ کے خریداروں میں درج کراتا ہوں یہاں سے پیسے بھیجنا تو مشکل ہے مگر عنقریب جناب تک پہنچ جائیں گے۔ تیاری کے بعد بذریعہ ڈاک تو ہرگز نہ بھیجیں کہ ڈاک میں بالخصوص رسائل بہت زیادہ ضائع ہوتے ہیں۔ رسالہ پر میرا نام لکھ کر عزیزم مولوی احسان الحق رائیونڈ یا حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری کے صاحبزادے عزیز محمد بنوری کو کراچی

---

۳۲۰۔ مولانا عبد الرشید ارشدؒ بن تاج محمدؒ [۱۹۳۲ء۔۲۰۰۶ء] جالندھر ہندوستان میں پیدا ہوئے، قیام پاکستان کے بعد میاں چنوں ہجرت کی، ۱۹۵۳ء میں جامعہ خیر المدارس سے دورہ حدیث کیا، جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے روح رواں تھے، ماہنامہ الرشید کے مدیر اور مکتبہ رشیدیہ لاہور کے بانی تھے۔ اکابر کے تذکرے مرتب کرنے کا خاص ذوق تھا، بیس بڑے مسلمان، ماہنامہ الرشید کا نعت نمبر اور دارالعلوم دیوبند نمبر آپ کی خاص یادگاریں ہیں۔ مذکورہ خط بھی مولانا زکریاؒ [م:۱۹۸۲ء] نے دارالعلوم دیوبند نمبر کے لیے بطور خاص بھیجا تھا۔

بھیج دیں۔

اس کے بعد آپ نے گرامی نامہ میں کچھ کہنے کو تحریر فرمایا۔اس ناکارہ کو اس قسم کے مضامین لکھنے کی کبھی عادت نہیں ہوئی۔میرے حضرتؒ [۳۲۱] اور حضرت تھانویؒ، حضرت مدنیؒ، ہر دو حضرات رائپوریؒ [۳۲۲]، چچا جان [۳۲۳]، عزیز یوسف کے انتقال پر بہت سے احباب کے تقاضے آئے کہ میں کچھ لکھ کر بھیجوں مگر میں یہی معذرت کرتا رہا کہ مجھے اس قسم کے مضامین لکھنے کی عادت نہیں، نہ مناسبت ہے۔لوگ اصرار کرتے کہ تیرا تعلق ان سب حضرات سے بہت خصوصی رہا۔میں کہہ دیتا کہ یہ تو صحیح ہے اور واقعات بھی بہت یاد ہیں مگر تذکرہ میں واقعات یاد آتے رہتے ہیں، مسلسل کہنے کی عادت نہیں۔ آپ نے دو باتیں خاص طور سے معلوم کیں۔

نمبر ۱: مظاہر علوم، دارالعلوم کے روابط کے واقعات تو بہت ذہن میں آتے رہے اور رات نیند بھی ان ہی خیالات میں نہیں آئی، جس سے آج بخار بھی ہو گیا مگر وہی بات کہ مرتب تو لکھوانے کی عادت نہیں، بات میں بات یاد آتی رہتی ہے، یہ تو سب کو معلوم ہے کہ دہلی کا علمی

---

۳۲۱۔ مراد مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ [م:۱۹۲۷ء]

۳۲۲۔ مراد مولانا عبدالرحیم رائے پوریؒ و مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ ہیں۔ مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ کا ترجمہ پہلے آ گیا ہے۔ مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ [۱۸۵۳ء۔۱۹۱۹ء] ۱۸۷۴ء میں مظاہر علوم سہارنپور سے دورہ حدیث کیا، میاں عبدالرحیم سہارنپوریؒ [م:۱۸۸۶ء] سے بیعت کی اور خلافت پائی، حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ [م:۱۸۹۲ء] اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ [م:۱۹۰۵ء] سے بھی اجازت حاصل تھی۔ ۱۸۸۲ء میں خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور قائم کی۔ ۱۹۱۵ء میں تحریک ریشمی رومال کے سرپرست منتخب ہوئے، مظاہر علوم اور نظارۃ المعارف الاسلامیہ دہلی کے بھی سرپرست تھے۔ آپ سے ایک خلق کثیر نے فیض حاصل کیا۔ بچوں کے لیے نورانی قاعدہ اور تعلیم الاسلام آپ کے ایما پر تصنیف ہوئیں۔

۳۲۳۔ مراد مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ (م:۱۹۴۴ء) ہیں۔

چمن اجڑ جانے کے بعد بہت سے مدارس قائم ہوئے۔ محرم الحرام ۱۲۸۳ھ میں دارلعلوم دیوبند اور اسی سال رجب میں مظاہر علوم سہارنپور کی ابتدا ہوئی۔ اس کی تفصیلات تو اس ناکارہ کے رسالہ تاریخ مظاہر حصہ اول میں گزر چکی ہیں۔ اس میں سے کوئی چیز آپ کے لینے کی ہو تو لے لیں۔ ان حضرات کے آپس کے تعلقات اور محبت کے واقعات تو بہت مشہور ہیں۔ حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوریؒ[۳۲۴] جو مظاہر کے روح رواں تھے اور حضرت نانوتوی نور اللہ مرقدہ ابوداؤد میں ان کے شاگرد تھے، استاذ سے ملنے کے واسطے کثرت سے تشریف لاتے رہے تھے۔ مدرسہ میں بھی تشریف آوری ہوتی رہتی تھی۔ ۱۲۹۳ھ میں جب مظاہر علوم محلہ قاضی سے اپنی موجودہ جگہ پر منتقل ہوا تو حضرت نانوتوی نوراللہ مرقدہ نے تین گھنٹہ تک وعظ فرمایا۔ حضرت مولانا احمد علی صاحب نواللہ مرقدہ ابتدائی زمانہ میں کلکتہ میں ملازم تھے، وہاں سے سبکدوش ہو کر ۱۲۹۱ھ میں مستقل سہارنپور تشریف لے آئے اور مدرسہ میں تدریس کا سلسلہ شروع فرمایا، اسی دوران میں حضرت مولانا احمد علی صاحب مظاہر علوم کے چندہ کے لئے کلکتہ تشریف لے گئے کہ وہاں طویل قیام کی وجہ سے وہاں والوں سے تعارف تھا، اس سفر کا حساب مدرسہ کے رجسٹر میں میں نے دیکھا ہے کہ ایک ایک پیسہ کا حساب تھا کہ فلاں تاریخ کو کارڈ فلاں جگہ لکھا، اور اخیر میں یہ جملہ جو مجھے اس جگہ لکھنا ہے یہ تھا کہ کلکتہ سے میں فلاں جگہ اپنے ایک دوست سے ملنے کے لئے گیا وہاں چندہ تو کافی ہوا مگر میرا سفر چندہ کی نیت

---

۳۲۴۔ مولانا احمد علی سہارنپوریؒ ابن شیخ لطف اللہؒ [۱۸۱۰ء۔۱۸۷۹ء] بخاری شریف کا کچھ حصہ مولانا وجیہ الدین صدیقی سہارنپوریؒ [م:۱۸۴۴ء] سے پڑھا۔ ۱۸۴۵ء میں شاہ اسحاقؒ [۱۷۸۳ء۔۱۸۴۶ء] سے مکہ مکرمہ میں حدیث کی تعلیم مکمل کی۔ ۱۸۴۵ء میں کتب حدیث کی اشاعت کے لیے دہلی میں مطبع احمدی قائم کیا اور کتب حدیث کو اپنی تحقیق و حواشی سے طبع کرایا۔ بالخصوص بخاری شریف پر آپ کے حواشی کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ دس سال کلکتہ میں مسجد حافظ جمال الدین کے خطیب رہے۔ ۱۸۷۴ء میں سہارنپور واپس آکر مظاہر علوم میں تدریس شروع کی۔ مولانا سعادت علی فقیہؒ [م:۱۸۶۹ء] کے انتقال پر آپ نائب مہتمم مقرر ہوئے۔

سے نہیں تھا بلکہ اپنے ذاتی کام کے لیے تھااس لئے اس آمد ورفت کا خرچہ مدرسہ کے ذمے نہیں لگایا۔ آپ بیتی میں بھی یہ قصہ گزر چکا۔ ان اکابر کی یہ احتیاط تھی۔ اب ہم لوگ اپنے دور میں دیکھ رہے ہیں کہ لوگ اپنی ضرورتوں سے کہیں جاتے ہیں تو مدرسہ کی رسید بھی ساتھ لے جاتے ہیں تاکہ سفر بکار مدرسہ ہو جائے۔ بہ بیں تفاوت رہ کجا است تا بکجا[۳۲۵] فالی اللہ تعالی المشتکی۔ ۹۴ھ میں کتب حدیث سب حضرت مولانا ہی نے بنفس نفیس پڑھائیں۔ اس سے پہلے چھٹی کے زمانے میں جب تشریف لاتے تو کتب حدیث کثرت سے پڑھایا کرتے تھے جو روئدادوں میں تفصیل سے ہے۔ میرے رسالہ میں ۱۲۹۲ھ میں مسلم شریف تمام، دو مرتبہ ابو داؤد شریف، بخاری شریف ایک ایک مرتبہ تمام، دوسری مرتبہ گیارہ سیپارے، مشکوۃ شریف، نسائی شریف، ابن ماجہ، ترمذی، مؤطا امام محمد، جامع الصغیر، جلالین شریف، ترجمہ کلام مجید، احیاء العلوم، درمختار، شمائل ترمذی، مقدمہ ترمذی، سراجی، شرح جامی اور قدوری اتنی کتابیں ہم جیسے ضعفاء کو سن کر بھی حیرت ہوتی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے ان اکابر کے اوقات میں بڑی برکت عطا فرمائی تھی۔ ۹۵ھ میں لکھا ہے کہ اڑتیس حضرات نے صحاح ستہ [کی] حضرت مولانا احمد علی صاحبؒ سے سند حدیث حاصل کی۔ حضرت گنگوہی قدس سرہ نے گنگوہ میں دس سال تک تن تنہا صحاح ستہ کی تعلیم فرمائی۔ اس وقت کے اکابر سب ایک دوسرے کے ساتھ بہت زیادہ محبت [میں] یک جاں ودو قالب کے مصداق تھے۔ مظاہر علوم ابتدا سے مقامی ممبروں کے زیر اثر رہا اور ۱۳۵۰ھ میں ممبران کے آپس کے اختلاف وانتشار کی وجہ سے حکام کی مداخلت اور ان کے حکم بن جانے کی وجہ سے انہوں نے تین حضرات کو مدرسہ کا سرپرست بنایا۔ مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب رائے پوریؒ، حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ،

---

۳۲۵۔ دیکھ! راستہ کا فرق کہا سے کہاں تک ہے۔ حافظ سعدی شیرازیؒ

مولانا ذوالفقار علی صاحب[۳۲۶] والد ماجد حضرت شیخ الہندؒ دیوبندی۔ مولانا ذوالفقار صاحب کے انتقال کے بعد حضرت شیخ لہندؒ سرپرست بنے اور آخر تک رہے۔ اس زمانے میں دارالعلوم دیوبند بھی انتشار کا مرکز بنا ہوا تھا جس کو میرے رسالہ کے ص: ۹ پر دارالعلوم دیوبند اور مظاہر علوم کی ہم آہنگی کے عنوان سے حضرت شیخ الاسلام کی تحریر درج ہے۔ حضرت سہارنپوری نوراللہ مرقدہ کی چونکہ مولانا احمد صاحبؒ[۳۲۷] مہتمم دارالعلوم دیوبند وغیرہ سے دور کی قرابت بھی تھی اس لئے تقریبات میں آمدورفت بھی کثرت سے رہی۔ حضرت مولانا احمد صاحبؒ کے اہتمام میں حضرت سہارنپوریؒ کو بھی دخل ہے جس کا بیان تذکرۃ الخلیل[۳۲۸] میں ہے کہ حضرت مولانا احمد صاحب کے اہتمام کی تحریک سب سے پہلے حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں

---

۳۲۶۔ مولانا ذوالفقار علی دیوبندیؒ بن شیخ فتح علیؒ [۱۸۱۳ء۔۱۹۰۴ء] شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ [م:۱۹۲۰ء] کے والد تھے۔ دارالعلوم دیوبند کے بانیان میں سے تھے، اکثر علوم مولانا مملوک علیؒ [م: ۱۸۵۱ء] سے دہلی کالج میں حاصل کیے ، حدیث شاہ اسحاقؒ [م:۱۸۴۶ء] سے پڑھی۔ عربی فارسی اور انگریزی زبانوں پر دسترس تھی، فراغت کے بعد بریلی کالج میں پروفیسر مقرر ہوئے۔ اعلیٰ کارکردگی پر ڈپٹی انسپکٹر مدارس وتعلیم مقرر ہوئے۔ دیوان حماسہ کی شرح تسہیل الدراسہ، دیوان متنبی کی شرح تسہیل البیان، سبع معلقات کی شرح التعلیقات سمیت کئی کتب لکھیں۔

۳۲۷۔ مولانا احمدؒ بن قاسم نانوتویؒ [۱۸۶۲ء۔۱۹۲۸ء] نوسال کی عمر میں قرآن حفظ کیا، مدرسہ منبع العلوم گلاؤ ٹھی، مدرسہ شاہی مرادآباد اور دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کر کے ۱۸۸۲ء میں فراغت حاصل کی۔ بعدازاں مدرسہ عربیہ تھانہ بھون میں مدرس ہوئے، دارالعلوم دیوبند میں ۱۴سال تدریس کی۔ جبکہ ۱۸۹۵ء میں منصب اہتمام پر فائز ہوئے اور ۴۰سال یہ خدمت انجام دی۔ اسی کے ساتھ صدرالمدرسین اور مفتی کا منصب بھی آپ کے پاس رہا۔ آپ کے دور اہتمام میں شعبہ تجوید قائم ہوا، ماہنامہ الرشید وماہنامہ القاسم کا اجراہوا، کئی تعمیری وتعلیمی ترقیات ہوئیں۔ آپ نے قادیانیت اور اہل بدعت کے تعاقب میں بھی بھرپور کاوشیں کیں۔ نظام حیدرآباد دکن نے آپ کو۱۹۲۲ء میں ریاست کا قاضی مقرر کیا، کچھ عرصہ وہاں فتویٰ، قضااور تعلیم سے متعلق خدمات انجام دیں۔

۳۲۸۔ تذکرۃ الخلیل: مصنفہ مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ [م:۱۹۴۱ء]، جس میں تقریباً چارسو صفحات پر مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ [م:۱۹۲۷ء] کے مبسوط تذکرہ کے ساتھ آپ کے عہد کے کئی اکابر کی بھی ضروری تاریخ آگئی ہے۔ معروف ومتداول ہے۔

میں نے ہی پیش کی تھی اور بار بار یاد دہانی بھی کرتا رہا۔ اگر صحت اجازت دیتی تو خود بھی تفصیلات لکھتا، اب تو آپ کا جی چاہے تو ان حوالوں سے دیکھ لیجئے۔ ۱۳۳۰ھ کے بعد سے دونوں مدرسہ کے طلبا میں کچھ تنافس پیدا ہوا اور ایک مدرسہ کو دوسرے پر ترجیحات میں گفتگوئیں ہوتی رہتیں، مگر اس کا اثر اکابر تک نہیں پہنچا۔ حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب نور اللہ مرقدہ [۳۲۹] نے عزیز مولوی طاہر مرحوم [۳۳۰] برادر خورد حکیم الاسلام قاری طیب صاحبؒ کو مظاہر علوم میں پڑھنے کے لئے بھیجا اور اس ناکارہ کو خاص طور سے نگران بنایا۔ میرا وہ زمانہ حماقتوں اور الشباب شعبة من الجنون [۳۳۱] کا تھا۔ میں طلبا پر زبانی نکیر کے بجائے ہاتھ سے نکیر کیا کرتا تھا، خاص طور سے صاحبزادگان پر۔ جس میں میرے حضرت نور اللہ مرقدہ، حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب ناظم مدرسہ [۳۳۲]، حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب

---

۳۲۹۔ مولانا حبیب الرحمن عثمانیؒ بن مولانا فضل الرحمن عثمانیؒ [م:۱۹۲۹ء] شروع سے آخر تک دارالعلوم دیوبند میں پڑھا، ۱۹۰۷ء میں دارالعلوم دیوبند کے نائب مہتمم مقرر ہوئے، ۱۹۲۱ء میں جمیعت العلماء کے صدر منتخب ہوئے، آپ کے دور انتظام واہتمام میں دارالعلوم دیوبند نے خوب ترقی کی، آپ کو عربی ادب پر خاص دسترس تھی۔ قصائد الحبیب کے نام سے آپ کے عربی قصائد مطبوع ومتداول ہیں۔

۳۳۰۔ مولانا طاہر قاسمیؒ بن مولانا احمدؒ [۱۹۰۴ء۔۱۹۵۲ء] دارالعلوم دیوبند کے فاضل واستاد تھے، دارالعلوم کے کئی انتظامی عہدوں پر رہے۔ مولانا تھانویؒ کے مرید تھے۔ تحریک پاکستان کے سرگرم اراکین میں سے تھے۔ عقائد اسلام قاسمی سمیت کئی کتب لکھیں۔ فلکیات اور ہیئت پر بھی دسترس تھی۔ آپ کے بیٹے قاری زاہر قاسمیؒ [۱۹۲۲ء۔۱۹۸۸ء] کو آزادی کے بعد ریڈیو پاکستان پر پہلی تلاوت کا اعزاز حاصل ہوا۔ آپ کے پوتے قاری وحید ظفر قاسمی پاکستان کے معروف نعت خوانوں میں سے ہیں۔

۳۳۱۔ ترجمہ: جوانی پاگل پن کا ایک شعبہ ہے۔

۳۳۲۔ مولانا عبد اللطیف پور قاضویؒ بن مولانا جمیعت علیؒ [۱۸۷۹ء۔۱۹۵۴ء] پور قاضی، مظفر نگر۔ ۱۹۰۴ء میں مظاہر علوم سے فارغ ہوئے۔ ۱۹۰۵ء میں یہیں مدرس ہوئے۔ ۱۹۲۰ء میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے۔ مولانا زکریاؒ کے استاد تھے، آپ مظاہر علوم کے ناظم اور مہتمم بھی رہے۔ ۱۹۱۴ء سے ۱۹۵۴ تک قریباً چالیس سالہ زمانہ اہتمام میں

صدر مدرس کے اعزہ و اقارب زیادہ شکار رہتے تھے۔ عزیز مولوی طاہر مرحوم میری دست درازی کا تحمل نہ کر سکے اور بیمار ہوگئے۔ آب وہوا کی عدم موافقت کی مجبوری مولانا حبیب الرحمن صاحب کو لکھی، اس لئے مولانا نے ان کو بلالیا۔ میری دست درازی میں حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب اور قاری سعید صاحب[۳۳۳] کو زیادہ دخل تھا۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ ان خواص اور رؤساکے بچوں کی نگرانی ہمارے بس کی تو ہے نہیں تو اس پر قادر ہے اور تیرے تساہل سے تجھ سے باز پرس ہوگی۔ ان کی یہ تقریر مجھے اور تشدد پر برانگیختہ کرتی رہتی۔ بہر حال تنافس کا زمانہ چند سال تک چھوٹوں میں رہا، لیکن حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ کی صدر مدرسی کے بعد حضرت کی کثرت سے آمدورفت نے اسی چیز کو بالکل ہی زائل کر دیا۔ حضرت قدس سرہ کے بعد مولانا فخر الدین صاحب نوراللہ مرقدہ بھی اکثر تشریف لاتے رہتے تھے اور رمضان کے دو چار دن بھی خاص طور سے سہارنپور گزارتے تھے۔ نیز مولانا اعزاز علی صاحبؒ بھی اخیر زمانے میں تقریباً ہر جمعہ کو تشریف لاتے رہتے تھے۔ حضرت حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب زاد مجدہم بھی اپنی شفقتوں میں اپنے اکابر کے قدم بہ قدم ہیں۔ ان سب امور نے وہ تنافس کا سلسلہ جو دارالعلوم، مظاہر علوم میں چند سال تک رہا بالکل نسیاً منسیاً کر دیا۔ اب تو سالوں سے اس قسم کی کوئی بات سننے میں نہیں آئی۔

---

مظاہر علوم نے خوب علمی وتعمیری ترقی کی۔

۳۳۳۔ قاری مفتی سعید احمد اجراڑویؒ بن نور محمدؒ [۱۹۰۴ء۔۱۹۵۷ء] ۱۹۱۷ء میں مظاہر علوم سہارنپور میں داخلہ لیا اور ۱۹۲۳ء میں فارغ ہوئے اور یہیں ۱۹۲۴ء میں بحیثیت استاد تجوید تقرر ہوا، اسی سال کے آخر میں نائب مفتی تجویز ہوئے اور ۱۹۳۳ء میں صدر مفتی کے منصب پر فائز ہوئے۔ مولانا زکریاؒ [م:۱۹۸۲ء] کے ہم دم و مصاحب خاص تھے۔ ۲۵ سال جلالین اور ۱۰ سال ترمذی کا درس دیا۔ معلم الحجاج سمیت کئی کتب کے مصنف ہیں۔ آپ کے عہد کے اکابر دیوبند کو آپ کی فقاہت پر خاص اعتماد تھا۔

رات تو بہت سے واقعات یاد آئے تھے مگر اب تو ذہن میں نہیں رہے۔ حضرات دیوبند نوراللہ مراقدہم میں حضرت مولانا انور شاہ صاحبؒ، مولانا اعزاز علی صاحبؒ کی تقریظیں بھی بذل المجہود پر ہیں، وہ بھی آپس کے تعلقات کی طرف مشعر ہیں۔ باتیں تو بہت یاد آئی تھیں مگر اب تو یاد نہیں رہیں۔ البتہ ایک ضروری تنبیہ یہ ہے کہ حضرت مدنی نوراللہ مرقدہ نے اپنی اور حضرت سہارنپوریؒ کی حضرت شیخ الہند نورللہ مرقدہ کی تحریک [۳۳۴] میں شرکت اور واقفیت مدینہ منورہ کی تحریر فرمائی ہے اور حضرت مدنیؒ کی تحریر سے اور بھی متعدد لوگوں نے مختلف جگہ نقل کیا ہے۔ جہاں تک حضرت مدنیؒ کا تعلق ہے وہ تو صحیح ہے، اس لئے کہ حضرت کئی سال پہلے سے مدینہ منورہ تشریف فرما تھے۔ لیکن جہاں تک حضرت سہارنپوریؒ کا تعلق ہے وہ صحیح نہیں۔ بلکہ شوال ۳۳ھ میں جبکہ حضرت سہارنپوریؒ اور حضرت شیخ الہندؒ کی حجاز کی روانگی تجویز ہو رہی تھی اور حضرت شیخ الہند نوراللہ مرقدہ کی غیبت میں اس تحریک کی قیادت اعلیٰ حضرت رائپوریؒ کے سپرد ہوئی تھی، وہ مظاہر علوم ہی میں طے ہوئی تھی اور اس سے ان حضرات کے آپس کے تعلقات پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ شوال ۳۳ھ کے پہلے ہفتہ میں حضرت شیخ الہندؒ دیوبند سے اور اعلیٰ حضرت رائپوریؒ رائے پور سے اور مولانا احمد صاحب رامپوری [۳۳۵] رام پور سے سہارنپور تشریف لائے اور ۴۔۵ روز تک مدرسہ کے کتب خانہ میں یہ سب تجاویز طے

---

۳۳۴۔ مراد حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ [م: ۱۹۲۰ء] کی مسلح تحریک آزادی ہند ہے جو بعد میں تحریک ریشمی رومال کے نام سے معروف ہوئی۔

۳۳۵۔ مولانا حکیم حافظ احمد رام پوریؒ بن مولانا علاؤالدینؒ [متوفیٰ: ۱۹۲۳ء]، سہارنپور کے مشہور قصبہ رام پور میں پیدا ہوئے۔ آپ کا خاندان علم و عمل اور طبابت میں مشہور تھا۔ ۱۸۸۶ء میں مولانا رشید احمد گنگوہیؒ [م: ۱۹۰۵ء] کے پاس گنگوہ شریف میں دورہ حدیث کیا۔ ۱۳۲۱ھ سے ۱۳۴۱ھ تک دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے رکن رہے۔ مظاہر علوم سہارنپور کے ۱۳۳۳ھ تا ۱۳۴۲ھ سرپرست رہے۔ مشہور عالم دین مولانا حکیم ضیاء الدین رام پوریؒ [۱۸۲۷۔ ۱۸۸۶ء] کے بھتیجے تھے۔ تحریک آزادی میں ابتداءً شامل رہے۔

ہوئی تھیں۔ چاروں حضرات فجر کی نماز کے بعد چائے اور اشراق سے فارغ ہو کر مدرسہ کے کتب خانہ میں اوپر تشریف لے جاتے تھے اور سب طرف کے کواڑ اندر سے بند ہو جاتے تھے۔ پانچویں کا وہاں گزر نہ تھا۔ ساڑھے گیارہ بجے سے حاجی مقبول احمد صاحب مرحوم[۳۳۶] جو میرے حضرت کے خصوصی مہمانوں کا مکان سے کھانا لانا اور کھلانے کے ذمہ دار تھے، وہ تقاضہ شروع کرتے تھے۔ اوپر تو جا نہیں سکتے تھے۔ مدرسہ کے صحن میں کھڑے ہو کر چلاتے رہتے تھے کہ کھانا آ گیا، کھانا ٹھنڈا ہو جا رہا ہے اور مولانا احمد صاحب دو تین تقاضوں پر اٹھ کر کھڑکی میں سے کہتے کہ آ رہے ہیں۔ ظہر کی اذان سے ۱۰۔۲۰ منٹ پہلے یہ حضرات اوپر سے اترتے اور کچھ گرم کچھ ٹھنڈا نوش فرما کر (اسی دوران میں اذان ہو جاتی) اور ظہر کی نماز پڑھ کر پھر کتب خانہ میں پہنچ جاتے تھے اور عصر کی اذان پر اترتے تھے۔ عصر کے بعد سے صبح کی نماز تک مجلس نہیں ہوتی تھی۔ غالباً اس کی وجہ یہ تھی کہ کتب خانہ میں اس وقت بجلی نہیں تھی۔ عصر کی نماز پڑھ کر حضرت رائپوری تو اپنی قیام گاہ پر جو دارالطلباء کے قریب رائے پور والوں کے مکان کے نام سے مشہور ہے، تشریف لے جاتے اور حضرت شیخ الہندؒ اپنے احباب سے ملنے کے لئے شہر میں کبھی کہیں کبھی کہیں تشریف لے جاتے اور مولانا احمدؒ اپنے احباب سے ملاقات کے لئے۔ ۴۔۵ دن تک مسلسل یہ روزانہ کی مجلس سے عصر تک رہتی اور اس دوران میں کوئی عام یا خاص اوپر نہیں جا سکتا تھا۔ میرے والد صاحب نور اللہ مرقدہ کی بعض حاسدوں نے شکایات تحریری اور تقریری حضرت سہارنپوریؒ اور حضرت رائے پوریؒ تک پہنچا رکھی تھیں۔ میں نے والد صاحب سے کہا کہ یہ حضرات ان شکایات پر کچھ غور کر رہے ہیں؟ میرے والد صاحب نے

---

۳۳۶۔ حاجی مقبول احمدؒ مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کی اہلیہ کے بھائی اور مولانا سہارنپوریؒ کے گھریلو کاموں کے نگران اور ذمہ دار تھے۔ سفر و حضر میں خدمت کے لیے ساتھ رہا کرتے تھے۔ آپ بیتی مولانا زکریاؒ میں ان کے کئی واقعات موجود ہیں۔

خوب یاد ہے کہ زور سے لاحول پڑھی کہ وہ ایسا تھوڑا ہی ہیں کہ جس کے واسطے اتنی لمبی چوڑی مجلس شوریٰ ہوتی اور حضرت شیخ الہندؒ اور مولانا احمد صاحبؒ کو ان سے کیا تعلق۔ یہ حضرات تو جانے کہاں کہاں کی پرواز کر رہے ہیں۔ اسی دوران میں حضرت شیخ الہندؒ کے غیبت میں اعلیٰ حضرت رائے پوریؒ تحریک کے سرپرست قرار پائے تھے جو بعد میں معلوم ہوا۔ حضرت شیخ الہندؒ اور حضرت سہارنپوری نوراللہ مرقدہ کی حیات میں بہت چاہتا رہا کہ حضرت مدنیؒ سے حضرت سہارنپوریؒ والا واقعہ نقل کر کے اس کی اصلاح کراؤں مگر اولاً میری اور حضرت نوراللہ مرقدہ دونوں کی سخت مشغولی اور اس کے بعد مدنی نوراللہ مرقدہ کی طویل بیماری (جو وصال پر منتہی ہوئی) نے نوبت نہ آنے دی۔

نہ جانے تھے کہ اس جانِ جہان سے یوں جدا ہوں گے
یہ سنتے گو چلے آتے تھے اک دن جان ہے جانی

(۲) آپ نے حضور اقدس ﷺ کے ساتھ عشق و محبت کا سوال کیا۔ یہ چیز تو بہت طویل ہے: لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ و الناس اجمعین[۲۳۷] جب عام مؤمنین کے لئے یہ ہے تو پھر مشائخ سلوک کا کیا پوچھنا۔ حضرت نانوتویؒ کے قصائد تو قصائد قاسمی[۲۳۸] میں ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت شیخ الہندؒ اور حضرت سہارنپوریؒ کے دو واقعے

---

۲۳۷۔ تم میں کوئی اس وقت تک ہرگز مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اپنے والد اور اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (بخاری، کتاب الایمان، رقم: ۱۵)

۲۳۸۔ قصائد قاسمی، مولانا قاسم نانوتویؒ [م: ۱۸۸۰ء] کا ادبی شاہکار ہے جس میں اردو، عربی اور فارسی کا منظوم کلام شامل ہے، قصائد کے مجموعے میں مولانا نانوتویؒ کے کل چار قصائد اور سلسلہ چشتیہ صابریہ کا منظوم شجرہ شامل ہے، جن کے اشعار کی تعداد ۳۹۲ بنتی ہے۔ پہلا قصیدہ بہاریہ اردو زبان میں سرکار دوعالم ﷺ کی نعت پر مشتمل ہے، اس میں ۱۵۱ اشعار ہیں جبکہ بقیہ تین قصائد اردو، فارسی اور عربی زبان میں عثمانی خلیفہ سلطان عبد الحمید خانؒ [۱۸۴۲ء۔۱۹۱۸ء]

لکھواتا ہوں۔ حضرت شیخ الہندؒ کا معمول وتروں کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھنے کا تھا۔ کسی نے عرض کیا کہ حضرت بیٹھ کر پڑھنے کا تو آدھا ثواب ہے۔ تو حضرت نے فرمایا: ہاں بھائی! یہ تو معلوم ہے مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بیٹھ کر پڑھنا حدیث میں آیا ہے۔

اور بذل المجہود لکھواتے وقت جب حدیث النظائر آئی، جو مصحف عثمانی کی ترتیب کے خلاف ہے تو حضرت نور اللہ مرقدہ نے مجھ سے فرمایا تھا [کہ] ایک پرچہ پر اس حدیث کو نقل کر دیجیو، آج رات کو تہجد اسی پر پڑھوں گا۔ پوری حدیث بذل المجہود جلد نمبر دو باب تحزیب القرآن میں ہے۔[۳۳۹] آپ کی طرف سے روضۂ اقدس پر صلوۃ وسلام میں نے خود پیش کر دیا اور

---

کی مدح میں کہے گئے ہیں۔ قصائد قاسمی حال ہی میں حجۃ الاسلام اکیڈمی ہند سے ندیم احمد انصاری کی جدید ترتیب کے ساتھ شائع ہوئی ہے جس میں دیگر حضرات کے قصائد کے ساتھ مولانا نانوتویؒ کا لکھا ہوا مرثیہ بیاد حافظ ضامن شہیدؒ [م:۱۸۵۷ء] بھی شامل ہے۔

۳۳۹۔ ابو داؤد، رقم:۱۳۹۶۔ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، وَالأَسْوَدِ، قَالاَ: أَتَى ابْنَ مَسْعُودٍ رَجُلٌ، فَقَالَ: إِنِّي أَقْرَأُ الْمُفَصَّلَ فِي رَكْعَةٍ، فَقَالَ: أَهَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ وَنَثْرًا كَنَثْرِ الدَّقَلِ؟ لَكِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" كَانَ يَقْرَأُ النَّظَائِرَ السُّورَتَيْنِ فِي رَكْعَةٍ النَّجْمَ، وَالرَّحْمَنَ فِي رَكْعَةٍ، وَاقْتَرَبَتْ، وَالْحَاقَّةَ فِي رَكْعَةٍ، وَالطُّورَ، وَالذَّارِيَاتِ فِي رَكْعَةٍ، وَإِذَا وَقَعَتْ، وَنُونَ فِي رَكْعَةٍ، وَسَأَلَ سَائِلٌ وَالنَّازِعَاتِ فِي رَكْعَةٍ، وَوَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ، وَعَبَسَ فِي رَكْعَةٍ، وَالْمُدَّثِّرَ، وَالْمُزَّمِّلَ فِي رَكْعَةٍ، وَهَلْ أَتَى، وَلَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فِي رَكْعَةٍ، وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ، وَالْمُرْسَلَاتِ فِي رَكْعَةٍ، وَالدُّخَانَ، وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ فِي رَكْعَةٍ". قَالَ أَبُو دَاوُد: هَذَا تَأْلِيفُ ابْنِ مَسْعُودٍ رَحِمَهُ اللَّهُ.

علقمہ اور اسود کہتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا: میں ایک رکعت میں مفصل پڑھ لیتا ہوں، انہوں نے کہا: کیا تم اس طرح پڑھتے ہو جیسے شعر جلدی جلدی پڑھا جاتا ہے یا جیسے سوکھی کھجوریں درخت سے جھڑتی ہیں؟ لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو ہم مثل سورتوں کو جیسے "نجم اور رحمن" ایک رکعت میں، "اقتربت اور الحاقة" ایک رکعت میں، "والطور اور الذاريات" ایک رکعت میں، "إذا وقعت اور نون" ایک رکعت میں، "سأل سائل اور النازعات" ایک رکعت میں، "ويل للمطففين اور عبس" ایک رکعت میں، "المدثر اور المزمل" ایک رکعت میں، "هل أتى اور لا أقسم بيوم القيامة" ایک رکعت میں، "عم يتسائلون اور

احباب سے بھی تاکید کردی اور پیش کرتا رہتا ہوں۔ آپ کے لئے آپ کے مدرسہ کے لئے دل سے دعا کرتا رہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مکروہات سے محفوظ فرما کر دارین کی ترقیات سے نوازے۔ فقط

حضرت شیخ زاد مجدہ بقلم محمد شاہد غفرلہ

۱۰ صفر ۱۳۹۶ھ، ۱۰ فروری ۱۹۷۶ء

---

المرسلات" ایک رکعت میں، اور اسی طرح "الدخان اور إذا الشمس کورت" ایک رکعت میں ملا کر پڑھتے تھے۔ ابو داؤد کہتے ہیں: یہ ابن مسعود کی ترتیب ہے، اللہ ان پر رحم کرے۔

# مکتوب بنام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

عزیزم مولوی محمد تقی[۳۴۰] سلمکم اللہ تعالیٰ واصطفاکم لخدمتہ ودینہ

بعد سلام مسنون!

تمہارا خط پہنچا جس میں تم نے البلاغ کے مفتی اعظم نمبر[۳۴۱] کے لیے کچھ لکھنے کو فرمایا ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں مریض اور معذور ہوں، ضعف اس قدر ہے کہ اپنی ڈاک بھی خود نہیں لکھ سکتا، دوسرے افراد سے املاء کراتا ہوں اور مضمون لکھنا تو مجھے آتا ہی نہیں، پھر بہت پرانی پرانی یاداشتوں کو دماغ میں لانا اور صفحہ قرطاس کے حوالے کرنا آج کل کے ضعف اور بڑھاپے کے زمانے میں بہت ہی مشکل ہے۔ بہت سے حضرات نے اکابر پر رسالوں کے نمبر نکالے اور اس ناکارہ کو لکھنے کا حکم دیا مگر میں تعمیل حکم سے عاجز رہا، لیکن تمہارا خط مجلس میں سنا گیا تو احباب نے کہا کہ کچھ نہ کچھ لکھوادیں اور میری ڈاک لکھنے والوں نے بتلایا کہ حضرت مفتی صاحب نور اللہ مرقدہ کا بہت سا تذکرہ آپ بیتی نمبر ۷ میں آگیا ہے، جو ابھی تک غیر مطبوعہ ہے۔ اس میں مفتی صاحب سے جو بعض امور میں خط وکتابت ہوئی تھی وہ بھی آگئی ہے۔ اس ناکارہ نے اپنے حافظہ پر زور ڈال کر تھوڑا سا کچھ لکھوادیا اور باقی مضمون آپ بیتی نمبر ۷ سے اخذ کر لیا گیا اور اس طرح سے مسلسل ایک مضمون کے صورت بن گئی جو ارسال خدمت ہے۔

---

۳۴۰۔ مفتی محمد تقی عثمانی بن مفتی محمد شفیعؒ [متولد: ۱۹۴۳ء] عالم اسلام کی ممتاز علمی ودینی شخصیت، نامور فقیہ۔

۳۴۱۔ ماہنامہ البلاغ جامعہ دارالعلوم کراچی کا ترجمان ماہنامہ مجلہ ہے، جس کا آغاز محرم ۱۳۸۷ھ بمطابق ۱۹۶۷ء مفتی تقی عثمانی مدظلہ کی ادارت میں ہوا۔ اس کی خصوصی اشاعت بیاد فقیہ ملت، مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیعؒ [جمادی الثانیہ تا شعبان ۱۳۹۹ھ] ۱۳۸۶ صفحات کی ضخامت میں چھپی۔

حضرت مفتی صاحب سے میرے تعلقات اس وقت سے تھے جبکہ میں اور وہ نئے نئے مدرس ہوئے تھے۔ وہ دارالعلوم دیوبند میں اور میں مظاہر العلوم سہارن پور میں پڑھاتا تھا۔ مگر اصل ملاقات اور بے تکلفی اس وقت شروع ہوئی، جب حضرت مفتی صاحب نے پیشوں کے متعلق ایک رسالہ لکھا تھا، جس کا نام "نہایات الارب فی غایات النسب"[۳۴۲] تھا۔ اس رسالہ میں تفاخر بالانساب کی مذمت کی گئی ہے اور کفاءت کی شرعی حیثیت بتائی اور مساوات کا شرعی مطلب سمجھایا ہے اور اسی ذیل میں کچھ پیشہ وروں کی مذمت بھی آگئی۔ سادات اور شیوخ میں سے تو کسی نے برا نہ مانا جن کے تفاخر کی وجہ سے مذمت کی گئی تھی لیکن پیشہ وروں نے اس کا برا اثر لیا۔ اس رسالہ کی وجہ سے غیر منقسم ہندستان میں بڑا کہرام مچا اور اخبارات میں بھی بہت لے دے ہوئی۔ دارالعلوم سے مطالبہ کیا گیا کہ حضرت مفتی صاحب کو افتاء سے ہٹادیا جائے۔ اس وقت میری جوانی کا جوش تھا۔ قوت اور طاقت اور مطالعہ کا شوق تھا۔ کتب حدیث دیکھنے کا اور تخریج روایات کا شغف تھا۔ میں نے ایک بہت طویل رسالہ[۳۴۳] لکھ کر حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں بھیجا جس میں حضرت مفتی صاحب کے رسالہ کے تائید کی اور ان روایات کی تخریج کے علاوہ جو انہوں نے اپنے اصل رسالہ میں درج کی تھیں اور بہت سی روایات جمع کیں اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا تھا کہ حقیقت میں حضرت مفتی صاحبؒ کے رسالہ میں جو کچھ لکھا گیا ہے یہ پیشوں کی برائی نہیں ہے بلکہ ان عیوب کی برائی ہے جو ان پیشوں والوں میں ہوتے ہیں۔ ان

---

۳۴۲۔ یہ رسالہ "اسلام اور نسبی امتیازات" کے عنوان سے جواہر الفقہ جلد دوم میں صفحہ ۷۱ تا صفحہ ۱۳۰ مطبوع ہے۔ جواہر الفقہ مفتی محمد شفیعؒ [م: ۱۹۷۶ء] کے رسائل کا مجموعہ ہے جو مکتبہ دارالعلوم کراچی سے دو جلدوں میں مطبوع ہے۔

۳۴۳۔ تلاش بسیار کے باوجود یہ رسالہ ہمیں مطبوعہ صورت میں دستیاب نہ ہوسکا۔ مولانا محمد زکریاؒ [م: ۱۹۸۲ء] کی تصریح کے مطابق اس کی ضخامت مفتی محمد شفیعؒ کے رسالہ سے چوگنی تھی۔ لہذا اس کے صفحات ڈھائی سو کے لگ بھگ ہوں گے۔

لوگوں کو ان عیوب سے بچنا چاہئے رسالہ میں جن کی نشان دہی کی گئی ہے۔ برا ماننے کی نا کوئی ضرورت ہے نہ اس کا کوئی موقع ہے ۔اگر کسی عالم و مفتی نے حضور اقدس ﷺ کے وہ ارشادات یکجا جمع کر دیے جن میں مختلف پیشہ وروں کے عادات وخصائل کی مذمت ہے تو اس میں ناراضگی کی کوئی وجہ نہیں ہے بلکہ جس شخص نے یہ روایات جمع کیں اس کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ اس نے حدیث کی روشنی میں ہمارے عیوب کی نشاندہی کی ہے۔ اگر کوئی شخص حدیث " اکذب الکذابین الصواغون"[344] اپنے رسالہ میں نقل کردے تو اس میں اس ناقل پر کیا الزام ہے؟ تجربہ شاہد ہے کہ حدیث میں جو کچھ فرمایا ہے بالکل صحیح ہے۔ جس کسی نے شادی کے موقعہ پر سناروں سے زیور بنوائے ہوں، اسے ان کے جھوٹے وعدوں کا پورا پورا تجربہ ہوا ہو گا۔ صواغین کو لازم ہے کہ صفت کذب کو چھوڑیں، نہ یہ کہ حدیث نقل کرنے والے پر سب وشتم کی بوچھاڑ کر دیں اور اسے افتاء کی خدمت سے ہٹانے کی کوشش کریں۔ حدیث شریف میں ہے کہ سب سے پہلے جن لوگوں کے بارے میں فیصلہ ہو گا تین شخص ہوں گے: ایک عالم، دوسرا سخی، تیسرا شہید۔ اور ریاکاری کی وجہ سے ان کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا اور یہ سب سے پہلے تین آدمی ہوں گے جن سے دوزخ کو مزید گرم کرنے کے لیے دہکایا جائے گا۔ ظاہر ہے کہ حدیث میں ریاکاری کی مذمت ہے، سخاوت اور علم اور جہاد کی مذمت نہیں ہے۔ اسی طرح پیشہ وروں کی صفات ذمیمہ بیان کرنے سے پیشہ کی برائی بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ ان عیوب کی برائی ہے جو ان پیشہ وروں میں ہوتے ہیں۔

رسالہ شائع ہوا تو نہ صرف پیشہ وروں کے عوام نے الٹا اثر لیا بلکہ ان کے رؤسا کبراء اور کچے پکے اہل علم بھی ان کی ہنگامہ آرائی میں شریک ہو گئے اور خود کو بدلنے کے بجائے دارالعلوم

---

۳۴۴۔ سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، رقم الحدیث: ۲۱۵۲۔ (سب سے بڑے جھوٹے سنار ہوتے ہیں۔)

دیوبند کے دارالافتاء کا نظام بدلوانے کے درپے ہوگئے۔اس سلسلہ کی سب زیادہ تکلیف دہ بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے بڑا ظلم یہ کیا تھا کہ مفتی صاحب پر سب وشتم کے علاوہ ان کتابوں پر بھی بڑے زور وشور سے اعتراض کیا تھا جن میں یہ حدیثیں موجود ہیں۔مجھے بڑا غصہ اسی پر آیا تھا، اگر اسی طرح کے لوگوں کی ذراسی بھی ہمنوائی کی جائے تو فتنہ انکار حدیث کا دروازہ کھل جائے گا اور کتب حدیث کی حیثیت اور وقعت ذہنوں سے کم ہوتی چلی جائے گی۔ آج کل بھی ایسے مصنفین پائے جاتے ہیں جنہیں کوئی روایت کسی کتاب میں اپنے کسی مخصوص مسلک کے خلاف نظر آ جاتی ہے تو اول تو اس کتاب کے مصنفین ہی کی خبر لیتے ہیں، پھر کتاب ہی کو یکسر غلط بنا دیتے ہیں اور ان سب روایات کو بھی مجروح قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں جو اس کتاب میں موجود ہوں اگرچہ ان کی اسانید صحیح ہوں ایسے ہی لوگوں کو سلف کے اصطلاح میں اہل ہویٰ کہا جاتا ہے جن کا مقصود قرآن اور حدیث پر چلنا نہیں بلکہ اپنا جو ایک مسلک طے کر لیا اسی کے گرد گھومتے اور آیات اور احادیث کی تاویل اور تحریف کرکے اسی کے مطابق بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ معتزلہ، روافض، خوارج اور نئے دور کے معتزلہ مزاج مفکرین اور مصلحین کا یہی حال ہے۔جو مسودہ اس وقت میں نے لکھ کر بھیجا تھا وہ تو اس وقت سامنے نہیں جہاں تک یاد ہے حضرت مفتی صاحبؒ کے اصل رسالہ سے چوگنا تھا۔ حضرت مفتی صاحب نے میرے مضمون کو بہت پسند کیا تھا اور بہت داد دی تھی مگر اس کو شائع کرنے کی نوبت نہیں آئی۔ مفتی صاحب نے تو اس لیے شائع نہیں کیا کہ ان کو اپنا اصل رسالہ بھی بھاری پڑ رہا تھا اور مختلف برادریوں کے عوام کا زور و شور دیکھ کر دارالعلوم دیوبند کے اہل انتظام پریشان ہو رہے تھے اور میرا نہ چھاپنا بزدلی کی بناء پر تھا، "ترکی پٹا تازی کانپا" پرانی مثل ہے۔دارالعلوم تو نرغہ میں ہے ہی مظاہر العلوم کو بھی کیوں جاہلوں کا نشانہ بنایا جائے اور دارالعلوم والے تو ہم سے زیادہ جری ہیں وہی کچھ نہ کرسکے تو ہم بزدل کیا کرسکتے ہیں؟ اس کے بعد حضرت مفتی صاحبؒ سے برابر

تعلقات بڑھتے چلے گئے اور مفتی صاحبؒ کے الطاف اور شفقتوں میں اور باہمی بے تکلفی میں اضافہ ہی ہوتا رہا۔

حضرت مفتی صاحب جب کبھی تھانہ بھون حاضری دینے کے لیے تشریف لے جاتے تو ذہاباً یا ایاباً خواہ تھوڑی دیر کو ہو اسٹیشن سہارنپور سے میل ڈیڑھ میل کا سفر کر کے اس ناکارہ کی ملاقات کے لیے ضرور تشریف لاتے تھے۔ جب پاکستان بن گیا اور اس کے ایک سال کے بعد حضرت مفتی صاحب کراچی تشریف لے گئے تو جب بھی کراچی سے دیوبند تشریف لاتے اس ناکارہ سے ملنے کے لیے سہارنپور ضرور تشریف لاتے اور ایک شب قیام فرماتے۔ اس کے چند سال بعد اس ناکارہ کا حجاز مقدس آتے جاتے کراچی سے بارہا گزر ہوا اور تقریباً ہر مرتبہ دو تین روز کراچی میں قیام کرنے کا موقع ملا، اس موقع پر حضرت مفتی صاحبؒ اپنے لڑکوں اور اپنے دارالعلوم کے اساتذہ کے ساتھ برابر مکی مسجد[۳۴۵] تشریف لا کر ملاقات فرماتے تھے اور میں موقع نکال کر ضرور دارالعلوم میں دو تین گھنٹے کے لیے جاتا تھا، اپنے ضعف اور معذوری کی وجہ سے گو یہ سفر لمبا ہو جاتا تھا کیونکہ مکی مسجد سے دار العلوم بارہ تیرہ میل کے لگ بھگ ہے لیکن حضرت مفتی صاحب کی شفقتوں کی وجہ سے ضرور حاضری دیتا تھا۔ ۱۳۹۵ھ میں یہ ناکارہ جب سہارنپور براہ رائے ونڈ کراچی حجاز آرہا تھا تو کراچی کے دو تین روزہ زمانہ قیام میں اس ناکارہ نے دارالعلوم کراچی میں بھی حسب عادت حاضری دی۔ حضرت مفتی صاحب اس وقت علیل تھے، اس ناکارہ کو دیکھتے ہی بہت اظہار مسرت فرمایا اور ایک دوسری چارپائی اپنی چارپائی کے متصل اس ناکارہ کے لیے بچھوا دی۔ احباب تو ناشتہ کرتے رہے اور یہ ناکارہ حضرت مفتی کے برابر کے چارپائی پر لیٹا رہا۔ میں اور مفتی صاحب اس طرح لیٹے تھے کہ ایک چارپائی پر یہ ناکارہ اور دوسری

---

۳۴۵۔ مکی مسجد گارڈن روڈ کراچی پر واقع تبلیغی مرکز۔

پر مفتی صاحب، سر دونوں کے آمنے سامنے اور پاؤں الگ الگ۔ مفتی صاحب نے اپنے مدرسے کی بہت شکایات کیں، طلباء کی طرف سے، حکومت کی طرف سے اور یہ کہ بعض طلباء کا مقصود پڑھنا نہیں ہوتا، غیروں کے تنخواہ دار محض فساد ڈالنے کے لیے ہمارے مدرسہ میں طالب علم بن کر داخل ہوتے ہیں۔ مفتی صاحب نے اس کی جزئیات بتائیں۔ زکریا نے بڑے اہتمام سے ساری گفتگو سنی اور کہا کہ یہ مشکلات آپ ہی کہ یہاں نہیں! ہم سب مدارس والوں کو پیش آتی ہیں، صورت میں کچھ تھوڑا بہت فرق ہو جاتا ہے، ہمارے یہاں کہ اسٹرائک ۸۲ھ[۳۴۶] میں اس کے بڑے تجربے ہوئے کہ مدارس بلکہ اسلام کے مخالفین نے لوگوں کو تنخواہیں دے دے کر ہمارے یہاں اسٹرائک میں شریک کیا۔ میرے نزدیک تو ان سب کا واحد علاج ذکر اللہ کی کثرت ہے کہ جب کوئی بھی اللہ تعالیٰ کا نام لینے والا نہ ہوگا تو قیامت قائم ہو جائے گی۔ جب اللہ تعالیٰ شانہ کا پاک نام سارے دنیا کو تھامے ہوئے ہے تو مدارس کے لیے بھی یہی پناہ کی چیز ہے۔ پھر مکہ پہنچنے کے بعد میں نے اس مضمون کو یاد دہانی کے طور پر مفتی صاحب کو اور مولانا بنوری نور اللہ مرقدہ کو الگ الگ لکھا خصوصی مضامین کے علاوہ مشترکہ مضمون دونوں میں یہ تھا: [مفتی محمد شفیعؒ کے نام مدارس میں ذکر کی اہمیت پر حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کے خط کا یہ حصہ بعینہٖ مولانا یوسف بنوریؒ کے نام بھی تھا جو اس کتاب کے صفحہ نمبر ۱۵۶ تا ۱۶۰ مذکور ہے۔ تکرار کے پیش نظر یہاں سے حذف کر دیا گیا ہے ربط قائم رکھنے کے لیے وہاں ملاحظہ کر لیں۔ مرتب] میرے اس خط کے جواب میں مفتی صاحب محمد شفیع کا یہ جواب آیا:

مخدوم المحترم حضرت شیخ الحدیث صاحب متعنا اللہ بطول حیاتہ بالعافیۃ

---

۳۴۶۔ ربیع الثانی ۱۳۸۲ھ میں جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کی شاخ مدرسہ خلیلیہ سے ایک طالبعلم کا اخراج کیا گیا جس نے مدرسہ کے بدخواہ سیاسی لوگوں کو ساتھ ملا کر اور طلبہ کو ورغلا کر مدرسہ میں ہڑتال کروائی تھی۔ تفصیلات مولانا زکریاؒ کی آپ بیتی جلد دوم میں بعنوان اسٹرائیک اور رسالہ اسٹرائیک میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا کرم نامہ اتنی جلد خلاف وہم وگمان کے پہنچا اور بڑا تفصیلی پہنچا کہ حیرت ہوگئی، مگر حقیقت یہ کہ عرصہ دراز سے آنمخدوم کے تمام ہی معاملات بالکل خرق عادت اور کرامت ہی کے قبیل سے نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو افاضہ خلق اللہ کے لیے دائم وباقی رکھے۔ نظر اب لکھنے پڑھنے کے قابل نہیں رہی، گرامی نامہ بھی عزیزوں کو پڑھوا کر بار بار سنا۔ دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ آپ ارشادات عالیہ کو ذرہ شرح وبسط کے ساتھ لکھ کر خوب شائع کیا جائے مگر ابھی تک طبیعت اس قابل بھی نہیں ہوئی کہ دوسروں کو املاء کرا سکوں۔ خدا کرے کہ ذرہ قوت وہمت پیدا ہو جائے تو یہ کام پورا کرلوں۔ آپ کی شفقت وعنایات ہمیشہ سے ہیں، اس گرامی نے تو گویا مسحور ہی کردیا متعنا اللہ تعالیٰ بافاضاتکم۔ فضائل ذکر کا مطلوبہ حصہ احقر نے پورا سن لیا ہے اور ایک عنوان کے ساتھ اس کا مضمون بھی ذہن میں آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آسانی فرمادے تو تشریح کے ساتھ ورنہ پھر خود حضرت کا گرامی نامہ بعینہٖ شائع کردینا بھی مفید ہوگا۔

ایک امر عجیب ہے کہ اس مرتبہ جب مجھے دوسری مرتبہ دل کا دورہ پڑا اور ہسپتال میں دو ہفتے رہنا پڑا۔ جب وہاں سے فراغت کے بعد گھر آیا تو انتہائی ضعف کے باوجود دو تین باتیں بڑی قوت سے دل میں وارد ہوئیں جن کا خیال عرصہ تین سال سے تقریباً لگا ہوا تھا۔ ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ میں مجھے پہلا دل کا شدید دورہ پڑا ہوا تھا۔ اس سے شفاء کے بعد بھی طبیعت میں زندگی سے ایک مایوسی تھی اور اس کی وجہ سے دارالعلوم کے معاملات میں یہ خیال بار بار آتا تھا کہ جب کسی اصلاحی عمل میں اقدام کی ضرورت ہوئی تو نفس یہ کہتا تھا کہ تو تو اب مر رہا ہے اب کوئی نیا کام کرنے کا وقت نہیں۔ تیرے بعد جو لوگ اس کے متکفل ہوں گے وہ خود دیکھ لیں گے اور کریں گے۔ اس مایوسانہ خیال سے بہت سے کام رہ گئے مگر اب دوسرے دورے میں جب ڈاکٹروں کو بھی مایوسی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے حیات ثانیہ عطا فرمائی تو بڑی مشکل قوت سے یہ

خیال آیا کہ دارالعلوم میں جو خرابیاں مجھے نظر آرہی ہیں آخیر دم تک جتنی قوت اللہ تعالیٰ نے دی ہے اس کی اصلاح میں ضرور خرچ کرنا چاہیئے نتائج کی ذمہ داری بندہ پر نہیں آپنا کام مقدور کی حد تک ضرور کرنا چاہیئے اور دوسری بات یہ ذہن میں آئی کہ میں دیکھتا ہوں کہ دارلعلوم کے طلباء بلکہ اساتذہ اور تمام متعلقین میں نماز جماعت کی پابندی بہت کم ہوتی جارہی ہے، نماز کا اہتمام گویا ذہنوں سے جارہاہے، اس لیے اب میں سب مدرسین کو جمع کرکے علیحدہ علیحدہ اور طلباء کو جمع کرکے علیحدہ اس کی پابندی کے لیے کہوں گا اس کا پہلا قدم تو اپنے گھر سے شروع کردیا کہ اس معاملے میں سست تھے ان کو اور سب گھر والوں کو اس کا پابند کردیا کہ اب سے اگر کسی کی کوئی نماز قضا ہوگئی تو ایک روپیہ صدقہ کرنا ہوگا اور جماعت قضا ہوگئی تو چار آنے کا ۔الحمدللہ یہ نسخہ گھر میں تو کامیاب ہوگیا مگر ابھی تک اتنی قوت نہیں آئی کہ طلباء اور مدرسین کو جمع کرکے خطاب کروں، امید کررہاہوں کہ ان شاء اللہ چند روز میں یہ بھی ہو جائے گا۔ اور حضرت کا گرامی نامہ وصول ہونے کے بعد سے کچھ ایسے ذاکر شاغل لوگ جن کا مجھ سے تعلق ہے اور پہلے سے یہ کہا کرتے تھے کہ ہم کچھ عرصہ دارالعلوم میں رہ کر ذکر شغل کریں۔ میں اپنی بیماری اور عدم فرصت کا عذر کرکے دفع کردیتا تھا۔ اب الحمدللہ تعالیٰ یہ کام شروع کردیا ہے۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائے۔ اپنے لڑکوں میں سے جو دو عالم ہوئے ہیں ان دونوں کو احقر ظاہر وباطن اور ذکر وشغل سکھانے کے لیے ڈاکٹر عبدالحی صاحب[۳۴۷] کے سپرد کیا ہے

---

۳۴۷ ۔ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ بن علی عباسؒ[ ۱۸۹۸ ء۔۱۹۸۶ء] ۱۹۲۳ء میں محمدن اینگلو اورینٹل کالج سے گریجویشن کی اور لکھنؤ یونیورسٹی سے ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۲۶ء سے ۱۹۳۵ء کے درمیان قانون کے شعبے سے وابستہ رہے۔ قانون کا میدان چھوڑ کر ۱۹۳۶ء میں ہومیوپیتھی کی تعلیم حاصل کی اور تادم آخر اسی پیشہ سے وابستہ رہے۔ مولانا تھانویؒ[م:۱۹۴۳ء] نے انہیں ۱۹۳۵ء میں سلسلہ چشتیہ میں اجازت بیعت دی۔ آپ دارالعلوم کراچی کی ایگزیکٹو کونسل کے رکن تھے۔ مفتی شفیعؒ[م:۱۹۷۶ء] کی وفات پر دارالعلوم کراچی کے صدر بنے اور تقریبا دس سال تک مدرسہ کی خدمت انجام دی۔ اسوہ رسول اکرم ﷺ اور احکام سمیت کئی عمدہ کتابیں لکھیں۔ جامعہ دارالعلوم کراچی

کیونکہ گھر کے اندر یہ کام ہونا مشکل نظر آیا۔ یہ دونوں وہاں حاضری دیتے ہیں لیکن ابھی اتنا شغف نہیں جتنا ہونا چاہیئے تاہم کچھ کام شروع کیا ہوا ہے آپ ان دونوں کے لیے خصوصی دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے بندگوں کے نقش قدم پر چلنے کی مکمل توفیق عطا فرمائے،
والسلام

بندہ محمد شفیع ۱۴ ذوالحجہ ۱۳۹۵ھ جمعرات

بندہ نے اس گرامی نامہ کا یہ جواب لکھا:

مکرم و محترم حضرت مفتی صاحب زادت معالیکم

بعد سلام مسنون!

اس وقت شدید انتظار میں گرامی نامہ مورخہ ۱۴ ذوالحجہ مجازی ۲۴ ذوالحجہ کو پہنچا۔ مجھے شدت سے اپنے اس ضط کے پہنچنے کا انتظار تھا۔ گرامی نامہ سے بہت ہی مسرت اور طمانیت ہوئی کہ جناب کو خود بھی اس کا ہوا اور میرا عریضہ محرک ہوا، یہ ناکارہ ہت ونہ معلوم کئی سال سے خط سننے میں اور لکھوانے میں دوسروں کا محتاج ہے۔ اس داعیہ سے کہ میرے خیالات کو آپ اپنے کلام میں شرح وبسط کے ساتھ تحریر فرمادیں گے بہت مسرت ہوئی، یقیناً وہ زیادہ مفید ہو گی۔ میری تحریر تو بے ربط اور سروپا ہوتی ہے تحریر کی مشق نہ تقریر کی، میں نے تو خود بھی درخواست ہی کی تھی کہ اس مضمون کی روشنی میں جناب خود تحریر فرمادیں تو زیادہ مفید ہو گا۔ اس ناکارہ کو اپنے اکابر کے حالات سننے پڑھنے کا تو بچپن سے اشتیاق ہے، شاید پہلے بھی لکھا ہو گا کہ "اشرف السوانح" [۳۴۸]، "اسیر مالٹا" [۳۴۹]، حضرت میاں صاحب [۳۵۰] کی تحریر فرمودہ "حیات شیخ الہند" [۳۵۱]

---

کے قبرستان میں مدفون ہیں۔

۳۴۸۔ اشرف السوانح: مولانا اشرف علی تھانویؒ [م: ۱۹۴۳ء] کی مبسوط سوانح ہے، جسے خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ اور مولانا عبدالحقؒ نے مرتب کیا ہے۔ جس کا جدید ایڈیشن چار جلدوں میں ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان سے مطبوع ہے۔

جو جو چھپتی رہیں، ایک ایک رات میں دیکھتا رہا جب صحت اور شباب تھا تو ساری رات جاگنا بہت آسان تھا اب اپنی محتاجگی اور معذوری نے بہت پریشان کر رکھا ہے۔ فضائل ذکر کا مضمون آپ نے سن لیا اور ایک عنوان کے ساتھ جناب کے ذہن میں ایک مضمون بھی آگیا اس سے بہت مسرت ہوئی، یہ زیادہ مفید ہو گا۔ جناب نے پہلے قلبی دورہ کے بعد جو مایوسانہ خیال لکھا میں تو اس میں آپ کے ہم خیال نہیں ہوں۔ میرا تو خیال یہ ہے کہ اس ضعف و پیری اور مایوسی عن الحیاۃ میں بھی جو نیک خیال دل میں آئے اس کو ضرور شائع کر دیا جائے کہ بعد والوں کے لیے اسوہ اور کام کرنے والوں کے لیے رہنمائی کا سبب بنے، میرا خیال یہ ہے اور بہت قوت سے ہے کہ اکابر کی آنکھیں جنھوں نے دیکھی ہے یا صحبت اٹھائی ہے ان کو بعد میں آنے والوں

---

۳۴۹۔ اسیر مالٹا سے مراد مولانا حسین احمد مدنیؒ [م:۱۹۵۷ء] کی تصنیف "سفر نامہ اسیر مالٹا" شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کی تحریک ریشمی رومال اور اسارت مالٹا کے مفصل حالات کے ساتھ آپ کی اجمالی حالات زندگی پر مشتمل ہے۔ ضخامت تقریباً ۲۵۰ صفحات ہے۔ مطبوع و متداول ہے۔

۳۵۰۔ مراد مولانا میاں اصغر حسینؒ بن شاہ محمد حسنؒ [۱۸۷۷ء۔۱۹۴۴ء] ہے۔ دیوبند میں پیدا ہوئے، مشہور علمی وبزرگ خاندان سے تعلق تھا۔ والد سے قرآن شریف اور فارسی میں گلستان تک پڑھ کر دار العلوم دیوبند میں داخل ہوئے اور ۱۸۹۲ء میں فارسی کی تکمیل کے بعد عربی شروع کی اور ۱۹۰۲ء تک دار العلوم میں ان کا تعلیمی مشغلہ رہا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد ۱۹۰۳ء کے اواخر میں شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ نے جون پور کی اٹالہ مسجد کے مدرسہ کی صدر مدرسی کے لیے ان کا انتخاب کیا، جہاں ۷ سال تک تشنگانِ علوم دینیہ کو پڑھاتے رہے۔ ۱۹۱۰ء میں جب ارباب دار العلوم دیوبند سے ایک ماہنامہ رسالہ القاسم جاری کرنے کا فیصلہ کیا تو آپ کو جون پور سے بلا کر القاسم کے کام پر مامور کیا، اسی کے ساتھ مختلف کتابوں کے اسباق بھی ان کے سپرد کیے گئے، ان کے درس میں عموماً تفسیر و حدیث کی کتابیں رہتی تھیں۔ اپنے بزرگ ماموں میاں جی منّے شاہ اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے اجازت و خلافت حاصل تھی۔ اردو زبان میں فقہ و فرائض اور تاریخ وغیرہ کے موضوعات پر چھوٹی بڑی تقریباً ۲۶ کتابیں ان کی تصنیف و تالیف ہیں۔ راندیر گجرات میں مدفون ہیں۔

۳۵۱۔ حیات شیخ الہندؒ مولفہ مولانا میاں اصغر حسینؒ، شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ [م:۱۹۲۰ء] کی مبسوط سوانح جس میں ولادت سے لے کر وفات تک تعلیم و تعلم، جہد و جہاد، تحریکات، اسارت، تصنیفات اور مکاتیب کا گراں قدر ذخیرہ آگیا ہے۔ ۲۷۰ صفحات میں ادارہ اسلامیات لاہور سے مطبوع ہے۔

کے لیے جو نگاہوں بھی محروم ہیں جو ہو سکے متن یا مسودہ کی طرح ضرور سامنے کر دینا چاہیئے کہ کم سے کم ان کے لیے اس ماحول سے مناسبت تو رہے، میں تو جناب کے دوسرے دورے کے بعد کے خیال کا ہمنوا ہوں، ضرور جو امور خیر بڑوں سے حاصل کئے ہیں وہ ربط بے ربط بعد والوں کے لیے تحریراً تقریراً شروع کر جائے آپ نے نماز قضا ہونے پر صدقہ بعنوان جرمانہ تجویز کیا بہت مناسب ہے، اس کا شدت سے نفاذ کریں اور اس کا مطالبہ بھی فرمایا کریں کہ ادا کر دیا یا نہیں؟ آپ کے بعد یہی مقتداء اور آپ کے قائم مقام ہوں گے۔

اس مژدہ سے بہت ہی مسرت ہوئی کہ آپ نے ذاکرین کے دارالعلوم میں اجتماع کا اہتمام شروع فرمایا دیا۔ اللہ مبارک کرے اور موجب خیر بنائے، آپ نے اپنے صاحبزادوں کو ڈاکٹر عبد الحئی صاحب کے حوالے کر دیا بہت اچھا کیا، مگر شرط یہ ہے کہ ان کے دلوں میں ڈاکٹر صاحب کی محبت و وقعت پیدا ہو اور آپ خود بھی بہت اہتمام سے اس کی نگرانی کیا کریں کہ وہ ڈاکٹر صاحب کے فرمودات پر اہتمام سے عمل بھی کریں اور وقعت بھی دیں۔ مولویوں میں ایک خاص مرض یہ ہوتا ہے کہ ان کے دلوں میں اپنی علمیت کی گھمنڈ میں اپنے سے جو اعلم نہ ہو اس کی وقعت کم ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں ان بچوں کو یہ مضمون سناتے رہے کہ رشیدؒ و قاسمؒ نے حضرت حاجیؒ[۳۵۲] سے بیعت کی اور جب لوگوں نے دونوں سے الگ الگ اعتراض کیا تو جوان

---

۳۵۲۔ سید الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ بن حافظ محمد امینؒ [۱۸۱۷ء۔۱۸۹۹ء] مراد ہیں۔ آپ نانوتہ ضلع سہارنپور میں پیدا ہوئے۔ دہلی کے عربک کالج میں مولانا مملوک علیؒ [۱۷۸۹ء۔۱۸۵۱ء] سے ابتدائی فارسی وصرف ونحو کی تعلیم حاصل کی۔ مثنوی مولانا رومؒ شیخ عبد الرزاقؒ [۱۸۷۵ء] سے پڑھی، جو مفتی الٰہی بخش کاندھلویؒ [م:۱۸۲۹ء] کے شاگرد اور نواسے تھے۔ مولانا نصیر الدین دہلویؒ [م:۱۸۴۰ء] سے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت اور سلوک کی تکمیل کی، ان سے اجازت بیعت ملی۔ میاں جی نور محمد جھنجھانویؒ [۱۷۸۶ء۔۱۸۴۳ء] کے بھی خلیفہ تھے۔ ۱۸۵۷ء میں انگریز کے خلاف جہاد کے امیر تھے۔ ۱۸۹۹ء میں ہندوستان سے مکہ مکرمہ ہجرت کی۔ "جہاد اکبر" "گلزار معرفت" سمیت کئی

کی شان تھی وہی جواب دیا، حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ ہم میں علم تو زیادہ تھا مگر آگ جو حضرت حاجیؒ میں تھی وہ ہم میں نہیں تھی، اور نانوتویؒ نے یہ فرمایا کہ وہ عالم تو نہیں مگر عالم گر تھے۔ (زکریا) اس مضمون کو میں تو لکھوا سکا ہوں مگر آپ خوب سمجھ گئے ہوں گے۔ یہ ناکارہ ان دونوں بچوں کے لیے دل سے دعا کرتا ہے مگر آپ کی دعائیں ان کے حق میں زیادہ قوی ہیں اور نگرانی اس سے بھی زیادہ قوی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و قوت زیادہ سے زیادہ عطا فرمائے کہ آپ کے فیوض و برکات سے لوگوں کو بہت زیادہ نفع ہے، خدا کرے صاحبزادگان کو میری یہ تحریر گراں نہ ہو اور اس سے زیادہ سخت بات لکھوں جو میرے والد صاحب کا مشہور فقرہ ہے جو سینکڑوں دفعہ کا سنا ہوا ہے اور اپنے اوپر تجربہ کیا ہوا ہے، وہ فرمایا کرتے تھے کہ صاحبزادگی کا سور بہت دیر میں نکلتا ہے اور اس مصلحت سے وہ بے وجہ مجمع میں "ضرب، یضرب" بھی مجھے کر دیتے تھے اور میرے چچا جان کا معاملہ میرے ساتھ باوجود ان کے چچا اور استاد اور نائب شیخ ہونے کے ایسا رہتا تھا کہ میں اس سے خود شرمندہ ہو جاتا تھا۔ مگر اس سب کے ساتھ کبھی کبھی مجھے مجمع میں ڈانٹ بھی دیتے تھے ایسے ہی موقع پر حضرت رائپوریؒ نے ان سے عرض کیا کہ حضرت کہ آپ کی ناراضگی کی کوئی وجہ تو سمجھ میں آتی نہیں، ہے تو گستاخی تو چچا جان نے فرمایا تھا، آخر میں تو چچا بھی تو ہوں، میں قصداً ایسا کرتا ہوں کہ کبھی اس کو اپنی حیثیت کی وجہ سے عجب نہ پیدا ہونے لگے۔ میرے اکابر نے تو میری اصلاح کی بہت کوشش فرمائی، مگر افسوس کہ کتے کی دم بارہ برس نلکی میں رکھنے کے بعد نکالی تو ٹیڑھی ہی نکلی اور اس کے نظائر تو کئی یاد آئے مگر دل و دماغ میں ان کے لکھوانے کی گنجائش نہیں، وقت نہیں، آپ بیتی میں پہلے بھی اس قسم کے واقعات بہت آ گئے ہیں۔ فقط والسلام

---

کتابیں لکھیں۔ جنت المعلیٰ میں مدفون ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث بقلم حبیب اللہ ۲۶ دسمبر ۷۵ مکہ مکرمہ

حضرت مفتی صاحب کا اصل فن تو فقہ اور فتوی کا تھا لیکن اللہ تعالیٰ شانہ نے ان سے آخری عمر میں قرآن مجید کی تفسیر بھی لکھوادی۔ یہ عظیم شان تفسیر[۳۵۳] ۸ جلدوں میں ان کی موجودگی ہی میں شائع ہوچکی ہے، میں تو آج کل مطالعہ کرنے کے قابل ہی نہیں رہا۔ احباب جنہوں نے اس کا مطالعہ کیا اور اس سے مستفید ہوتے رہے ہیں، انہوں نے بتایا کہ دور حاضر کے لیے یہ تفسیر یہ بہت مفید ہے، زبان بھی سلیس اور ادبی ہے، فوائد ومسائل اوراحکام کی تشریحات بھی نہایت عمدہ طریقے پر کی گئی ہیں۔ مسلک اہل سنت کی پوری رعایت رکھتے ہوئے نئی اردوزبان میں واقعی تفسیر کی ضرورت تھی جو حضرت مفتی صاحبؒ کی معارف القرآن سے پوری ہوگئی۔

حضرت اقدس حکیم الامت تھانوی قدس سرہ نے تقریباً اسی سال پہلے بیان القرآن لکھی تھی اور اس وقت اس کی شدید ضرورت تھی کیونکہ سرسید[۳۵۴] اور ان کے مزاج کے لوگوں نے

---

۳۵۳۔ مراد تفسیر معارف القرآن ہے۔ مفتی محمد شفیعؒ نے ریڈیو پاکستان کے لیے ۲ جولائی ۱۹۵۴ میں موضوعاتی دروس قرآن کی ریکارڈنگ شروع کی تھی، جو گیارہ سال بعد جون ۱۹۶۴ء میں بند ہوگیا۔ اس درس کا عنوان معارف القرآن تھا۔ جس میں ابتدائی تیرہ پاروں کے منتخب آیات کی تفسیر تھی۔ اس کو نقل کر کے اس کی تکمیل کی گئی اور ۱۳۹۲ھ تک بقیہ حصہ کی تفسیر بھی لکھ لی گئی، یہ تفسیر بنیادی طور پر فقہی تفسیر کہی جاتی ہے لیکن درحقیقت اس میں تفسیر بالحدیث، اقوال صحابہ وتابعین اور قرآن مجید سے نظام ہائے زندگی کے متعلق سیاسی، سماجی اور اقتصادی استنباطات کا بھی ایک بڑا ذخیرہ آگیا۔ تفسیر پر مفتی تقی عثمانی مدظلہ کا مبسوط مقدمہ ہے ،۸ جلدوں میں مطبوع ومتداول ہے۔ اس کا انگریزی ترجمہ بھی ہوچکا ہے۔ تفسیر میں ترجمہ شیخ الہند اور تفسیر بیان القرآن کا اردو حصہ بعنوان خلاصہ تفسیر شامل ہے، اس کے جدید ایڈیشن میں مفتی تقی عثمانی کا آسان ترجمہ قرآن شامل کردیا گیا ہے۔

۳۵۴۔ احمد خان متقی بن محمد متقی [۱۸۱۷ء۔۱۸۹۸ء] المعروف سرسید احمد خان، دہلی میں پیدا ہوئے، آباواجداد ترک برلاس قبیلے سے تھے۔ شاہ جہان کے عہد میں ہرات سے ہندوستان آئے، ابتدائی تعلیم اپنے نانا خواجہ فرید الدین احمد

ترجمہ تفسیر[۳۵۵] کے نام سے جو کاغذ کالے کئے تھے اور اپنی کتابوں میں طرح طرح کی غلط باتیں لکھ دی تھے اور اہل سنت کے مسلک کو چھوڑ دیا تھا، ان کے تھو کے لیے ایک تفسیر لکھنا ضروری تھا، جیسا کہ حضرت اقدس حضرت تھانویؒ قدس سرہ بیان القرآن کے مقدمے میں اس عمل کا اظہار فرمایا ہے۔ آج کل بہت سے مفسرین و مفکرین پیدا ہو گئے ہیں کو بزعم خود مجتہد ہیں اور اہل سنت و جماعت کے مسلک سے آزاد ہو کر تفسیر کے نام سے کتابیں لکھ رہے ہیں چونکہ ان لوگوں کی زبان شائستہ ہے اس لیے اس نئے زمانے کے لوگ ان کی طرف لپکتے ہیں اور ان کی بڑی مدح سرائی کرتے ہیں جن اہل قلم لوگوں کا مزاج ایسے آزاد منش مزاج لوگوں سے جوڑ کھاتا ہے وہ ان پر تقریظیں لکھتے ہیں اور اخبارات میں تبصرے لکھ کر ان تعریفوں کے پل باندھ دیتے ہیں۔ احباب نے بتایا حضرت مفتی صاحب کی ان لوگوں کی نام نہاد تفسیروں کا بہت تھوڑ ہوا ہے اور چونکہ جدید اردو زبان میں تفسیر لکھی ہے اور ساتھ ہی اہل سنت و جماعت کے مسلک کے بھی پوری رعایت ہے۔ اس لیے ہر طبقے کی لوگ اس کی طرف متوجہ

---

خان سے حاصل کی، بعد ازاں اپنے خالوں مولوی خلیل اللہ سے عدالتی کام سیکھا، ۱۸۳۷ء میں آگرہ میں کمشنر کے دفتر میں بطور نائب منشی رہے۔ ۱۸۳۸ء میں منصف بنے اور ترقی کرتے کرتے جج کے منصب پر فائز ہوئے، ۱۸۴۲ء میں بہادر شاہ ظفر کی طرف سے جواد الدولہ عارف جنگ کا خطاب ملا۔ متوسط دینی کتب شاہ ولی اللہؒ کے پوتے مخصوص اللہؒ اور مولانا مملوک علی نانوتویؒ سے پڑھیں۔ خاں بہادر (Sir)، شاہی مشیر (K.B) انڈیا کے امن جج (K.C)، قانون کے ڈاکٹر (L.L.D) جیسے خطابات ملے، سرکاری ملازمت کے بعد علی گڑھ یونیورسٹی میں خدمات انجام دیتے رہے، ۱۸۵۷ء میں علی گڑھ کالج کی بنیاد رکھی۔ تفسیر القرآن، آثار الصنادید سمیت کئی کتابیں لکھیں۔

۳۵۵۔ سر سید احمد خان کا ترجمہ و تفسیر "تفسیر القرآن وھو الھدیٰ والفرقان" کے نام سے سات حصوں پر مشتمل سورہ طٰہ تک مطبوع ہے۔ مصنف اس تفسیر کو پورا نہ کر سکے، جدید تعلیم یافتہ حضرات کی ذہنی تسکین کے لیے جدید علوم اور فلسفہ سے مرعوبیت نے ان سے تفسیر میں کئی ٹھوس غلطیاں سرزد کروائیں۔ وحی کو نبی کی داخلی سوچ اور کسب کا نتیجہ کہا، جنات، ملائک اور معجزات کی تاویل میں تحریف و انکار تک گزرے۔

ہو رہے ہیں۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

پیارے تقی! کیا کیا لکھاؤں ہمارے اکابر جنہوں نے نے دارالعلوم و مظاہر علوم کی بنیاد رکھی تھی، ان کا اخلاص اور مکارم اخلاق اور محاسن افعالیں اور شریعت اور طریقت کی جامعیت عجیب چیزیں تھیں۔ یہ حضرات ہر علم سے واقف معقعولات اور منقولات کے سمندروں کے شناور اور ساتھ ہی بے نفسی، تواضع اور فنائیت کے مجسمے تھے، سب کچھ ہوتے ہوئے اپنے نزدیک کچھ بھی نہ تھے، اہل سنت وجماعت کے مسلک سے یکسر ہٹنا ان کو گوارا نہ تھا۔ فقہ حنفی کی مضبوطی سے مقلد تھے اور عدم تقلید کو گمراہی کا پیش خیمہ سمجھتے تھے۔ تمام ائمہ حدیث اور ائمہ فقہ کا پورا پورا اہتمام کرتے تھے۔ ان کے دل و زبان ہمیشہ ذکر اللہ سے معمور رہتے تھے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ دونوں مدرسوں میں دربان سے لے کر صدر مدرس اور مہتمم تک ہر شخص صاحب نسبت ہوتا تھا، آج میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ وہ امتیازی شئون مٹ رہی ہیں جو اپنے اکابر طرہ امتیاز تھیں۔ اکابر ایک ایک کر کے رخصت ہو چکے ہیں اور اصاغر ان کی جگہ تو لے رہے ہیں لیکن علوم و اعمال اور ذکار میں ان کے قائم مقام نہیں بن رہے ہیں صرف رسمیاں الفاظ اور شاعرانہ قسم کے مضامین کی بہتات رہ گئی ہے۔ جن چیزوں کی ضرورت ہے وہ کماً و کیفاً ختم ہو رہی ہیں، کسی کی وفات پر ماہناموں کے نمبر نکالنا یہ بھی ایک فیشن سا ہو گیا ہے۔ نمبر نکال دینے سے مرنے والے کا حق ادا نہیں ہو جاتا۔ جانے والے نے جو شریعت اور طریقت کی خدمت انجام دی اس کو آگے بڑھانا اور اس مزاج کے آدمی پیدا کرنا بہت زیادہ ضروری ہے۔

تم دونوں بھائیوں سے اور اکابر کی ہر اولاد سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنے کو سدھاریں اور سنواریں اور اکابر دیوبند کے اخلاص، تقوی، انابت الی اللہ، خوف و خشیت، ذکر و فکر علوم و اعمال، ظاہری باطنی اصلاح کے طور وطریق جو ان کی تالیفات اور ملفوظات میں محفوظ ہیں، اس کو ان کے مطابق آدمی ڈالنے کی فکر کریں۔ ان حضرات کی صحیح یادگار یہی ہے۔ میں تو

یہ دیکھ کر ہنس کر حیران رہ جاتا ہوں کہ ہمارے کی اولاد اسکول اور کالجوں کی زینت ہیں اور بیاہ شادیوں میں دین کو دیکھنے کے بجائے انگریزی پڑھا لکھا ہونا دیکھا جاتا ہے، جن بزرگوں کی زندگی عداوت فرنگ میں گزر گئی آج انہیں کی اولاد فرنگویوں کی طور طریق اختیار کرنے میں فخر محسوس کرتی ہے۔ فالی اللہ المشتکیٰ۔ فقط والسلام

(شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد) زکریا (صاحب دامت برکاتہم)

از مدینہ منورہ ۹ شعبان ۹۸ھ مطابق ۱۴ جولائی

ناقل ڈاکٹر اسماعیل غفرلہ

# اشاریہ تراجم اعلام حواشی

| ۱۴۸ | یوسف برجویؒ، محمد، مولانا،ڈاکٹر،[م:۲۰۱۱ء] | ۲۰۳ |
|---|---|---|
| ۱۴۹ | یوسف جان محمد، بنوری[۱۹۰۸ء-۱۹۷۷ء] | ۹ |
| ۱۵۰ | یوسف رنگ والاؒ، محمد، الحاج[۱۹۲۳ء-۲۰۰۶ء] | ۹۵ |
| ۱۵۱ | یوسف کاندھلویؒ، محمد، مولانا[۱۹۱۷ء-۱۹۶۵ء] | ۴۳ |
| ۱۵۲ | یوسف لدھیانویؒ، محمد، مولانا[۱۹۳۲ء-۲۰۰۰ء] | ۱۱ |
| ۱۵۳ | یوسف متالاؒ، محمد، مولانا[۱۹۴۶ء-۲۰۱۹ء] | ۱۰۰ |

# اشاریہ تعارف کتب ورسائل

| نمبر | نام کتاب | مصنف | صفحہ |
|---|---|---|---|
| ۱ | ارشاد السلوک | مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ | ۱۷۸ |
| ۲ | ارمغان نعت | شفیق بریلویؒ | ۱۱۷ |
| ۳ | اسباب سعادۃ المسلمین وشقاءھم | مولانا محمد زکریاؒ | ۱۵۶ |
| ۴ | اسلام اور نسبی امتیازات | مفتی محمد شفیعؒ | ۲۳۳ |
| ۵ | اشرف السوانح | خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ | ۲۴۰ |
| ۶ | اصلاح مفاہیم | محمد علوی مالکیؒ | ۲۲۲ |
| ۵ | اکمال الشیم | مولانا عبد اللہ گنگوہیؒ | ۱۷۸ |
| ۷ | الابواب والتراجم | مولانا محمد زکریاؒ | ۲۰۸ |
| ۸ | الاستاد المودودی وشئی من افکارہ | مولانا یوسف بنوریؒ | ۱۱۵ |
| ۹ | الاستذکار | ابن عبد البر مالکیؒ | ۲۳ |
| ۱۰ | الاعتدال فی مراتب الرجال | مولانا محمد زکریاؒ | ۱۱۰ |
| ۱۱ | التمہید | ابن عبد البر مالکیؒ | ۲۳ |
| ۱۲ | الجمیعہ دہلی (اخبار) | ہفت روزہ | ۷۱ |
| ۱۳ | الحاوی علی مشکلات الطحاوی | قاری سعید الرحمنؒ | ۲۱۶ |
| ۱۴ | الحصن الحصین | شمس الدین جزریؒ | ۱۲۳ |
| ۱۵ | الرشید ماہنامہ ساہیوال (مجلہ) | مدیر: مولانا عبد الرشید ارشدؒ | ۱۱۹ |
| ۱۶ | الفیہ ابن مالک | ابن مالک الجیائیؒ | ۱۰۶ |
| ۱۶ | المحشی حصن حصین | مولانا عبد الحیٔ فرنگی محلیؒ | ۱۲۳ |

| ۱۷ | الوابل الصیب | حافظ ابن قیمؒ | ۱۵۹ |
|---|---|---|---|
| ۱۸ | امانی الاحبار | مولانا یوسف کاندھلویؒ | ۲۱۷ |
| ۱۹ | انفاس عیسیٰ | پروفیسر محمد عیسیٰ الہ آبادیؒ | ۲۱۱ |
| ۲۰ | اوجز المسالک | مولانا محمد زکریاؒ | ۱۲ |
| ۲۱ | بذل المجہود | مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ | ۲۱ |
| ۲۲ | بیان القرآن | مولانا اشرف علی تھانویؒ | ۸۳ |
| ۲۳ | بینات کراچی (مجلہ) | ماہنامہ | ۱۱ |
| ۲۴ | پرتاب دہلی | روزنامہ اخبار | ٦۸ |
| ۲۵ | تبصرہ بر تفہیم القرآن | مولانا اسحاق سندیلویؒ | ۱٦۴ |
| ۲٦ | تحقیق لاثانی | منشی محمد یعقوب پٹیالویؒ | ۴۸ |
| ۲۷ | تذکرۃ الخلیل | مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ | ۲۲۴ |
| ۲۸ | تذکرۃ الرشید | مولانا عاشق الٰہی میرٹھی | ۷۹۱ |
| ۲۹ | تراجم الاحبار من رجال معانی الآثار | حکیم ایوب سہارنپوریؒ | ۲۱۸ |
| ۳۰ | تربیت السالک | مولانا اشرف علی تھانویؒ | ۱۷۸ |
| ۳۱ | ترجمہ شاہ ولی اللہ | شاہ ولی اللہ دہلویؒ | ۲۰۳ |
| ۳۲ | ترجمہ عاشقیہ | مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ | ۲۰۳ |
| ۳۳ | تصحیح الاغلاط الکتابیہ الواقعہ فی نسخ الطحاویہ | حکیم ایوب سہارنپوریؒ | ۲۱۷ |
| ۳۴ | تفسیر القرآن | سرسید احمد خان | ۲۴۵ |
| ۳۵ | تفہیم القرآن | ابوالاعلیٰ مودودی | ۱۵۴ |
| ۳٦ | جزء اسباب اختلاف الائمہ | مولانا زکریاؒ | ۹۰ |
| ۳۷ | جزء حجۃ الوداع وعمرات النبی ﷺ | مولانا محمد زکریاؒ | ۷۲ |

| ۵۹ | کشف النقاب عما یقوله الترمذی وفی الباب | مولانا حبیب اللہ مختارؒ | ۱۳۶ |
|---|---|---|---|
| ۶۰ | لامع الدراری | مولانا محمد زکریاؒ | ۳۸ |
| ۶۱ | متن متین | عبد الرسول رضا انصاریؒ | ۱۰۶ |
| ۶۲ | مثنوی ملا جامیؒ | ملا عبد الرحمن جامیؒ | ۲۰۴ |
| ۶۳ | مجالس حکیم الامت | مفتی محمد شفیعؒ | ۲۱۱ |
| ۶۴ | محدث العصر نمبر | مولانا یوسف لدھیانویؒ | ۱۸۵ |
| ۶۵ | معارف السنن | مولانا محمد یوسف بنوریؒ | ۲۲ |
| ۶۶ | معارف القرآن | مفتی محمد شفیعؒ | ۲۴۴ |
| ۶۷ | مفتی اعظم نمبر، البلاغ | مفتی محمد تقی عثمانی | ۲۳۲ |
| ۶۸ | مکاتیب شیخ الاسلام | مولانا فرید الوحیدیؒ | ۱۳۱ |
| ۶۹ | مکتوبات بسلسلہ مودودی جماعت | مرتب: ڈاکٹر اسماعیل میمن | ۱۲۹ |
| ۷۰ | مکتوبات شیخ الاسلام | مولانا نجم الدین اصلاحی | ۱۱۱ |
| ۷۱ | منصب نبوت اور اسکے عالی مقام حاملین | مولانا ابو الحسن علی ندویؒ | ۹۲ |
| ۷۲ | موت کی یاد | مولانا محمد زکریاؒ | ۱۴۹ |
| ۷۳ | مودودی اکابر امت کی نظر میں | مولانا حکیم محمد اخترؒ | ۱۷۱ |
| ۷۴ | میثاق (مجلہ) | مدیر ڈاکٹر اسرار احمدؒ | ۱۱۸ |
| ۷۵ | نثر الازہار | مولانا محمد امین اورکزئیؒ | ۲۱۵ |
| ۷۶ | نحو میر | میر سید شریف جرجانیؒ | ۱۰۶ |
| ۷۷ | نفحۃ العنبر | مولانا محمد یوسف بنوریؒ | ۱۵۳ |
| ۷۸ | یاد ایام یعنی آپ بیتی | مولانا محمد زکریاؒ | ۲۲ |

# ماخذ و مراجع

اشاریہ کتب میں مذکور تمام کتب کی طرف مراجعت کے علاوہ مندرجہ ذیل کتب و رسائل سے بھی بطور ماخذ استفادہ کیا گیا۔ (محمد طفیل کوہاٹی)


۱. ابوالحسن علی ندوی: حیار وافکار کے چند پہلو سفیر اختر

۲. احتساب قادیانیت — مولانا اللہ وسایا

۳. اسیر مالٹا مولانا عزیر گل — مولانا عبدالقیوم حقانی

۴. اشاریہ ماہنامہ الحق — شاہد حنیف

۵. اقراء ڈائجسٹ کا قطب الاقطاب نمبر — ترتیب جدید: مفتی خالد محمود

۶. اکابر علماء دیوبند — محمد اکبر شاہ بخاریؒ

۷. اکابرین تحریک پاکستان — محمد علی چراغ

۸. انسائیکلوپیڈیا واقعات پاکستان — زاہد حسین انجم

۹. الحق ماہنامہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ — مولانا سمیع الحق

۱۰. الفرقان وفیات نمبر — مولانا عتیق الرحمن

۱۱. آسودہ گان خاک — قاضی اطہر مبارک پوریؒ

۱۲. بزم کہن — مولانا افضال الحق جوہر قاسمی

۱۳. بصائر و عبر — مولانا محمد یوسف بنوریؒ

۱۴. بیس بڑے مسلمان — مولانا عبدالرشید ارشدؒ

| | |
|---|---|
| ۱۵. بیس بڑے مردان حق | مولانا عبد الرشید ارشدؒ |
| ۱۶. بینات مولانا یوسف لدھیانوی نمبر | سعید جلال پوریؒ |
| ۱۷. بھوپال نمبر | ماہنامہ فکر و آگہی |
| ۱۸. پس مرگ زندہ | مولانا نور عالم خلیل امینیؒ |
| ۱۹. پرانے چراغ | ابوالحسن علی ندویؒ |
| ۲۰. تاریخ تحریک ختم نبوت | مولانا اللہ وسایا |
| ۲۱. تاریخ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل | مولانا فضل الرحمن اعظمی |
| ۲۲. تاریخ ریاست بہاولپور | محمد علی درویش |
| ۲۳. تاریخ مظاہر | مولانا زکریاؒ۔ مولانا شاہد |
| ۲۴. تاریخ میو اور داستان میوات | چودھری کریم خاں میو |
| ۲۵. تجلیات رحمانی | قاری سعید الرحمن |
| ۲۶. تحریک آزادی ہند اور مظاہر علوم سہارنپور | مولانا شاہد سہارنپوری |
| ۲۷. تحریک ریشمی رومال نمبر الجمیعہ دہلی | محمد سالم جامعی |
| ۲۸. تذکرہ اکابر گنگوہ | خالد سیف اللہ قاسمی |
| ۲۹. تذکرہ حبیب اللہ | مفتی محمد عابد یسع قاسمی |
| ۳۰. تذکرہ حضرت جی مولانا یوسف | الفرقان خصوصی نمبر |
| ۳۱. تذکرہ دانشوران سہارنپور | مولانا شاہد سہارنپوری |
| ۳۲. تذکرہ شیخ الہندؒ | مفتی عزیز الرحمن بجنوری |
| ۳۳. تذکرہ عبد العلی | مرغوب احمد لاجپوری |
| ۳۴. تذکرہ علمائے اہلسنت والجماعت پنجاب | نذیر رانجھا |

| | |
|---|---|
| ۳۵. تذکرہ علماء پنجاب | اختر راہی |
| ۳۶. جنت البقیع میں مدفون علمائے دیوبند | ثناء اللہ سعد |
| ۳۷. جنت المعلیٰ میں مدفون علمائے دیوبند | ثناء اللہ سعد |
| ۳۸. حالات مشائخ کاندھلہ | مولانا محمد احتشام الحسن |
| ۳۹. حسن تدبیر دہلی کا شیخ نمبر | مولانا محمد اعجاز عرفی |
| ۴۰. حضرت جی نمبر احوال وآثار کاندھلہ | مولانا نور الحسن راشد |
| ۴۱. حیات جامی | اسلم جیراج پوری |
| ۴۲. حیات طیب | محمد شکیب قاسمی |
| ۴۳. ذکر زکریا | فیروز اختر ندوی |
| ۴۴. ذکر رفتگاں | محمد سلمان منصور پوری |
| ۴۵. سوانح شاہ عبد الرحیم رائپوریؒ | عبد الخالق آزاد |
| ۴۶. سوانح مولانا سید محمد ثانی حسنی | سید محمود حسن حسنی |
| ۴۷. سوانح عبد الحفیظ مکیؒ | مولانا خلیل اللہ |
| ۴۸. سوانح حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ | ابو الحسن علی ندویؒ |
| ۴۹. سوانح مولانا اسعد مدنیؒ | مولانا عبد القیوم حقانی |
| ۵۰. سوانح مفتی ولی حسن ٹونکیؒ | محمد حسین صدیقی |
| ۵۱. شیخ الحدیث مولانا زکریا اور ان کے خلفاء | مولانا یوسف متالا |
| ۵۲. عکس احمد | محمد شکیب قاسمی |
| ۵۳. علماء مظاہر علوم اور انکی تصنیفی خدمات | مولانا شاہد سہارنپوری |
| ۵۴. عنایت نامے | مولانا محمد یوسف متالا |

| | |
|---|---|
| ۵۵. قاسم العلوم۔ مجلہ صحیفہ نور خصوصی نمبر | نورالحسن راشد کاندھلوی |
| ۵٦. لالہ و گل | سید انظر شاہ کشمیریؒ |
| ۵۷. ماہنامہ البیان پشاور کا حضرت شیخ نمبر | مولانا اشرف خان |
| ۵۸. مرد درویش | ڈاکٹر فدا محمد |
| ۵۹. مشاہیر نمبر سہ ماہی متاع کارواں | مولانا عثمان ندوی |
| ٦۰. معجم المؤلفین | محمد عمر کحالہ |
| ٦۱. مولانا محمد احسن نانوتویؒ | محمد ایوب قادری |
| ٦۲. مولانا طلحہ کاندھلویؒ | مولانا شاہد سہارنپوری |
| ٦۳. مولانا نصیر الدین مظاہریؒ | مولانا عاشق الٰہی بلند شہریؒ |
| ٦۴. میاں جی نور محمد جھنجھانویؒ | نسیم احمد علوی |
| ٦۵. میرے بھائی جان | مولانا یوسف متالا |
| ٦٦. میرے حاجی صاحب | مولانا سعد عبدالرزاق |
| ٦۷. نقوش رفتگاں | مفتی تقی عثمانی |
| ٦۸. وصف شیخ | محمد فاروق میرٹھی |
| ٦۹. وفیات مشاہیر سرحد | ڈاکٹر محمد منیر احمد سلیچ |
| ۷۰. وفیات مشاہیر کراچی | ڈاکٹر محمد منیر احمد سلیچ |
| ۷۱. وفیات مشاہیر بہار | سید شاہد اقبال |
| ۷۲. وفیات معارف | ڈاکٹر سہیل شفیق |
| ۷۳. وفیات نعت گویان پاکستان | ڈاکٹر محمد منیر احمد سلیچ |
| ۷۴. وفیات ناموران پاکستان | ڈاکٹر محمد منیر احمد سلیچ |